دنیا بھر میں بچوں کا سب سے مقبول اُردو میگزین
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 28 شاندار سال
بانی: مجید نظامی مرحوم
چیف ایڈیٹر: رمیزہ مجید نظامی
ہر عمر کے بچوں کیلئے
ماہنامہ پھول
لاہور
ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا
نومبر 2019ء
عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مبارک ہو!
اشاعت کا
350
واں مہینہ
نوائے وقت
اقبالؒ تیری آج ضرورت ہے جہاں کو
ہم سے ہیں
دنیا کی
بہاریں
پھول انسائیکلو پیڈیا
سائنس کی دُنیا
مسکراہٹیں
نرالے انداز
چٹخارے
آرٹ گیلری
آٹوگراف
کھٹے میٹھے خطوط
معروف ادیبوں کی دلچسپ کہانیاں اور نظمیں
رنگا رنگ سلسلے اور انعامات کی برسات
قیمت صرف 30 روپے

درود تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۔ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۔ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَرْفُوْعٌ مَشْفُوْعٌ مَنْقُوْشٌ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۔ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۔ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۔ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۔ جَمِيْلِ الشِّيَمِ ۔ شَفِيْعِ الْاُمَمِ ۔ صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ۔ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِي الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۔ يٰۤاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

درود تاج

ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ تم عشق میں بڑی آہیں بھرتے ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سن کر تمہارے چہرے پر رونق آجاتی ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سن کر تمہارا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔۔۔۔ ذرا یہ تو بتاؤ جن سے تم محبت کرتے ہو وہ ہیں کیسے؟۔

کہنے لگا۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے پوچھتے ہو۔۔۔

صاحب التاج والبراق والعلم

کہنے لگا کرتے کیا ہیں؟۔

دافع البلاء، والوباء، والقحط والمرض والالم

تمہارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام کہاں ہے؟۔

اسمہ مکتوب مرفوع مشفوع منقوش فی اللوح والقلم

وہ کہاں کے سردار ہیں؟۔

سید العرب والعجم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم کیسا ہے؟۔

جسمہ مقدس معطر منور فی البیت والحرم

جسم ایسا پیارا تو چہرہ کیسا ہے؟۔

کہنے لگا۔

شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ نور الھدیٰ کھف الوریٰ مصباح الظلم

عادتیں کیسی ہیں؟۔

جمیل الشیم

وہ کرتے کیا ہیں؟۔

شفیع الامم

ان کے پاس کیا ہے۔ وہ دیتے کیا ہیں؟۔

صاحب الجود والکرم

اتنی شان والے۔۔۔۔ اتنی عظمت والے

ان کی حفاظت کون کرتا ہے؟۔

واللہ عاصمہ

ان کے خادم کون ہیں؟۔

جبریل خادمہ

ان کی سواری کون سی ہے؟۔

البراق مرکبہ

وہ سفر کہاں کا کرتے ہیں؟۔

المعراج سفرہ

سدرۃ المنتھیٰ مقامہ وقاب قوسین مطلوبہ والمطلوب مقصودہ والمقصود موجودہ

وہ کہاں کے سردار ہیں؟ کن کے سردار ہیں؟۔

سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین انیس الغریبین رحمۃ للعلمین راحۃ العاشقین مراد المشتاقین شمس العارفین سراج السالکین مصباح المقربین

مالداروں اور امیروں سے ہی محبت کرتے ہیں یا غریبوں کا بھی خیال کرتے ہیں؟۔

عاشق کہتا ہے کیسی بات کرتے ہو۔ وہ تو..........

محب الفقراء، والغرباء، والمساکین سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین

تمہیں کیا ملے گا؟۔

وسیلتنا فی الدارین صاحب قاب قوسین

یہ دنیا والے ہی محبت کرتے ہیں یا کوئی اور بھی؟؟۔

محبوب رب المشرقین والمغربین

ان کی اولاد کیسی ہے؟۔

جد الحسن والحسین مولانا ومولی الثقلین

اتنی عظمتوں والے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کا نام تو بتا دو؟ ان کا نام کیا ہے؟۔

ابی القاسم محمد ابن عبد اللہ نور من نور اللہ

یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ

اے عاشقو! ان کے نور جمال میں گم ہو جاؤ

ایسا نور کہ جسے دیکھتے ہی حسان بن ثابتؓ بول اٹھے

واحسن منک لم تر قط عینی

واجمل منک لم تلد

☆☆☆

بس پہاڑی علاقے سے گزر رہی تھی۔ اچانک بجلی چمکی۔ بس کے قریب آئی اور واپس چلی گئی، بس آگے بڑھتی رہی، آدھ گھنٹے بعد بجلی دوبارہ آئی، بس کے پچھلے حصے کی طرف لپکی لیکن واپس چلی گئی، بس آگے بڑھتی رہی، بجلی ایک بار پھر آئی۔ وہ اس بار دائیں طرف پر حملہ آور ہوئی لیکن تیسری بار بھی واپس لوٹ گئی۔ ڈرائیور سمجھ دار تھا، اس نے گاڑی روکی اور اونچی آواز میں بولا۔

''بھائیو! بس میں کوئی گناہگار سوار ہے۔ یہ بجلی اسے تلاش کر رہی ہے، ہم نے اگر اسے نہ اتارا تو ہم سب مارے جائیں گے''۔

بس میں سراسیمگی پھیل گئی اور تمام مسافر ایک دوسرے کو شک کی نظروں سے دیکھنے لگے، ڈرائیور نے مشورہ دیا۔

''سامنے پہاڑ کے نیچے درخت ہے، ہم تمام ایک ایک کر کے اترتے ہیں اور درخت کے نیچے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہم میں سے جو گناہ گار ہو گا بجلی اس پر گر جائے گی اور باقی لوگ بچ جائیں گے''۔

یہ تجویز قابل عمل تھی، تمام مسافروں نے اتفاق کیا، ڈرائیور سب سے پہلے اترا، اور دوڑ کر درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔

بجلی آسمان پر چمکتی رہی لیکن وہ ڈرائیور کی طرف نہیں آئی۔ وہ بس میں واپس چلا گیا، دوسرا مسافر اترا اور درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ بجلی نے اس کی طرف بھی توجہ نہیں دی۔ تیسرا مسافر بھی صاف بچ گیا۔ یوں مسافر آتے رہے۔ درخت کے نیچے کھڑے ہوتے رہے اور واپس جاتے رہے۔ یہاں تک کہ صرف ایک مسافر بچ گیا۔ یہ گندہ مجہول سا مسافر تھا۔ کنڈیکٹر نے اسے ترس کھا کر بس میں سوار کر لیا تھا۔ مسافروں نے اسے برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ لوگوں کا کہنا تھا:

''ہم تمہاری وجہ سے موت کے منہ پر بیٹھے ہیں، تم فوراً بس سے اتر جاؤ''۔ وہ اس سے ان گناہوں کی تفصیل بھی پوچھ رہے تھے جن کی وجہ سے ایک اذیت ناک موت اس کی منتظر تھی۔ مگر وہ مسافر اترنے کے لیے تیار نہیں تھا لیکن لوگ اسے ہر قیمت پر بس سے اتارنا چاہتے تھے، مسافروں نے پہلے اسے برا بھلا کہہ کر اترنے کا حکم دیا، پھر اسے پیار سے سمجھایا، اور آخر میں اسے گھسیٹ کر اتارنے لگے۔

وہ شخص کبھی کسی سیٹ کی پشت پکڑ لیتا تھا، کبھی کسی راڈ یا دروازے کے ساتھ لپٹ جاتا تھا۔ لیکن لوگ باز نہ آئے، انھوں نے اسے زبردستی گھسیٹ کر اتار دیا۔ ڈرائیور نے بس چلا دی۔

بس جوں ہی ''گناہ گار شخص'' سے چند میٹر آگے گئی، دھاڑ کی آواز آئی، بجلی بس پر گری، اور تمام مسافر چند لمحوں میں جل کر بھسم ہو گئے۔ وہ گناہگار مسافر دو گھنٹوں سے مسافروں کی جان بچا رہا تھا۔

ہم نہیں جانتے ہم کن لوگوں کی وجہ سے زندہ ہیں؟ اور...... ہم کس کو بس سے اتاریں گے؟ اور پھر وہ شخص ہمارا رزق، ہماری کامیابی، اور ہماری زندگی ساتھ لے جائے گا۔

ہمیں کسی کو ظاہری طور دیکھ کر حقارت کرنے سے پہلے اپنے باطن کو پرکھ لینا چاہیے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے اور آپ کی نیت آپ جانتے ہیں یا آپکا ربّ!!!۔

اللہ تعالیٰ اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ہم دوزخ کی آگ سے بچ جائیں اور توبہ کر کے نیکی کے سفر پر گامزن ہو جائیں۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کی بخشش کے لیے ہمیشہ دعائیں مانگتے رہے۔ ایسے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت آ رہا ہے، ہمیں چاہیے کہ اس مبارک دن پر خوشیاں منائیں لیکن اسلام کے ضابطے کے اندر رہ کر۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ التفات اور حوضِ کوثر سے سیراب فرمائے۔ آمین۔

آپ سب کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبارک ہو۔

اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر ملے گے۔

محمد شعیب مرزا

آپ کے ایڈیٹر بھیا

حمدِ باری تعالیٰ

مہکیں مرے زبان ولب حمد وثناء سے رات دن
میں یوں ہی لب کشار ہوں اس کی رضا میں رات دن
کیسے ہیں تیرے بندے وہ مولا جو تیرے بندوں کو
کرتے ہیں فیض یاب بس دست دعا سے رات دن
مانگوں دعائیں روز شب سجدہ گزاریاں کروں
محوِسخن رہوں یوں ہی اپنے خدا سے رات دن
یہ بھی تو ہے پیامبر خالق کائنات کی
کرتا رہوں مکالمے باد صباء سے رات دن
میرے گناہ بے حساب' کر دے مجھے خدا معاف
مانگتا رہتا ہوں دعا' رب علا سے رات دن
اس کی رضا ہے جب تلک زندہ ہوں میں بھی شان سے
رہتا ہوں پنجہ آزما دست قضا سے رات دن
یہ بھی طرز زندگی میں نے سمجھ لیا ندیؔم
رکھوں میں یوں ہی رابطہ خلق خدا سے رات دن

ریاض ندیم نیازی (سبی) بلوچستان

نعتِ رسول مقبول ﷺ

دیار مصطفیٰ ؐ کا میں گدائے بے نوا ہوں
میری آرزو ہے یا رب خوشنودی محمدؐ
تخلیق کائنات میں بھی خوشنودی محمدؐ
تکمیل کائنات بھی خوشنودی محمدؐ
حروف قرآن یزداں کا حاصل تو یہی ہے
تعریف عزوجل بھی خوشنودی محمدؐ
صبرورضا کی حکمت باعث زیارت
ہر دم تُو مانگتا رہ خوشنودی محمدؐ
اِزنِ حضورؐ پائے گا تو پھر بھی اے ایاؔز
درود و صلوٰۃ تیرا خوشنودی محمدؐ

ملک محمد ایاز' لاہور

کرنیں

محمد صالح

آیت ''اسوۂ حسنہ'' کا شانِ نزول

''تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے''۔ (۳۳/۱۲)

یہ آیت اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے۔ اسے زندگی کے کسی ایک شعبہ کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جس موقع پر اس کا نزول ہوا، اس نے اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ یہ آیت غزوۂ خندق کے ایام میں نازل ہوئی جب کہ دعوت حق پیش کرنے والوں کے راستہ میں پیش آنے والی ساری مشکلات اور آلام ومصائب پوری شدت سے رونما ہو گئے۔ دشمن سارے عرب کو ساتھ لے کر آ دھمکا ہے۔ یہ حملہ اتنا اچانک ہے کہ اس کو پسپا کرنے کے لیے جس تیاری کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے خاطر خواہ وقت نہیں، تعداد کم ہے، سامانِ رسد کی اتنی قلت ہے کہ کئی وقت فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں نے سنگین وقت پر دوستی کا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ ان کی غداری کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ دشمن سیلاب کی طرح بڑھا چلا آتا ہے۔ اس کے پہنچنے سے قبل مدینہ طیبہ کی مغربی سمت کو خندق کھود کر محفوظ بنا دینا از حد ضروری ہے۔

ان حالات میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے دوش بدوش موجود ہیں۔ خندق کھودنے کا موقع آتا ہے تو ایک عام سپاہی کی طرح خندق کھودنے لگتے ہیں۔ مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔ دوسرے مجاہدین کی طرح فاقہ کشی کی تکلیف بھی برداشت فرماتے ہیں۔ اگر صحابہؓ نے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہے تو شکمِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دو پتھر بندھے دکھائی دیتے ہیں۔ مہینہ بھر شدید سردی میں میدانِ جنگ میں صحابہؓ کے ساتھ دن رات قیام فرما ہیں۔ دشمن کے لشکر جرار کو دیکھ کر بھی پریشان نہیں ہوتے۔ بنو قریظہ (ایک یہودی قبیلہ) کی عہد شکنی کا علم ہوتا ہے، تب بھی پریشانی نہیں ہوتی۔ ان تمام ناگفتہ حالات میں عزم واستقامت کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔ قدم قدم پر صحابہؓ کی دلجوئی فرماتے ہیں، منافقین سے صرف نظر کرتے ہیں۔ دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جاتا۔

پھر جنگی اور سیاسی خطوط پر ایسی تدبیریں کی جاتی ہیں کہ دشمن آپس میں ٹکرا جاتا ہے اور حملہ آور خود بخود محاصرہ اٹھا کر ایک دوسرے پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے، ایک دوسرے پر غداری اور عہد شکنی کے الزامات لگاتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ایک ماہ کا عرصہ ایسا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے سارے پہلو اپنی پوری دلفریبیوں کے ساتھ اجاگر ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل فرمائی گئی کہ ان مہیب خطرات میں تم نے میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کار دیکھ لیا۔ یہ کتنا، راست بازانہ، سچا اور اخلاص کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ یہی تمہاری زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے لیے ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم کو خضر راہ بنا لو۔ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن شفقت کو مضبوطی سے تھام لو یقیناً منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

(ضیاء القرآن)

☆☆☆

بانی : مجید نظامی مرحوم
چیف ایڈیٹر: رمیزہ مجید نظامی
ایڈیٹر: محمد شعیب مرزا

نومبر 2019ء

میرا نام .... ہے
اور یہ میرا پیارا پھول ہے
اسے پڑھنے سے پہلے مجھے ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ
- ★ نماز کی ادائیگی میں دیر نہ ہو رہی ہو۔
- ★ آج کا ہوم ورک مکمل ہو گیا ہو۔
- ★ ابو امی نے جو کام کہے تھے وہ کر لئے ہوں

پھول کی ادا سب سے جدا

سب ایڈیٹر: تہذین طاہر
ڈیزائنر: سدرہ امبرین یونس
آرٹ ایڈیٹر... شعیب قادر

سرورق

آہا، کتنا اچھا موسم ہے۔ عروہ طلحہ، لاہور
مجھ سے ہے ماں باپ کی بہار۔ آئمہ وقار، لاہور
سردی سے بچنا ضروری ہے۔ مائزہ احمد، لاہور

پھول رنگ

پھول نے رسائل کی دنیا میں نئی روایت کا آغاز کیا ہے۔ ہر ماہ ''پھول'' کا انتساب مختلف اہم شخصیات کے نام کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپنے قومی محسنوں کو خراج عقیدت پیش کیا جا سکے۔

23۔ کوئنز روڈ، لاہور۔ پاکستان: فون نمبر: UAN:111-123-540 36307141-4
36314099- ایڈیٹر۔ EXT-350 EXT- 320,227 فیکس: 36367616-36367583
http//www.phool.com.pk
shoaibmirza.phool@gmail.com

پاکستان میں بذریعہ رجسٹری
سالانہ خریداری/-1700 روپے
ششماہی/-850 روپے

قیمت شمارہ صرف: 30 روپے
بائی ایئر یورپ۔ ایشیا۔ مڈل ایسٹ
سالانہ/-5940 روپے/56 ڈالر

انڈونیشیا
سالانہ/-5076 روپے/48 ڈالر
امریکہ۔ آسٹریلیا۔ کینیڈا۔ نیوزی لینڈ
سالانہ/-6000 روپے/57 ڈالر

برائے معلومات سالانہ خریداری
سرکولیشن منیجر گروپ 042-36367573
email: n.w.circulation@gmail.com

چیف ایڈیٹر، پرنٹر اینڈ پبلشر رمیزہ مجید نظامی نے ندائے ملت پریس سے چھپوا کر دفتر روزنامہ نوائے وقت لاہور سے شائع کیا
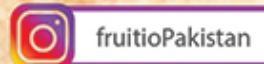
HERBOKINETIC
ACTIONS
HASHMI ISPAGHOL

یہی موثر ہے کیونکہ یہی جیل بنتا ہے

کیمیکل سے پاک ہاشمی اسپغول ایک بہترین فائبر ہے
جومعدے میں پھول کرجیل بنے اوراضافی کولیسٹرول ،شوگر
جیسے دیگر اجزاء کو اپنے اندر ٹریپ کرکے جسم سے باہر نکالنے میں
مددکرے (Herbokinetic Actions) - اور آپ کو دے ایک صحتمند زندگی۔

FREE TATTOO STICKER INSIDE

Al Taiba
Islamic Super Store

Moon Market Iqbal Town Lahore
info@altaiba.com
www.altaiba.com
0321 9778200

an Islamic Store where you can buy all convenience Relating to Islamic way of Life

احرام کی ورائٹی اور سائز

مردانہ احرام | بچگانہ احرام | لیڈیز احرام

- لیڈیز احرام سمال، میڈیم، لارج

- پیدائش سے 2 سال تک 25" x 50"

- 3 سے 6 سال تک 30" x 60"

- 5 سے 10 سال تک 35" x 70"

- 11 سے 16 سال تک 40" x 80"
- مردانہ فل سائز 45" x 90"
- مردانہ XL 50" x 100"

احرام بیلٹ | حاجی سوپ | حاجی شیمپو
حج عمرہ کی کتب | حاجی رومال | ٹوپی، تسبیح
جائے نماز | حاجی گفٹ | امپورٹڈ عطریات
خالص شہد | برقعے | چادریں | اسکارف
آب زم زم | عجوہ، عنبر، مبروم | مدینہ کی کھجوریں

صبح 10 سے رات 11 بجے SUNDAY OPEN

ڈسٹری بیوشن کیلئے ابھی کال کریں

حج عمرہ سروسز اور ٹور آپریٹرز کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

لاہور	کراچی	اسلام آباد	گجرات
0423 7800917	0213 5892960	0321 9779100	0321 9772100
0321 4439150	0301 6695063	0321 9779200	0332 4328127

0423 7800917
0321 9778200
info@altaiba.com
www.altaiba.com

SUNDAY OPEN
الطیبہ انٹرنیشنل
مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رزق کی فراخی کے لئے دعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَاۤ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوۡنُ لَنَا عِیۡدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰیَۃً مِّنۡکَ وَ ارۡزُقۡنَا وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۱۱۴﴾

ترجمہ:۔ اے اللہ! اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے کھانے کا دسترخوان نازل فرما (جو) ہمارے اگلے پچھلوں کی عید ہو اور تیری قدرت کی نشانی ہو اور ہمیں روزی دے ۔ تو ہی بہترین روزی دینے والا ہے (مائدۃ:114)

1- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر زمین کون کون ہیں؟۔

2- فرشتوں کی عبادت گاہ کونسے آسمان پر ہے؟۔

3- دنیا کا اولین فلسفی کون ہے؟۔

4- تخت سلیمان کسے کہتے ہیں؟۔

5- پانی کن دو عناصر سے مل کر بنتا ہے؟۔

دارالسلام کوئز کے جوابات ماہنامہ "پھول" کے ایڈریس کے پتہ پر ارسال کریں
صحیح جوابات بھیجنے والے پانچ (5) خوش نصیبوں کو دارالسلام کی
طرف سے بذریعہ قرعہ اندازی 1000 روپے کی کتب انعام میں دی جائیں گی۔
پہلا انعام: 400 روپے کی کتب، دوسرا انعام 250 روپے کی کتب
تیسرا انعام 150 روپے کی کتب، دو آخری انعام 100,100 روپے کی کتب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی ایک جھلک

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چاند جیسا (خوبصورت اور پرنور) تھا۔
(صحیح بخاری)

☆ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسے چمک اٹھتا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی (خوبصورت) دھاریاں بھی چمکتی تھیں۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح (خوبصورت، ہلکا سا) گول تھا۔ (صحیح مسلم)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گورے رنگ، پرملاحت چہرے، موزوں ڈیل ڈول اور میانہ قد وقامت والے تھے۔ (صحیح مسلم)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ نہ تو چونے کی طرح خالص سفید تھا اور نہ گندمی کہ سانولا نظر آئے بلکہ آپ کا رنگ گورا چک دار تھا۔
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

☆ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کوئی نہیں دیکھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سورج کی روشنی آپ کے رخ انور سے جھلک رہی ہے۔
(صحیح ابن حبان، الاحسان، دوسرا نسخہ، وسندہ صحیح علیٰ شرط مسلم)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرمگیں، دل پسند مسکراہٹ اور خوشنما گولائی والا چہرہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی نے آپ کے سینے کو پر کر رکھا تھا۔
(شمائل الترمذی وسندہ صحیح)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابو طالب فرماتے تھے:
"وبیض یستقی الغمام بوجھہ ثمال الیتامیٰ عصمۃ للا رامل"

☆ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گورے مکھڑے والے جن کے روئے زیبا کے ذریعے سے ابرِ رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ وہ یتیموں کا سہارا، بیواؤں اور مسکینوں کا سرپرست ہے۔ (صحیح بخاری، آئینہ جمال نبوت مطبوعہ)

☆ آپ کی آنکھیں (خوبصورت) لمبی اور سرخی مائل (ڈوروں والی) تھیں۔ (صحیح مسلم)

☆ اہلِ ایمان کے نزدیک سب چہروں سے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ ہے۔ (صحیح البخاری)

☆☆☆

شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبالؒ

فوزیہ سعید

ہر سال 9 نومبر کو پورے ملک پاکستان میں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے یوم پیدائش کو یوم اقبالؒ کے طور پہ منایا جاتا ہے۔ علامہ اقبالؒ کی شہرت جہاں اس دور میں مصلحانہ کردار کی تھی۔ وہیں قیام پاکستان میں ایک ممتاز شخصیت کی تھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کی الگ مملکت کا پورا نقشہ پیش کیا۔ اور پھر قائداعظم محمد علی جناحؒ کو جو مستقل طور پہ لندن چلے گئے تھے۔ خط لکھا اور ہندوستان واپس آنے اور مسلمانوں کی قیادت کی دعوت دی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے انتقال پر تعزیتی بیان میں قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اعتراف کیا کہ ان کے لئے اقبالؒ ایک راہنما بھی تھے۔ دوست بھی تھے اور فلسفی بھی تھے۔ جو کسی ایک لمحے کے لئے بھی متزلزل نہ ہوئے۔ اور چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔ بھارت میں بھی علامہ اقبالؒ ڈے منایا جاتا ہے۔ بھارت کے لوگ بھی علامہ اقبالؒ کو شاعر مشرق، ادیب، مفکر، فلسفی اور مسلمانوں کو جگانے والی شخصیت کے طور پہچانتے ہیں۔ اس موقع پر سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کے زیر اہتمام پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ پورے ملک میں طلبہ و طالبات کے مابین انعامی مقابلہ مصوری، تقریری مقابلے کروائے جاتے ہیں۔ ایسے مقابلوں اور پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے جن میں علامہ اقبالؒ کی زندگی پہ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ان میں این جی اوز۔ ادارے۔ میڈیا کے لوگ بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کی یاد میں مشاعرے کرائے جاتے ہیں۔ صحافی حضرات خصوصی کالم لکھتے ہیں۔ بچے سکولوں میں ٹیبلو پیش کرتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ کی نظم "بچے کی دعا" بچوں میں بہت مشہور ہے۔ عام طور پہ سکولوں میں اسی سے دن کا آغاز کیا جاتا ہے۔

لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

علم کی شمع۔ اقبالؒ کے شاہین۔ اقبالؒ کے افکار۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی۔ کے مختلف ناموں سے ملک کے سب شہروں میں پروگرامز ہوتے ہیں۔ اس دن علامہ اقبالؒ کو ان کی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ 9 نومبر علامہ اقبالؒ کی شاعری اور ان کے فکر و فن پر دانشوروں کے انٹرویو کیے جاتے ہیں۔ جو اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ ٹی وی چینلز پہ ان کے کلام کو بڑے بڑے گلوکار پڑھنا پسند کرتے ہیں۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

علامہ اقبالؒ نے خود کو اپنے زمانے سے بہت آگے کا شاعر کہا تھا۔ ان کا پیغام آفاقی تھا۔ وہ ایک شاعر مفکر، مصور، پیامبر، سیاستدان، مصلح تھے۔ وہ بیسویں صدی کے بہت بڑے اور انقلابی شاعر تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو ان کا ماضی اور عہد رفتہ یاد دلاتے ہوئے ان کو جگانے کی کوشش کی۔ اور وہ اس کوشش میں کامیاب رہے۔ لیکن افسوس کہ ایک خود مختار ملک پاکستان حاصل کرنے کے بعد مسلمان اقبالؒ کے اس خواب کو فراموش کر چکے تھے۔ جو انہوں نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے دیکھا تھا۔

پروفیسر رفیع الدین ہاشمی نے کہا: ڈاکٹر محمد اقبالؒ خدا کے ملک میں خدا کے قانون کی پاسداری چاہتے تھے۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے ان کے افکار اور نظریات سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ ضرورت اس امر کی ہے علامہ اقبالؒ کی تعلیمات کو نہ صرف عام کیا جائے بلکہ معاشرے میں اقبالؒ کے نظریات، افکار کو رواج دیا جائے۔ علامہ اقبالؒ نہ صرف مسلمانوں بلکہ دنیا بھر کی اقوام کی ضرورت ہیں۔ موجودہ دور میں عالم اسلام کی راہنمائی، افکار اقبالؒ کی روشنی میں ہی کی جا سکتی ہے۔ علامہ اقبالؒ کے کلام کا ماخذ قرآن حکیم ہے۔ اقبالؒ کی شاعری قرآنی قوانین کی عکاسی کرتی ہے۔ فی زمانہ قوم کو اقبالؒ کی فکر اور نظریات سے روشناس کرانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ علامہ اقبالؒ عالم اسلام کے اتحاد کے خواہاں تھے۔ انہوں نے اپنے

علامہ اقبالؒ نے برصغیر کے مسلمانوں کو بیدار کیا۔

زمانے کے مسلمانوں کو جہالت کے اندھیرے سے نکالنے کے لئے اور باہمی متحد کر کے ایک ریاست کا شہری بنانے کا خواب دیکھا تھا۔ ایک ہی ریاست جس میں مسلمان دین خداوندی کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کریں گے۔ علامہ اقبالؒ واحد وہ شاعر تھے جن کی شاعری میں نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے اپنی خودی کو پانے، اتحاد اور اتفاق کی اہمیت اور ایک اچھا مسلمان (مومن) بننے کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ اقبال کی شاعری مومن کے اوصاف بھی بیان کرتی ہے۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن
کردار میں، گفتار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری
نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن
جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

یہ سب علامہ اقبالؒ کے مرد مومن کے اوصاف ہیں۔ انہوں نے مرد مومن کو شاہین کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ عقاب یا شاہین کی خوبیاں مرد مومن سے ملتی ہیں۔ اقبالیات پہ بہت سے مقالا جات لکھے جا چکے ہیں۔ بہت سے لوگ ان پہ پی ایچ ڈی کر چکے ہیں۔

علامہ اقبالؒ بچوں سے لے کر بڑوں تک، سیاست سے لے کر مذہب تک دنیا کے تمام موضوعات پر لکھ چکے ہیں۔ ان کا فلسفہ خودی انسان میں اس کی خودی سے روشناس کراتا ہے۔

قائداعظمؒ نے بھی علامہ اقبالؒ کی خدمات کی تعریف کی۔

جو انسان کو ممتاز بناتا ہے۔ عام سے خاص بناتا ہے۔ آپ بھی پاکستان کے خاص بچے بن سکتے ہیں بس اپنی تعلیم پہ توجہ دیں۔ علم ہی آپ کو اپنی خودی کی پہچان سکھائے گا۔ آپ میں ہی کل کے قائدؒ اور اقبالؒ ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

☆☆☆

GOFY®
LOW SUGAR
OATIME
CEREAL MILK BAR
Milk
it´s delicious!
Social Media Pakistan 0345-6738217
Cereal Milk Bar in Box Packing

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

عنبر ذکاء مغل

محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر، برادر، جان اور اولاد سے پیارا

اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کائنات میں کوئی ہستی سب سے زیادہ محبت کی مستحق ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ایمان کا جز ہے اور ان کی حقیقی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی محبت کو ہر شے کی محبت پر مقدم رکھا جائے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اور بیٹے سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔'' (صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم 13)

علامہ اقبالؒ نے بھی کیا خوب کہا ہے:

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بچوں کے دلوں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرنے کے چند ذرائع یہ ہیں:

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ان کے سامنے بیان کرنا۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم اخلاق کی مثالیں بیان کرنا۔

☆ امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا ذکر کرنا۔

☆ صحابہؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ذکر کرنا۔

☆ بچوں کو احادیث حفظ کرانا۔

☆ اور بچوں کے ساتھ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی شدید خواہش کا مظاہرہ کرنا۔

☆......☆......☆

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سونیا کنول

جب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے تو دنیا کی تمام چیزیں، جن و انس، فرشتے، درخت، چاند، ستارے، سورج، زمین، آسمان، پھول، کلیاں، تتلیاں، بھنورے، جگنو غرضیکہ ہر چیز نے خوشیاں منائیں اور زمین کا ذرہ ذرہ جھوم اٹھا اور یہ سب ہی کیا حروف تہجی بھی پکار اٹھے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے کہ آج اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

کہتے ہیں:

الف نے کہا......اللہ کے پیارے آگئے۔
ب نے کہا......بے سہاروں کے سہارا آگئے۔
پ نے کہا......پیغمبر کل جہاں آگئے۔
ت نے کہا......تاجدار دو جہاں آگئے۔
ٹ نے کہا......ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والے آگئے۔
ث نے کہا......ثمر محنتوں کے آگئے۔
ج نے کہا......جنت کے والی آگئے۔
چ نے کہا......چودھویں کے چاند آگئے۔
ح نے کہا......حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے۔
خ نے کہا......خالق دو جہاں کے محبوب آگئے۔
د نے کہا......دکھیوں کے دکھ مٹانے والے آگئے۔
ڈ نے کہا......ڈوبتوں کو بچانے والے آگئے۔
ذ نے کہا......ذات حق کے پیارے آگئے۔
ر نے کہا......رحمت اللعالمین آگئے۔
ز نے کہا......زحمت کو مٹانے والے آگئے۔
س نے کہا......سرور کونین آگئے۔
ش نے کہا......شہنشاہ ارض وسماء آگئے۔
ص نے کہا......صادق وامین آگئے۔
ض نے کہا......ضامن جنت آگئے۔
ط نے کہا......طالب نور آگئے۔
ظ نے کہا......ظلم کو مٹانے والے آگئے۔
ع نے کہا......عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگئے۔
غ نے کہا......غم کو مٹانے والے آگئے۔
ف نے کہا......فقراء کے ہمدرد آگئے۔
ق نے کہا......قاصد دو جہاں آگئے۔
ک نے کہا......کائنات کے نور آگئے۔
گ نے کہا......گمراہوں کو راہ بتانے والے آگئے۔
ل نے کہا......لطف دو جہاں آگئے۔
م نے کہا......محسنِ انسانیت آگئے۔
ن نے کہا......نور خدا آگئے۔
و نے کہا......والضحیٰ کے چہرے والے آگئے۔
ہ نے کہا......ہادی دو جہاں آگئے۔
ء نے کہا......الم نشرح کے سینے والے آگئے۔
ی نے کہا......آج یثرب کو مدینہ کہنے والے آگئے۔

☆☆☆

محبت بھرا رشتہ

وہ بڑی پھوپھو کو دیکھ کر پریشان ہو گئے تھے.........

نذیر انبالوی

عبداللہ نے فاطمہ کی طرف دیکھا۔ وہ منہ پھلائے کرسی پر بیٹھی تھی۔ عبداللہ کے ہاتھ میں امی جان کا موبائل فون تھا۔ فاطمہ اسی موبائل فون کے نہ ملنے کے باعث اپنے بڑے بھائی سے ناراض تھی۔ عبداللہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ منہ دوسری طرف پھیر لیتی۔ امی جان باورچی خانے میں کھانا پکا رہی تھیں۔ بریانی پکنے کی خوش بو کمرے تک آ رہی تھی۔

''لو اب موبائل فون تم اپنے پاس رکھ لو۔'' عبداللہ نے فاطمہ کو مخاطب کیا۔

''اب موبائل فون اپنے پاس ہی رکھو، تھوڑی دیر میں قاری صاحب آنے والے ہیں'' فاطمہ نے عبداللہ کو گھورتے ہوئے جواب دیا۔ اس سے قبل کہ عبداللہ کچھ کہتا، موبائل فون بج اٹھا۔ عبداللہ سکرین پر نمایاں ہونے والا نام دیکھ کر بولا: ''بڑی پھوپھو کا فون ہے''۔

''بڑی پھوپھو'' فاطمہ نے دہرایا۔

چند ساعتوں بعد عبداللہ بڑی پھوپھو سے بات کر رہا تھا۔

''میں کل لاہور آ رہی ہوں، اپنی امی جان سے بات کراؤ''۔

''جی۔ جی۔ میں امی جان سے بات کرواتا ہوں''۔ یہ کہہ کر عبداللہ باورچی خانے کی طرف دوڑا۔ امی جان نے بڑی پھوپھو سے بات کی۔ بڑی پھوپھو کی آمد عبداللہ اور فاطمہ کیلئے کسی خطرے سے کم نہ تھی۔ امی اور ابو تو اپنے روزمرہ کے معمول میں اس طرح الجھے ہوئے تھے کہ انہیں دونوں کے بارے میں کچھ زیادہ علم نہ ہوتا تھا۔ دونوں سکول، ٹیوٹر اور قاری صاحب کے سپرد تھے۔ کبھی کبھار تعلیم کے حوالے سے پوچھا جاتا تو دونوں سب ٹھیک ہے کہہ کر بات ختم کر دیتے۔ بڑی پھوپھو جب بھی آتیں ایک ایک کاپی کو بہ غور دیکھتیں۔ ماہانہ ٹیسٹ کے بارے میں دریافت کرتیں۔ جماعت میں ہونے والے سرپرائز ٹیسٹ کے نتائج کے بارے میں دونوں سے تبادلہ خیال ہوتا۔ وہ عموماً تین چار ماہ بعد ان کے ہاں آتی تھیں۔ اس مرتبہ تو وہ دو مہینے بعد ہی آ رہی تھیں۔ فاطمہ نے اس نازک صورتحال میں عبداللہ سے صلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ دونوں سر جھکائے آنے والی مشکل سے نبرد آزما ہونے کیلئے حکمت عملی تیار کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد دونوں کے سامنے اپنی کاپیاں موجود تھیں۔ فاطمہ کا کام تو کافی حد تک مکمل تھا مگر عبداللہ کی کاپی کے ہر صفحہ پر نامکمل لکھا ہوا نمایاں طور پر دکھائی دے رہا ہے۔

''اب آپ کیا کریں گے؟''۔ فاطمہ نے سوال کیا۔

''طریقہ نمبر 2 استعمال کروں گا''۔ عبداللہ نے فوراً جواب دیا۔

فاطمہ کچھ سمجھ نہ پائی تھی۔ اسے طریقہ نمبر 2 کا علم اس وقت ہوا جب بڑی پھوپھو نے دو دن آرام کرنے کے بعد اپنے مشن کا آغاز کیا۔ دونوں کی کاپیاں پھوپھو کے سامنے تھیں۔ وہ ایک ایک ورق الٹ کر دیکھ رہی تھیں۔

''عبداللہ تمہاری اردو، ریاضی اور فزکس کی کاپیاں کہاں ہیں؟''۔ بڑی پھوپھو نے پوچھا۔

''تینوں کاپیاں ٹیچرز کے پاس ہیں''۔ عبداللہ کا جواب سن کر بڑی پھوپھو بولیں۔

''کیا کل کاپیاں مل جائیں گی؟''۔

''جی۔ جی۔ ہاں۔ جی۔'' عبداللہ کی جی جی گردان سے فاطمہ طریقہ نمبر 2 کے بارے میں اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ دوسرے دن بڑی پھوپھو نے تینوں کاپیوں کے بارے میں دریافت کیا تو عبداللہ نے یہی جواب دیا کہ کاپیاں ٹیچرز کے پاس ہیں۔

''میں کل خود سکول جاؤں گی، ٹیچرز اتنے دن کاپیوں کو اپنے پاس رکھیں گے تو طلبہ کام کیسے مکمل کریں گے''۔

''وہ۔ وہ۔ پھوپھو آپ کیوں زحمت کرتی ہیں کل تک کاپیاں مل ہی جائیں گی''۔ عبداللہ نہیں چاہتا تھا کہ بڑی پھوپھو کی ٹیچرز سے ملاقات ہو۔ بڑی پھوپھو بات کی تہہ تک پہنچ چکی تھیں۔ وہ اگلے دن عبداللہ کے ٹیچرز سے ملنے سکول میں موجود تھیں۔ اردو کے ٹیچر فیضان صاحب نے کاپی کا سن کر بڑی پھوپھو کو بتایا۔

''عبداللہ تو دو ہفتوں سے اردو کا کام ہی نہیں کر رہا، جب بھی کاپی مانگتا ہوں تو یہی جواب ملتا ہے کہ ایک دو دن میں کام مکمل کر لوں گا۔''

بڑی پھوپھو کو ہر ٹیچر سے عبداللہ کے بارے میں اس طرح کی باتوں کا علم ہوا۔ وہ سکول میں بھی اور شام کے وقت بھی بڑی پھوپھو کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔

''اب کام کے بغیر بات نہیں بنے گی، سکول سے ملنے والا کام ہر روز کرنا ہوگا''۔ بڑی پھوپھو نے حکم جاری کر دیا تھا۔ عبداللہ کے ساتھ فاطمہ نے بھی اس حکم پر عمل کرنے کیلئے اپنے معمول کو بدل لیا تھا۔ پہلے تو وہ سکول سے آ کر کھانا کھاتے اور موبائل فون لے کر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ سلسلہ قاری صاحب کے آنے تک چلتا۔ قاری صاحب کے بعد ٹیوٹر پڑھانے آتے۔ رات آٹھ بجے تک دونوں ٹیوٹر سے پڑھتے۔ پھر کمپیوٹر کے سامنے جا بیٹھتے۔ کوئی روک ٹوک نہ تھی۔ آزادی ہی آزادی تھی۔ دل چاہا تو سکول سے ملنے والا کام کر لیا نہ چاہا تو نہ کیا۔ زندگی پرسکون گزر رہی تھی۔ بڑی پھوپھو نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔ امی ابو کو دونوں کی تعلیمی کارکردگی کے بارے میں لمحہ بہ لمحہ باخبر رکھا جا رہا تھا۔ بڑی پھوپھو نے ان پر کڑی نظر رکھی ہوئی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ بچے پڑھ پڑھ کر اکتاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں تو انہوں نے مری جانے کا پروگرام ترتیب دے لیا۔ عبداللہ کے ابو کامران کو جب اس پروگرام کا علم ہوا تو انہوں نے کہا:

''باجی! ان دنوں دفتر میں کام بہت ہے، میں آپ کے

ساتھ نہیں جاسکوں گا''۔

''تمہیں ہر صورت دفتر سے چھٹی لینا ہوگی' ہر وقت مشین کی طرح کام کرتے ہو' کچھ وقت اپنے بچوں کیلئے بھی نکالا کرو' پیسہ ہی سب کچھ نہیں ہوتا''۔ بڑی پھوپھو نے ناراضگی کا اظہار کیا۔

اب کامران کے پاس انکار کی گنجائش نہیں تھی۔ سب گھر والے تین دن تک مری کی وادی میں سیر و تفریح کرتے رہے۔ عبداللہ اور فاطمہ کی خوشی دیدنی تھی۔ ایک عرصہ کے بعد سب لوگوں نے یوں اکٹھے وقت گزارا تھا۔ جب وہ گھر واپس آئے تو پھوپھا جان صداقت علی بڑی پھوپھو کو لینے کیلئے آگئے۔ بڑی پھوپھو کی کوئی اولاد نہ تھی۔ پھوپھا جان جب اپنے دفتر کی جانب سے بیرون ملک جاتے تو بڑی پھوپھو اپنے بھائی کے ہاں آجاتی تھیں۔ پھوپھا جان اس مرتبہ دو مہینوں کیلئے جرمنی گئے تھے۔ دو مہینوں میں عبداللہ اور فاطمہ کی تعلیمی حالت خاصی بہتر ہو گئی تھی۔ اب وہ باقاعدگی سے کام کرتے تھے۔ بڑی پھوپھو کے رخصت ہونے کے بعد دونوں کچھ دن تو اسی راستے پر چلتے رہے جو پھوپھو نے دکھایا تھا پھر وہ آہستہ آہستہ پہلی والی ڈگر پر آگئے۔ سالانہ امتحان کی آمد آمد تھی۔ اس آمد میں بڑی پھوپھو کی آمد بھی شامل ہوگئی۔ عبداللہ اور فاطمہ کے چہار سُو خطرے کی گھنٹیاں زور زور سے بجنے لگیں۔

بڑی پھوپھو کی آمد پر پہلے کی طرح تفتیش کا عمل شروع ہوا۔ اس مرتبہ عبداللہ کے ساتھ ساتھ فاطمہ کی تعلیمی حالت بھی خاصی تشویش ناک تھی۔ وقت کم تھا۔ سالانہ امتحان آیا ہی چاہتا تھا۔ بڑی پھوپھو نے ٹیوٹر اور ٹیچرز سے رابطہ کیا۔ ان سے دونوں کی تعلیمی حالت کے بارے میں مذاکرات کر کے فوری حل تلاش کیا۔ پھر جیسے تیسے کر کے دونوں اگلی جماعت میں جا پہنچے۔ بڑی پھوپھو کو دونوں کے والدین سے بھی گلہ تھا۔ دونوں اپنی اپنی مصروفیات کا رونا روتے۔ ابو دفتری اور امی گھریلو کاموں کے باعث دونوں پر توجہ نہ دے پا رہی تھیں۔ جب بھی بڑی پھوپھو آتیں دونوں ان کی واپسی کیلئے دعائیں مانگنا شروع کر دیتے۔

وہ دن دونوں کو اب تک یاد تھا جب پھوپھا جان کے جہاز تباہ ہونے کی خبر ملی تھی۔ وہ جاپان جا رہے تھے کہ طیارہ کے انجن میں آگ لگ گئی تھی جس کے نتیجہ میں جہاز کے عملہ سمیت 200 مسافر ہلاک ہو گئے تھے۔ پھوپھا جان بھی ان میں شامل تھے۔ گھر میں بہت دنوں تک فضا سوگوار رہی۔ بڑی پھوپھو تو واپس جانا چاہتی تھیں مگر کامران نے انہیں واپس نہیں جانے دیا۔ عبداللہ اور فاطمہ کو اب مستقل بڑی پھوپھو کو برداشت کرنا تھا۔ بڑی پھوپھو نے اپنی تمام تر توجہ دونوں پر مرکوز کر دی تھی۔

عبداللہ سکول سے کالج جا پہنچا تھا۔ کمپیوٹر کے مضمون میں اسے خاصی دلچسپی تھی۔ میٹرک کا امتحان ... کر اس نے کمپیوٹر سے متعلقہ کئی کورسز کر لئے تھے۔ بڑی پھوپھو کے ساتھ ساتھ سبھی اسے کمپیوٹر کا کیڑا کہتے تھے۔ ایک دن بڑی پھوپھو نے اسے پریشان سا دیکھا تو اس پریشانی کی وجہ دریافت کی۔

''بڑی پھوپھو میرے کئی دوست بیرون ملک پڑھنے کیلئے جا رہے ہیں' سب مالی طور پر مضبوط ہیں اور ایک میں ہوں کہ......''

''تم بھی مالی طور پر مضبوط ہو' فکر مت کرو' تم بھی مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے بیرون ملک جاؤ گے۔'' بڑی پھوپھو نے اُس کی بات پوری ہونے سے قبل ایک امید کی کرن سے ہر طرف اجالا کر دیا تھا۔ بڑی پھوپھو نے عبداللہ کے بیرون ملک جانے کے اخراجات کا بندوبست کیا۔ جب وہ رخصت ہوا تو گھر والوں نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ اسے رخصت کیا۔ چار سال کا عرصہ بیت گیا۔ عبداللہ نے اپنا کورس مکمل کرنے کے بعد بیرون ملک ملازمت کی بجائے اپنے وطن میں آ کر کام کرنے کو ترجیح دی۔ بڑی پھوپھو نے کالج بنانے کیلئے بھی عبداللہ کی مالی مدد کی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے کالج نے اپنا نام بنا لیا۔ عبداللہ کے پاس اب عزت' شہرت اور دولت سبھی کچھ تو ہے مگر نہیں ہیں تو بڑی پھوپھو نہیں ہیں۔

دو سال پہلے وہ ڈینگی بخار کا شکار ہوئیں اور خون کے سفید خلیے ختم ہوتے گئے۔ اس بخار کے باعث بڑی پھوپھو دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ عبداللہ نے ان کے نام سے ایک ہسپتال میں ڈینگی وارڈ تعمیر کروایا۔ عبداللہ صبح سے رات گئے تک مصروف رہتا۔ اسے اپنے بچوں ثناء اور عبدالرحمٰن کی تعلیمی حالت کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہوتا' اس کی بیگم بھی اپنے دفتری معاملات میں اس قدر الجھی ہوئی ہیں کہ وہ بھی پوری طرح اپنے بچوں پر توجہ نہیں دے پا رہیں۔ ان حالات میں فاطمہ نے چھوٹی پھوپھو کا روپ دھار لیا۔ ثناء اور عبدالرحمٰن ان کے آنے پر اسی طرح کے ردعمل کا اظہار کرتے جیسا ماضی میں عبداللہ اور فاطمہ کرتے تھے۔ ایک رات جب عبداللہ نے اپنے بچوں کو اپنی پھوپھو کے خلاف باتیں کرتے سنا تو وہ ان کے پاس گئے۔ محبت سے انہیں اپنے پاس بٹھایا۔ پھر اپنی بڑی پھوپھو کے بارے میں ایک ایک بات بتا دی۔

''پھوپھو تو ہے ہی ایک محبت بھرا رشتہ' اس رشتے کی قدر کرو' قسمت والوں کو ایسے محبت بھرے رشتے ملتے ہیں''

اسی اثناء میں چھوٹی پھوپھو کمرے میں داخل ہوئیں۔ عبدالرحمٰن اور ثناء تیزی سے آگے بڑھے اور چھوٹی پھوپھو کو اپنی باہنوں کے حصار میں لے لیا۔ انہیں ایسا کرتے دیکھ کر عبداللہ کو ایسا محسوس ہوا کہ اس کے گھر میں چھوٹی پھوپھو کو بھی وہی مقام و مرتبہ ملے گا جو اس سے قبل بڑی پھوپھو کو مل چکا ہے' بڑی پھوپھو واقعی اس مقام و مرتبہ کی حقدار ہیں' آپ کا کیا خیال ہے؟۔

☆......☆......☆

عقیدہ ختم نبوت

سعدیہ ہما شیخ (ایڈووکیٹ)

اسلامیات کا پیریڈ تھا۔ٹیچر فاطمہ نے کلاس کا آغاز کیا۔

''اسلام کے عقاید میں بنیادی عقیدہ ختم نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ معبوث فرمائے اور اس سلسلے کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ عقیدہ دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اس کی وجہ سے ہی بندہ مسلمان بنتا ہے۔اسلام میں عقیدے کی اہمیت ایسی ہی ہے جیسے انسانی جسم میں دماغ،اس کے بغیر اسلامی طرز زندگی اختیار نہیں کیا جا سکتا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مروی ہے کہ نبوت ایک عمارت تھی مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ میرے آنے سے وہ عمارت مکمل ہوگئی۔ میں نبوت کی آخری اینٹ ہوں''۔

ھادی مسلسل کشمکش کا شکار تھا کیونکہ........

لا نبی بعدی

تمام طالب علم مطمئن تھے مگر ھادی مسلسل کشمکش کا شکار تھا جس کا نوٹس ٹیچر لے رہی تھیں۔

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے لیے نہیں تھی بلکہ قیامت تک کے لیے ہے اور اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آنے والا''۔

لیکچر جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا ھادی کی بے چینی عروج پر تھی اور وہ مسلسل اپنے دوست عارفین کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ھادی اور عارفین بچپن کے دوست تھے ۔جو وہ کہتا تھا لیکچر تو اس کے بالکل الٹ تھا۔تو کیا میرا عقیدہ کمزور ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا جذبہ کم ہے۔شاید اسی لیے امی جان عارفین کو ناپسند کرتی ہیں مگر کیوں؟۔

وہ تو میری طرح نماز پڑھتا ہے، روزے بھی رکھتا ہے، صدقہ خیرات بھی اس کے گھر والے بہت کرتے ہیں اور تو اور جب ہمارے ایک دوست کو خون کی ضرورت پڑی تو عارفین نے اپنا خون دیا تھا،نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ٹیچر کو صحیح علم ہی نہیں۔ساری رات کشمکش میں گزر گئی۔

صبح بغیر ناشتے کے سکول گیا اور ٹیچر کو سب بتایا۔انہوں نے بہت سکون سے ھادی کی سب باتیں سنیں۔پھر پیار سے بولیں۔

''ایک حدیث سنو۔پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے اور ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

ھادی پہ حقیقت کے نئے در وا ہو رہے تھے۔ وہ جو عارفین اور اس کے گھر والوں کو مظلوم سمجھتا تھا کہ ہمارے ملک میں ان کے ساتھ ناروا سلوک ہو رہا ہے، ہم ان کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں، ہمارے علماء قادیانیوں کو غیر مسلم کہتے ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔ حدیث سن کر پشیمان تھا۔ ٹیچر نے مزید کہا۔----

''جھوٹے نبوت کے دعوے دار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور حد تو یہ ہے کہ ایک عورت نے بھی نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور اس وقت ہمارے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس فتنہ کے خلاف جہاد کیا تھا اور جھوٹے مسلمہ بن کذاب کا سر تن سے جدا کر دیا تھا''۔

ھادی نے پھر وہی سوال دہرایا کہ یہ لوگ نماز بھی تو پڑھتے ہیں.......

''سنو پیارے بیٹے !اگر کوئی شخص توحید پر یقین رکھتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے اور روزے بھی رکھتا ہے۔ صدقہ خیرات بھی کرتا ہے مگر عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

جب قرآن پاک میں رب کریم نے فرما دیا.............محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (الاحزاب آیت نمبر 40)

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا خواہ وہ خود کو ظلی نبی کہے گا وہ جھوٹا ہوگا''۔

ھادی کا دل ڈوب رہا تھا۔ کہنے لگا ''میں اندھیرے میں تھا اور ہمیشہ میرے والدین مجھے منع کرتے رہے اور ڈانٹتے رہے مگر مجھے عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت سے روشناس نہ کرا سکے اور میں ضد میں عارفین کے زیادہ قریب ہو گیا۔ اب میں اپنے دوست کے ساتھ کسی عبادت میں شامل نہ ہوں گا''۔

ھادی! تم نے درست کہا۔جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح کہہ دیا کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں یہ تو پھر اہل کتاب کا معاملہ ہے تو یہ قادیانی ہمارے دوست کیسے ہو سکتے ہیں؟۔ جو ہمارے عقیدے کے دشمن ہیں۔ یاد رکھو یہ لوگ اسلام اور انسانیت دونوں کے دشمن ہیں۔ کیونکہ یہ سیدھی راہ سے بھٹکا رہے ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک بنا رہے ہیں۔اور ہاں اگر عارفین واقعی تمہارا دوست ہے تو اس کی رہنمائی درست عقیدے کی طرف کرو کہ اب تک مسلمانانِ عالم اپنے خون سے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرتے آئے ہیں۔

ھادی کی آنکھیں نم تھیں اور دل شکر گزار تھا ٹیچر فاطمہ کا اور وہ اپنے رب کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے اسے بھٹکنے سے بچا لیا۔

☆......☆......☆

سات گولڈ میڈل حاصل کرنے والے باصلاحیت نوجوان

ڈاکٹر رافع سالار عظیم

آج اہم آپ کو ایک ایسے پاکستانی نوجوان کے بارے میں بتانے جا رہے ہیں جو کہ آپ لوگوں کی طرح ہی ایک عام سا بچہ تھا۔ لیکن غیر معمولی اوصاف کا حامل، والدین کا فرمانبردار اور اپنی مستقل مزاجی کے باعث آج ایک کامیاب زندگی گزار رہا ہے۔ اس کامیاب نوجوان کا نام ڈاکٹر رافع سالار عظیم ہے۔ ڈاکٹر رافع MISSOULA MONTANA امریکہ میں پیدا ہوئے اور مارگن کاؤنٹی پرائمری سکول میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ ابتداء ہی سے تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ پرائمری کی تعلیم امریکہ میں حاصل کرنے کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ پاکستان واپس آ گئے اور لاہور گرائمر سکول میں زیر تعلیم رہے۔ پھر گریژن اکیڈمی میں O LEVEL کی تعلیم مکمل کی اور قابل ترین طلباء میں شمار ہوئے۔ O LEVEL میں 4A اور 3A کے ساتھ نمایاں کامیابی حاصل کی اور پھر A LEVEL میں 2A اور 1A سے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ بچپن ہی سے طب کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتے تھے۔ اسی شوق کی تکمیل کے لئے داخلہ ٹیسٹ دیا جس میں کامیاب رہے اور گوجرانوالہ میڈیکل کالج میں 2013 تا 2018 پانچ سال تک زیر تعلیم رہے۔ اپنی ذہانت اور محنت کے باعث گریجویٹس میں شامل قرار پائے اور سات (7) گولڈ میڈل اپنے نام کئے جن میں جنرل پیتھالوجی، فرانزک میڈیسن کے ساتھ ساتھ، پیڈرک میڈیسن جیسے مشکل مضامین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے اور آخری سال پروفیشنل امتحان میں دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ہم ڈاکٹر رافع سالار عظیم کو ان کی بہترین کامیابیوں پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ مستقبل میں مزید کامیابیاں سمیٹیں۔

انہوں نے تعلیمی میدان میں ہمیشہ نمایاں پوزیشن حاصل کی۔

ان کی تمام کامیابیوں کا ذکر آپ سب بچوں سے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر ہر انسان کسی چیز کو اپنا مقصد حیات بنا لے اور پھر صدق دل سے اس پر محنت کرے تو وہ دنیا کی بڑی سے بڑی مشکل کو بھی آسان بنا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کی توفیق دے۔۔۔ آمین

☆☆☆

کامیابی کا راز

ایک دن پروفیسر صاحب سے جوتا پالش کرنے والے بچے نے جوتا پالش کرتے کرتے پوچھا۔
''ماسٹر صاحب! کیا میں بھی بڑا آدمی بن سکتا ہوں''۔
پروفیسر نے قہقہہ لگا کر جواب دیا۔
''دنیا کا ہر شخص بڑا آدمی بن سکتا ہے''۔
بچے کا اگلا سوال تھا۔
''کیسے؟''۔
پروفیسر نے اپنے بیگ سے چاک نکالا اور دیوار پر دائیں سے بائیں تین لکیریں لگائیں۔
پہلی لکیر پر محنت' محنت اور محنت لکھا۔
دوسری لکیر پر ایمانداری' ایمانداری اور ایمانداری لکھا۔
اور تیسری لکیر پر صرف ایک لفظ ہنر (Skill) لکھا۔
بچہ پروفیسر کو چپ چاپ دیکھتا رہا' پروفیسر یہ لکھنے کے بعد بچے کی طرف مڑا اور بولا:
ترقی کے تین زینے ہوتے ہیں۔
پہلا زینہ محنت ہے۔
آپ جو بھی ہیں' آپ اگر صبح' دوپہر اور شام تین اوقات میں محنت کر سکتے ہیں تو آپ تیس فیصد کامیاب ہو جائیں گے۔ آپ کوئی سا بھی کام شروع کر دیں، آپ کی دکان' فیکٹری' دفتر یا کھوکھا صبح سب سے پہلے کھلنا چاہئے اور رات کو آخر میں بند ہونا چاہئے۔ آپ کامیاب ہو جائیں گے۔
پروفیسر نے کہا۔ ہمارے ارد گرد موجود نوے فیصد لوگ سست ہیں' یہ محنت نہیں کرتے' آپ جوں ہی محنت کرتے ہیں آپ نوے فیصد سست لوگوں کی فہرست سے نکل کر دس فیصد محنتی لوگوں میں آ جاتے ہیں' آپ ترقی کیلئے اہل لوگوں میں شمار ہونے لگتے ہیں۔
اگلا مرحلہ ایمانداری ہوتی ہے۔ ایمانداری چار عادتوں کا مجموعہ ہے۔
وعدے کی پابندی' جھوٹ سے نفرت' زبان پر قائم رہنا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنا۔
آپ محنت کے بعد ایمانداری کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لو' وعدہ کرو تو پورا کرو' جھوٹ کسی قیمت پر نہ بولو۔
زبان سے اگر ایک بار بات نکل جائے تو آپ اس پر ہمیشہ قائم رہو اور ہمیشہ اپنی غلطی' کوتاہی اور خامی کا آگے بڑھ کر اعتراف کرو۔
تم ایماندار ہو جاؤ گے۔ کاروبار میں اس ایمانداری کی شرح 50 فیصد ہوتی ہے۔
آپ پہلا تیس فیصد محنت سے حاصل کرتے ہیں۔ آپ کو دوسرا پچاس فیصد ایمانداری دیتی ہے۔
اور پیچھے رہ گیا 20 فیصد تو یہ 20 فیصد ہنر ہوتا ہے۔
آپ کا پروفیشنل ازم' آپ کی سکل اور آپ کا ہنر آپ کو باقی 20 فیصد بھی دے دے گا۔
آپ سو فیصد کامیاب ہو جاؤ گے''۔ پروفیسر نے بچے کو بتایا۔
''لیکن یہ یاد رکھو ہنر' پروفیشنل ازم اور سکل کی شرح صرف 20 فیصد ہے اور یہ 20 فیصد بھی آخر میں آتا ہے' آپ کے پاس اگر ہنر کی کمی ہے تو بھی آپ محنت اور ایمانداری سے 80 فیصد کامیاب ہو سکتے ہیں۔
لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ بے ایمان اور سست ہوں اور آپ صرف ہنر کے زور پر کامیاب ہو جائیں۔ آپ کو محنت ہی سے آغاز کرنا ہو گا۔ ایمانداری کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنانا ہو گا۔ آخر میں خود کو ہنر مند ثابت کرنا ہو گا۔
پروفیسر نے بچے کو بتایا۔
میں نے دنیا کے بے شمار ہنر مندوں اور فنکاروں کو بھوکے مرتے دیکھا۔
کیوں؟۔
کیونکہ وہ بے ایمان بھی تھے اور سست بھی۔
تم ان تین لکیروں پر چلنا شروع کر دو' تم آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگو گے''۔

☆☆☆

ظہیر بدر

بادشاہ نے ہمسایہ ملک پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر........

بادشاہوں کی کہانی

ایک ملک میں بادشاہت کا جھگڑا اس فیصلے پر ختم ہوا کہ بادشاہت کے دونوں دعویدار ملک پر مل کر حکومت کریں گے۔ یعنی دونوں ہی بادشاہ کہلائیں گے اور ملک کے ادارے دونوں بادشاہوں کے حکم کی تعمیل کے پابند ہونگے۔ چنانچہ اس ملک میں دو دربار تعمیر کر کے دو تخت بنائے گئے۔ ہر تخت پر ایک بادشاہ رونق افروز ہوتا اور اپنا دربار لگاتا اور فرمان جاری کرتا۔ معاہدے کے مطابق ہر محکمہ ان کے فرمان پر عمل کرتا۔

چند روز تک دونوں بادشاہوں کے حامی خوشی خوشی اپنے اپنے بادشاہ کی بادشاہت کا جشن مناتے رہے۔

پیارے بچو! اس ملک کی زمین بہت زرخیز تھی۔ زر کہتے ہیں سونے کو اور خیز کہتے ہیں اگانے والی یعنی سونا اگاتی تھی۔ آپ سوچیں گے سونا تو پہاڑوں کی پاتال یعنی بہت گہرائی سے کھدائی کر کے نکالا جاتا ہے۔ جبکہ زمین پر تو فصلیں اگتی ہیں، درخت اگتے ہیں، یہاں آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

آپ کے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جب زمین میں اناج یعنی گندم، چاول، دالیں، سبزیاں، گنا، پھل، زیادہ مقدار میں پیدا ہوتا ہے اور اس کو بیچ کر سونا خریدا جا سکتا ہو۔ یعنی جو چیزیں سونا بیچ کر حاصل کی جاتی ہیں۔ وہ اجناس (جنس کی جمع) یعنی اناج بیچ کر بھی خریدی جا سکیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس زمین میں جو اناج یا اجناس اگی ہیں وہ بھی سونا ہی ہوا نا!۔

امید ہے آپ کو زرخیز کے معنی سمجھ آ گئے ہونگے. تو چلیے اب ہم کہانی کی طرف بڑھتے ہیں......

تو پیارے نونہالو!۔ ہمسایہ ملک میں معاملہ الٹ تھا۔ اس ہمسایہ ملک کی زمین زرخیز نہ تھی۔ اس میں فصلیں اچھی نہ تھیں وہاں کی زمین بنجر تھی۔ یعنی اس زمین پر کوئی فصل نہ اگتی تھی۔ لیکن یہ بنجر زمین معدنیات سے مالا مال تھی۔ معدنیات زمین میں چھپے کوئلہ، لوہا، پیتل، تانبے وغیرہ کو

محمد ظہیر بدر

معروف شاعر اور ادیب ہیں۔ استاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بڑے عرصے سے بچوں کے لیے لکھنے کی یقین دہانی کروا رہے تھے۔ آخر کار انہوں نے ''پھول'' کے لیے کہانی لکھ کر ابتداء کر دی ہے۔ اس میں انہوں نے کوشش کی ہے کہ بچوں کو کہانی میں نئے الفاظ اور ان کے معانی سے متعارف کروایا جائے۔ کہانی پڑھیں اور اپنی رائے سے آگاہ کریں۔ (مدیر)

کہتے ہیں۔ ہمسایہ ملک نے جب اس ملک میں اس قدر خوش حالی دیکھی تو وہ حسد کے مارے جل گیا۔ حسد کا تو آپ جانتے ہیں کہ یہ [illegible] انسانوں کو آپس میں دشمن بنا دیتی ہے۔ آپس کے فسادات شروع

ہو جاتے ہیں۔ آپ پوچھیں گے حسد کسے کہتے ہیں؟۔ حسد اور رشک دو جذبے ہیں۔ اگر کسی کے پاس کوئی اچھی چیز ہے جو آپ کے پاس نہیں تو آپ کا جی چاہتا ہے کہ آپ بھی اس چیز کو محنت کر کے حاصل کریں جس طرح آپ کے دوست نے حاصل کی ہے۔ اس سوچ کو رشک کہتے ہیں۔ لیکن آپ اگر یہ سوچیں کہ کسی طرح یہ چیز یا خوبی اس سے چھین لی جائے یا اس کو ختم کر دیا جائے اور اس برے مقصد کے لئے آپ نئے نئے طریقے سوچنے لگیں تو یہ حسد ہے۔ حسد کرنے والے کو حاسد کہتے ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ حسد کرنا چاہیے یا رشک۔

ہاں تو ہم بات کر رہے تھے، ہمسایہ ملک کے بادشاہ نے سوچا کہ کسی طرح اس ملک پر قبضہ کر لیا جائے۔ اس کے لئے اس نے دن رات جنگ کی تیاری کر کے ہمسایہ ملک پر حملہ کر دیا۔ ادھر اس ملک کے جاسوسوں نے پہلے ہی دو بادشاہی سلطنت کے بادشاہوں کو خطرے کی خبر دے رکھی تھی۔ اس لیے دونوں بادشاہوں نے افواج کو جنگ کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا۔ لو جی اب جو حاسد ملک کی فوجوں نے جب ملک پر حملہ کیا تو گھمسان کا رن پڑا۔ یعنی خوب لڑائی ہوئی۔ آخر حاسد فوج نے شکست کھائی اور حاسد بادشاہ کو گرفتار کر کے بادشاہوں کے دربار میں پیش کیا گیا۔ دونوں بادشاہوں نے باری باری اس سے پوچھا کہ اس نے بلاوجہ کیوں حملہ کیا؟۔ پہلے تو حاسد بادشاہ نے چپ سادھ لی یعنی کچھ نہ بولا۔ مگر جب اسے معافی کا لالچ دیا تو اس نے بتایا کہ یہ اس کے حسد کی کارستانی یعنی شرارت ہے۔ بادشاہوں نے وعدے کے مطابق اسے معاف کر دیا۔ ابھی تک ہم نے بلا چون و چرا یعنی بغیر کسی اعتراض کے آپ کے سب سوالوں کے جواب دیے۔ اب آپ ہمارے اس سوال کا جواب دیں کہ معافی پانے والے بادشاہ کو اب کیا کرنا چاہیے۔ کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی...... پہلے آپ اس سوال کا جواب دیں تو ہم اگلے شمارے میں اس کہانی کو جاری رکھیں گے۔

☆☆☆

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

آج آمد ہے اللہ کے محبوبؐ کی
ابنِ مریم سے جس کی بشارت ملی
وہ جو آدم سے بھی پہلے مبعوث تھا
بے بسوں کے سہارے کی میلاد ہے
آمنہ کے دُلارے کی میلاد ہے
حور و غلمان خوشیاں مناتے رہے
جس کا جبریل جھولا جھلاتے رہے
چاند جس کا کھلونا بنا مہد میں
دو جہانوں کے پیارے کی میلاد ہے
کُفر کے بتکدے تھرتھرانے لگے
سارے جھوٹے خدا کسمسانے لگے
جس کے آنے سے آتشکدے بُجھ گئے
ایسے بے خوف یارے کی میلاد ہے
جس کے صدقے جہاں سارا آباد ہے
سوچ آزاد ہے فکر آزاد ہے
جس کے آنے سے سرسبز دھرتی ہوئی
آج محسن ہمارے کی میلاد ہے
نور جب تک یہ قطبی ستارے میں تھا
یہ زمانہ سراسر خسارے میں تھا
جس کے آنے سے ظلمت سمٹنے لگی
نورِ وحدت کے دھارے کی میلاد ہے
جس کی تعریف میں سارا قُرآن ہے
جس کا فرمان اللہ کا فرمان ہے
آمنہ کیوں نہ خوشیاں منائے سحرؔ
اُس کی آنکھوں کے تارے کی میلاد ہے
آمنہ کے دُلارے کی میلاد ہے

اکرم سحرؔ فارانی۔لاہور

ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی
سلام اے ظلِّ رحمانی، سلام اے نورِ یزدانی
ترا نقشِ قدم ہے زندگی کی لوحِ پیشانی
سلام اے سرِ وحدت اے سراجِ بزمِ ایمانی
زہے یہ عزت افزائی زہے تشریف ارزانی
ترے آنے سے رونق آ گئی گلزارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہو گیا پھر فضلِ ربانی
سلام اے صاحبِ خلقِ عظیم،انساں کو سکھلا دے
یہی اعمالِ پاکیزہ یہی اشغالِ روحانی
تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی
اگرچہ فقرِ فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فرِ کسرائی و خاقانی
زمانہ منتظر ہے اب نئی شیرازہ بندی کا
بہت کچھ ہو چکی اجزائے ہستی کی پریشانی
زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جائے ہر اک ذرے کو تابانی
حفیظؔ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی
ترا در ہو، میرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی
سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

حفیظ جالندھری

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

جس دل میں اُنؐ کی یاد نہیں
وہ دل ہی شاد آباد نہیں
میلاد مصطفیٰؐ ہے آیا
رونق ہی رونق ہے لایا
خوشیوں کے انبار لگے ہیں
گلیاں اور بازار سجے ہیں
رب کے پرتو کا ظہور ہُوا
سارا جہاں نُور ہی نُور ہوا
دلکش دلکش رنگیں سماں ہے
جگمگ جگمگ سارا جہاں ہے
ہے اُنؐ کی رحمت کا سایا
ساری دنیا پر ہے چھایا
لوگ گلی گلی نعتیں گائیں
ایسے تہوار روز ہی آئیں

ظفر محمود انجم راجہ۔ جنگ

نعت

دونوں جہاں میں لائقِ تقلید آپؐ ہیں
ٹوٹے ہوئے دلوں کی امید آپؐ ہیں
ہر آن حق تعالیٰ کے پیامبر ہیں آپؐ
ہر ایک گام کفر کی تردید آپؐ ہیں
ہے آپؐ کے کرم سے زمانے میں عافیت
دنیائے شر میں خیر کی تمہید آپؐ ہیں
اپنے حسین طرزِ عمل سے جہان میں
جس نے پھیلایا کلمہ توحید آپؐ ہیں
اس بات کی گواہ ہے تاریخ آگہی
اللہ کے پیام کی تجدید آپؐ ہیں
رحمٰن و الرحیم کی تفسیر ہیں حضورؐ
حق تو یہی ہے صاحبِ تجدید آپؐ کی
ہیں باعثِ ہدایت دنیا میں وہ لطیف
عاشقوں کے لئے تو بس عید آپؐ ہیں

حاجی محمد لطیف کھوکھر۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید
اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید

ہر بار ناکامی میرے سامنے آکھڑی ہوتی تھی اور پھر.......

شکریہ احمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجھے کسی مددگار کا انتظار تھا۔ کوئی ایسا مددگار جو مجھے وہ راستہ دکھا سکے، جو بظاہر نگاہ میں کہیں تھا ہی نہیں اور وہ راستہ کھول سکے جس کا میں کئی سالوں سے انتظار کر رہی تھی۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اس مددگار کا حلیہ کیا ہوگا، رنگ کیسا ہوگا، زبان کیا ہوگی، قبیلہ کیا ہوگا، وہ کس زمین سے تعلق رکھتا ہوگا، مگر مجھے اتنا یقین تھا کہ اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگوں گی، ان کی ذاتِ اقدس پر درود پڑھوں گی تو ضرور کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا، کوئی اُمید کی کرن میری منزل روشن کردے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہر بار میرا تعلق پہلے سے زیادہ گہرا، خوبصورت اور اپنائیت کے ساتھ مضبوط تر ہوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رازدار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میری حاجت روا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ میرے لیئے میری دعاؤں کی قبولیت اور خواہشوں کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

چونکہ ہم یوکرائن میں رہتے ہیں، اور یہاں پر کم از کم ان کے تعلیمی نظام میں ملازمت کی غرض سے، میں نے کوئی بھی پاکستانی تو کیا مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والا کوئی مسلمان بھی نہیں دیکھا۔ مگر اس ساری حقیقت کے باوجود بھی میں ایک عرصے سے کوشش کر رہی تھی کہ مجھے یہاں کے تعلیمی شعبہ میں کام کرنے کا موقع مل جائے، کچھ میری صلاحیتوں میں اضافہ ہو اور کچھ میں اپنا علم لوگوں تک پہنچا سکوں۔ اس ساری تگ و دو کے ساتھ ساتھ میں نے کبھی بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در سے اپنا تعلق کمزور نہیں پڑنے دیا، میرے لبوں پر اکثر ہی درود پاک کا ورد جاری رہتا ہے اور ان شاءاللہ رہے گا مگر اس مقصد کے لیئے بطور خاص مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظرِ کرم کی ضرورت تھی، سو میں ہمیشہ درود پڑھ کر دعا مانگتی رہی کہ میں جانتی ہوں کہ کوئی راستہ نہیں ہے، مگر درود کی برکت سے سارے راستے کھولنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں ہے۔ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور درود پاک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی رہی۔

اس دوران ہر بار جب میں کسی نئی آسامی کا اشتہار دیکھتی، فوراً فون کرکے پتہ کرتی۔ متعلقہ ادارے والے بلاتے، میری ڈگریاں دیکھتے، میری اسناد سراہتے، اس کے بعد ایک طویل ڈیمو کا سلسلہ شروع ہوتا، کسی نہ کسی نقطہ پر پینل کے افراد اُلجھانے کی کوشش کرتے، اور پھر شاباش کے ساتھ انٹرویو کا دور شروع ہوتا اور ہر بار کچھ دن انتظار کرنے کا کہا جاتا۔ اور پھر معذرت کرلی جاتی صرف اس لیئے کہ میں اپنا سر سکارف سے ڈھکتی ہوں۔ اور یہ حلیہ ان کی روایات کے مطابق نہیں۔ میں یہ بھی جانتی تھی کہ اگر میں اپنا سر سکارف سے ڈھکنا چھوڑ دوں تو اپنی صلاحیتوں کے بل پر میں جہاں چاہوں ملازمت کرسکتی ہوں۔ مگر میں اپنی دینی روایات کو چھوڑ کر آگے نہیں نکل سکتی تھی۔ دیارِ غیر میں، میں اپنی اسلامی روایات قائم رکھنے کے لیئے کم از کم جو کرسکتی تھی میں کر رہی تھی---

سو میں اس مقصد کے لیئے خصوصی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود پاک کا نذرانہ پیش کرتی رہی کہ کسی دن تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جان جائیں گے، میرا نام پہچانیں گے اور میری حاجت روائی کریں گے۔ جیسا کہ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ ان شاءاللہ ہمیشہ کریں گے، جیسا کہ مجھے زندگی کے کسی امتحان میں پہلے بھی اکیلا نہیں چھوڑا، جیسا کہ ان شاءاللہ آگے بھی نہیں چھوڑیں گے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامنِ رحمت تھامے رکھوں گی اور مجھ پر کرم کے بادل برستے رہیں گے ان شاءاللہ--

اس سارے عرصے میں میرا بھروسہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درِ اقدس رہا۔ میں اپنے تلاش کے راستے پر چلتی رہی۔ درود پڑھتی رہی اور اس مدد کا انتظار کرتی رہی، جس کی شکل و صورت اور نام و نسب سے میں خود بھی واقف نہیں تھی۔

اس دوران، میں نے دو سال قبل ایک سکول میں درخواست دی، انہوں نے صاف جواب تو نہیں دیا تھا، مگر انکار بھی نہیں کیا تھا اور کچھ عرصہ انتظار کا کہا، چونکہ یہ سکول جدید تقاضوں کے مطابق ایک معیاری سکول تھا۔ اس لیئے میں نے یہاں اپنی بیٹی کو داخل کروا دیا۔ جیسا کہ اس بارے میں، میں پچھلے برس بتا چکی ہوں، کیونکہ ہمارا گھر دور تھا، اس لیئے میں اپنی بیٹی کے ساتھ آتی اور جاتی رہی، اس دوران اس سکول میں کئی آسامیاں نکلیں، دل کیا کہ ایک بار اور کوشش کروں مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اعتماد کرکے رُک گئی، اس عرصے میں، میں سکول انتظامیہ اور بچوں سے گھل مل گئی، ساتھ ساتھ ہمیشہ باوضو رہی، محبت و عقیدت سے درود کا نذرانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرتی رہی، مجھے یقین تھا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب میری جدوجہد کو کوئی راستہ مل جائے گا، اور پھر ایک دن ایسا آگیا، مجھے یہیں اسی سکول میں ملازمت مل گئی۔ میرا اسکارف سکول انتظامیہ کے لیئے کوئی مسئلہ نہیں، میرا سر ڈھکنا ان کے لیئے پریشانی کا باعث نہیں، میرا مذہب اسلام ان کے راستے کی رکاوٹ نہیں، میں بہت دنوں سے اپنی ذمہ داریاں نہایت آرام دہ ماحول میں احسن طریقے سے انجام دے رہی ہوں۔ اللہ کی مدد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے انجام دیتی رہوں گی ان شاءاللہ۔ معجزے اسی دنیا میں ہوتے ہیں اسی دنیا کے لوگوں کے لیئے ہوتے ہیں اور معجزوں کی کوئی مخصوص زمین نہیں ہوتی۔

شکریہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مان رکھنے کا
میرے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھنے کا
میرے راستے کھولنے کا
مجھے راستہ دکھانے کا!!!!

☆......☆......☆

مصطفیٰ کمال۔ لاہور

ڈپٹی کنٹرولر ایف ایم 101 ریڈیو پاکستان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں سے
بہت محبت فرماتے تھے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک ہے
بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز کی تاکید
کی جائے اور دس سال کا ہو جائے تو ہلکی پھلکی
سختی بھی کی جائے۔

Mustafakamal 8/10/2019

فرزانہ شہزاد خان

لاہور

شاعرہ۔ ادیبہ

ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان

پیارے بچو! زندگی میں جیتنا
کبھی بھی اہم نہیں ہوتا لیکن
جم کر مقابلہ کرنا ضروری ہوتا ہے

Faazi Khan

کائنات احمد۔ فیصل آباد

شاعرہ۔ مصورہ

اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرو
ہر مشکل میں تمھیں اللہ کے سوا
کسی سے اُمید نہیں رکھنی چاہیے

کائنات احمد 23 اکتوبر 2019ء

شہناز مزمل۔ لاہور

عالمہ۔ شاعرہ۔ ادیبہ

پیارے بچو!
اپنی زندگی اسلام کے مطابق بسر کرو
دوسروں کے کام آؤ
اللہ آپ کے کام آسان کرے گا۔
روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرو
خوش رہو۔

شہناز مزمل

مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

انعم توصیف

غیروں کی نقالی سے نا سکون ملا ہے نا ملے گا
یہ تو انعام ذوالجلال ہے جو اتباع سنت سے ملے گا

ہر وہ عمل جو میرے اور آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتا ہے۔ ان سنتوں پر عمل کرنا دونوں جہانوں کی کامیابیوں کی ضمانت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے سب گناہوں کو معاف فرمادے گا'' (سورہ آل عمران)۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سنت کو زندہ کرنے پر سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

اتباع سنت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنتوں پر عمل کر کے اللہ کی محبت جو ہر مومن کی خواہش ہوتی ہے با آسانی حاصل کی جا سکتی ہے۔ بادشاہ کی محبت مل جائے تو محل تک رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ اللہ کی محبت مل جائے تو جنت میں جانے کے راستے کھل جاتے ہیں۔ ہم جس سے محبت کرتے ہیں اس کی پیروی کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں اس کے جیسا لباس، اس کے جیسا انداز اور اس کے جیسے ہی طور طریقے اپناتے ہیں۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بھی کوئی اس کا حقدار ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''جس نے میری امت میں فساد کے وقت میری ایک سنت اختیار کی اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے'' (مشکوٰۃ شریف)۔

اس دور میں ایک سنت کو زندہ کر کے بغیر کسی مشقت کے عظیم ثواب کا حقدار بنا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس امت سے محبت کا کیا ہی خوبصورت انداز ہے کہ ایک امتی کھجور کھاتا ہے، بکری کا گوشت کھاتا ہے، یا کوئی بھی ایسی چیز کھاتا ہے جو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمائی، کھاتے وقت بس یہ نیت کر لے کہ میں سنت کو ادا کر رہا ہوں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں اس غذا کو کھا رہا ہوں اس عمل پہ بھی سو شہیدوں کے برابر ثواب مل جائے گا۔ کس قدر پیاری بات ہے کہ ہم کھائیں، زبان ہماری ذائقہ چکھے، جسم کو ہمارے تقویت و طاقت ملے اور ذرا سی نیت کر لینے سے بغیر محنت کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے ڈھیر لگ جائیں۔ ہم سنت کے مطابق پانی دیکھ کر پئیں تو اس میں بھی ہمارا فائدہ، کوئی حشرات پانی میں موجود ہو اور ہم بنا دیکھے پانی پی لیں تو ہمارے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔ پانی بیٹھ کر پینا گردوں کے لیے خاصا فائدہ مند ہے۔ کپڑوں

سنتوں پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ ملتا ہے۔

اور جوتوں کو پہننے سے پہلے جھاڑ لینا سنت ہے۔ کوئی معمولی کیڑا جو ہمارے لیے تکلیف کا باعث بن سکتا ہے اس سے محفوظ رکھنے کے لیے بھی ہمیں طریقہ بتا دیا کہ جس پہ عمل کر کے اجر الگ اور سراسر ہمارا فائدہ ہے۔ ہم غیروں کی نقل کرتے ہوئے ان جیسا لباس اور حلیہ بنائیں اس پہ نا ہی ثواب ملے بلکہ الٹا عذاب الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ نا ہی اس سے چہرے پہ نور آتا ہے چاہے کتنی ہی مہنگی کریمیں استعمال کرلیں۔ کیسے ہی برانڈڈ کپڑے زیب تن کر لیں۔ اس کے برعکس اتباع سنت میں اپنے چہروں کو داڑھی سے مزین رکھنے والوں کے چہروں پہ ایک الگ ہی خوبصورتی ہوتی ہے۔ جو اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے۔ جو سنت پہ عمل کرنے کی وجہ سے ان پہ ہر دم برستی ہے۔

خوشی ہو، غم ہو، پریشانی ہو، آسانی ہو ہر موقع کے مطابق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں مختصر اور جامع دعائیں سکھا دی ہیں۔ جن کو پڑھنے سے مسائل بھی حل ہوں، غم بھی ہلکا ہو، عافیت و سکوں بھی ملے، نعمتوں کی حفاظت بھی ہو۔ اس کے ساتھ رب کی رضا بھی ملے۔ کسی کو دیکھ کر مسکرانا بھی سنت ہے۔ کوئی کس پریشانی سے گزر رہا ہے آپ نہیں جانتے آپ کی ایک مسکراہٹ کسی کے دل کے بوجھ کو کم کر جائے اور وہ آپ کو دعا دے جائے اور اس دعا سے آپ کا بیڑا پار ہو جائے۔ کوئی مصیبت و پریشانی میں ہو آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس کی مدد کر دیں آپ کو اس نیکی کے ساتھ سنت کی ادائیگی کا اجر بھی مل جائے گا اور ساتھ اللہ پاک اس شخص کے دل میں آپ کی عزت و محبت ڈال دیں گے۔ یہ اللہ کا انعام ہوتا ہے جو اس نیکی و سنت کی ادائیگی کے بدلے دنیا میں نقد دے دیا جاتا ہے۔ کوئی آپ کا دل دکھائے اس وقت صبر کرنا، مریض کی عیادت کرنا، نعمت ملنے پر شکر کرنا ہر ایک عمل جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی نیت سے کیا جائے اس کی بدولت دنیا و آخرت میں راحت نصیب ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کو یاد رکھا جائے تو سنتوں پہ عمل پیرا ہونا مشکل نا رہے۔ بے خبری میں سنتوں کو ترک کر کے ان کی ناقدری کر کے ہم اپنی زندگی کو ہی مشکلات سے دوچار کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت صرف باتوں کے ذریعے اظہار کا نام نہیں بلکہ عمل کے ذریعے ایک اچھے امتی ہونے کا ثبوت دیجیے کہ جن سے محبت کی جاتی ہے ان کی ہر ادا سے عشق ہوتا ہے، ان کی ہر بات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ کاش ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک اچھے امتی بن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

وہ طائف کے پتھر
وہ کفار کے طنز و طعنے
وہ راتوں کو گونجتی سسکیاں
وہ دین کی خاطر لگنے والے زخم
وہ اپنوں کی دی گئیں تکالیف وہ اذیتیں
اس سب کے باوجود بس امت کی فکر
ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادا کی ادائیگی کو
یوں آرام سے ''صرف سنت ہی تو ہے''
کہہ کر کیسے چھوڑ دیتے ہیں ہم؟

☆......☆......☆

حضرت سید فریدالدین شیرازیؒ

فریدالدھر وحید العصر

جی آر اعوان

حضرت داتا گنج بخش نے اپنی تصنیف لطیف کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے۔ ''اللہ والے اگرچہ لوگوں سے ملتے ہیں مگر ان کے دل اللہ پاک سے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ ہر حال میں اللہ کی طرف ہی جاتے ہیں۔ انہیں جس قدر بھی مخلوق سے ملنا پڑے وہ اسے بھی اللہ کا حکم سمجھتے ہیں۔ انہیں یہ ملاقاتیں اللہ سے دور نہیں کر سکتیں''۔

اللہ والوں کے نزدیک دنیا کبھی شفاف آئینہ نہیں ہوتی' اور اس کے حالات کبھی پسندیدگی کے قابل نہیں ہوتے۔ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا ''پاکیزہ چیز کیا ہے؟'' آپؓ نے فرمایا ''اللہ کا غنی کیا ہوا دل۔ جو دل اللہ کی ذات کی عنایات سے غنی ہو' دنیا کی کمی اسے فقیر نہیں کر سکتی''۔

داتا حضورؒ فرماتے ہیں ''اہل تصوف دنیا و آخرت اور تقدیر کے حق میں حضرت علیؓ کی پیروی کرتے ہیں' آپ کے لطائف کلام بے شمار ہیں''۔ حضرت فریدالدین شیرازیؒ تصوف کی مسند کے ان ہی ورثاء میں سے ہیں جن کے اوصاف یگانہ سطور بالا میں بیان کئے گئے ہیں۔ آپ ایران کے شہر شیراز کے ایک سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ سعدی شیرازیؒ کے حوالے سے مشہور شہر شیراز کے باسی حضرت فریدالدین شیرازیؒ کے آباء میں بہت سے اہل منصب و جاہ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ آپ کے عالم طفولیت میں پردہ فرما گئیں تو آپ کے والد گرامی سید خضرالدین نے شیراز سے ہجرت کا فیصلہ کیا اور شہر مقدس سے ہوتے ہوئے طویل سیاحت و مسافت کے بعد ہندوستان کے قریہ پنجاب میں پہنچے۔

سید حضرت فریدالدین شیرازی نے تعلیم و تربیت کے علاوہ سلوک و طریقت کی ساری منازل اپنے والد گرامی کی انگلی تھام کر سر کیں' قبلہ کے والد گرامی جب لاہور پہنچے اس وقت لاہور پر سکھوں کی عملداری تھی' افراتفری کے اس پر آشوب دور میں اسلام کے دشمن بے پناہ تھے' مغلیہ دور زوال پذیر تھا' سکھوں کی دہشت اور خوف عروج پر تھا۔ والد گرامی کے وصال کے بعد سید فریدالدین شیرازیؒ نے لاہور کے علاقے مزنگ میں اپنے والد گرامی کی قیام گاہ کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا۔

سید فریدالدین شیرازیؒ نے داتا حضور گنج بخش فیض عالمؒ کی درگاہ پر چلہ کشی کی' بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے آستانے پر کافی عرصہ قیام کیا۔ ایک مدت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی درگاہ پر بسر کی' اس کے بعد خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے انوار سے اپنے قلب و سینہ کو منور کیا۔ اہل اللہ کی تجلیوں سے سرفراز رہنے کے علاوہ آپ نے عربی' فارسی' اردو' ہندی اور سنسکرت کی زبانوں پر دسترس حاصل کی۔ دینی علوم اور ظاہر

ہر سال 16' 17 ربیع الاول کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے۔

یہ پر کمال حاصل واپس اپنی مسندگاہ مزنگ لاہور پر تشریف لائے۔ لاہور میں ایک درسگاہ قائم کی۔ رنجیت سنگھ نے کم سن جانشین راجہ دلیپ سنگھ کی والدہ مہارانی جنداں نے آپ کی درسگاہ کی مالی کفالت کرنے کی خواہش ظاہر کی' آپ نے شکریہ کے ساتھ انکار کیا اور تو مہارانی درپے آزاد ہوئی۔ لیکن جن کی آستینوں میں ید بیضا ہو وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ مہارانی جنداں کے کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ہی سکھوں کی شاہی تمام ہوئی اور حکومت انگریزوں کے ہاتھ آ گئی۔

1949ء میں پنجاب میں تسخیر کے بعد انگریزوں نے سید فریدالدین شیرازیؒ کو عدالتی امور کی انجام دہی کی پیش کش کی۔ تاہم مسند انصاف بلا معاوضہ سنبھالنے کے لیے تیار ہوئے۔ انگریزوں کے عہد میں بھی آپ کو سخت امتحان میں گزرنا پڑا جب انگریزوں نے کھلم کھلا عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور پادریوں اور گرجا گھروں کے جال بچھا دیئے۔

انگریزوں نے مستقل تبلیغی مشنری ادارہ قائم کیا۔ جس کا مستقل ہیڈ کوارٹر کوئینز روڈ' شارع فاطمہ جناح مزنگ میں بنایا۔ یہ وہ وقت تھا مسند اسلام کے وارث حضرت سید فریدالدین شیرازیؒ نے عیسائی پادریوں کو مناظرے کی دعوت دی۔ مزنگ کا علاقہ کنک منڈی مقام مناظرہ مقرر ہوا۔ پادریوں کو شکست ہوئی اور بابا فریدالدین شیرازیؒ کے علم و عرفان کی دھاک چار وانگ بیٹھ گئی۔ آپ نے اپنے فکر و عمل سے باور کرایا کہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مذہب کی ضرورت ہے، نہ اسے رائج کرنے دیا جا سکتا ہے۔ بیشتر پادریوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔

سید فریدالدین شیرازیؒ سر سید احمد خان کے ہم نوا تھے۔ آپ نے تحریک علی گڑھ کی پیروی کرتے ہوئے لاہور میں جدید تعلیم کی اسلامی درسگاہیں قائم کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ پہلا سکول مزنگ کنک منڈی میں قائم کیا۔ سکول کے اخراجات طلبا اپنے گھر سے ایک مٹھی آٹا لاتے اسے جمع کر کے پورے کرتے۔ بعد ازاں سید فریدالدین شیرازیؒ نے ایک اور سکول ڈھلی محلہ موچی دروازہ' مسجد وزیر خان میں قائم کیا۔

سید فریدالدین شیرازیؒ کا ایک اور کارنامہ بھی قابل ذکر ہے۔ سکھوں نے لاہور کی بادشاہی مسجد پر قبضہ کر کے اصطبل بنا رکھا تھا' آپ نے انگریز دور میں بادشاہی مسجد واگزار کرائی اور محراب و منبر کی رونقیں پھر سے بحال کیں۔ حضرت سید فریدالدین شیرازیؒ مشق سخن بھی رکھتے تھے۔ آپ نے دیوان حافظ کا پنجابی ترجمہ کیا۔ نواں کوٹ کے پیر فضل شاہؒ آپ سے اصلاح لیتے تھے اور برملا اقرار کرتے تھے کہ ''میرا مرشد کون ہے۔ سید فریدالدین شیرازیؒ''۔

بابا جی فریدالدین شیرازیؒ کے معاصرین میں تحقیقات چشتی کے کنھیا لال شامل ہیں۔ جب نور محمد سادھو نے حضرت داتا گنج بخشؒ کا 1278ھ میں مزار تعمیر کرایا تو بابا فریدالدین شیرازیؒ نے ایک تاریخی قطعہ فرمایا جس کا ترجمہ یہ تھا، نور محمد نے ہمارے مرحوم مکرم بزرگ کے مقبرے کی تعمیر نو کی۔ تو سید فریدالدین شیرازیؒ نے اس کے قطعے کی تاریخ میں کہا کہ یہ لوگوں کو عطا کرنے والے ہمارے مخدوم کا مقبرہ ہے۔

مسجد وزیر خان میں بھی بابا فریدالدین شیرازیؒ کا تاریخی قطع کتبے کی شکل میں آج بھی موجود ہے۔ آپ نے شاہ محمد غوثؒ کے رسالہ غوثیہ کی جامع شرح بھی فرمائی۔

حضرت فریدالدین شیرازیؒ 17 ربیع الاول 1284ھ بمطابق 1867ء کو واصل حق ہوئے۔ آپ کا مزار پاک چاہ منڈی مولا بخش مزنگ میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا 157 واں عرس مبارک 16' 17 ربیع الاول کو سجادہ نشین پیر سید افتخار علی شاہ کی سرپرستی میں منایا جا رہا ہے۔

☆☆☆

ارسیکا کے ڈائریکٹر جنرل خالد ارین کے ساتھ ملاقات نستعلیق لاہوری کو بین الاقوامی مقابلہ خطاطی میں شامل کرنے کی درخواست

عرفان قریشی......ایک محنت کش خطاط

اور خطاطی کے مبلغ

خورشید عالم گوہر قلم

فن خطاطی ایک ایسا فن ہے کہ جس میں حسن، جستجو اور طلب پاکیزگی پوری طرح موجود ہیں۔ اس عظیم فن کا قرآن کریم سے جو تعلق ہے اُسے ڈاکٹر صبیح سالم نے خوب بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ''خطاطی قرآن کا لباس ہے۔ فن خطاطی مسلمانوں کی شناخت ہے۔ یہ فن مسلم تہذیب وثقافت سے اٹوٹ تعلق رکھتا ہے''۔ بہت سے نیک طینت خطاط اس فن سے وابستہ رہے ہیں اور آج بھی خدمت کر رہے ہیں ان خوش نصیبوں میں عرفان قریشی بھی ایک ایسا نام ہے کہ انہوں نے فن خطاطی کے

انہوں نے خطاطی کے فروغ کے لئے بہت محنت کی ہے۔

فروغ کے لئے انتھک محنت کی ہے۔ ابتداء میں انہوں نے علم وفن کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کے پلیٹ فارم سے انہوں نے بہت سے خطاطی کے پروگرام کئے جن

خطاطی کے میدان میں گزشتہ پینتیس برس سے ان کی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

میں بڑی بڑی مقتدر شخصیات کو انہوں نے دعوت دی اور گوجرانوالہ کو اس خطاطی کا وہ مقام دلوایا جو ہمیشہ سے کیلیانوالہ کے نام منسوب تھا، مالی وسائل نہ ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی مایوسی اور اکتاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہ ان کی اس فن سے وابستگی کا ثبوت ہے۔

عرفان قریشی نے عظیم اساتذہ کرام جن میں صوفی خورشید رقم صاحب اور جناب نفیس رقم صاحب سے ہمیشہ قلبی وابستگی رکھی اور صوفی صاحب تو ان کی دعوت پر گوجرانوالہ بھی تشریف لے گئے۔ راقم نے بھی آرٹ کونسل، گفٹ یونیورسٹی اور ایک بہت بڑے پروگرام میں گوجرانوالہ میں شرکت کی۔ عرفان قریشی کے دل میں خطاطی کے فروغ کا جذبہ لازوال ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے ان کا انتخاب ہی خطاطی کے فروغ کے لئے کیا ہے۔ انہوں نے نیشنل کالج آف آرٹس میں خطاطی کا ڈپلومہ بھی کیا ہے اور جملہ اساتذہ کرام نے ان کی خوب حوصلہ افزائی کی ہے۔

عرفان صاحب نے متعدد یونیورسٹیوں اور کالجوں میں خطاطی کی کلاسیں لی ہیں اور ان دنوں طبیعت کی خرابی اور اپنی مصروفیات کے باوجود خطاطی کی خدمات میں مصروف ہیں۔ عرفان قریشی نے حال ہی میں قومی تاریخ وادبی ورثہ کے زیر اہتمام نمائش میں نہ صرف شرکت کی بلکہ انہوں نے اس کے لئے کتابچہ بھی تیار کیا جو بہت خوبصورت ہے۔

گزشتہ ماہ انہوں نے ترکی کے فنی آثار دیکھنے کے لئے ترکی کا دورہ کیا۔ تقریباً ایک ہفتہ کے دورے میں انہیں خطاطی اور عجائبات دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ ایک نہایت معاون شخصیت ہیں۔ آپ کے خط ثلث، نسخ اور نستعلیق کے فن پارے دیکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے اس مقصد کے لئے ایک تنظیم بھی بنا رکھی ہے جس کے ذریعے ہر تین ماہ بعد کسی نہ کسی شخصیت پر پروگرام کرتے رہے ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ خطاط مشرق عبدالمجید پروین رقم، صوفی خورشید رقم، تاج الدین زریں رقم پر علم افروز پروگرام کر چکے ہیں اور ٹیلی ویژن پر بھی پروگرام کرتے ہیں۔

عرفان صاحب بلاشبہ ایک دوراندیش اور خطاطی کے متحرک مجاہد ہیں۔ آپ آئندہ اس سلسلے میں ایک سہ ماہی میگزین بھی نکالنے کے خواہش مند ہیں۔ راقم الحروف سے محبت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور انہیں یہ مجاہدانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

ارسیکا کے ڈائریکٹر جنرل خالد ارین کے ساتھ ملاقات نستعلیق لاہوری کو بین الاقوامی مقابلہ خطاطی میں شامل کرنے کی درخواست

عرفان قریشی......ایک محنت کش خطاط

اور خطاطی کے مبلغ

خورشید عالم گوہر قلم

فن خطاطی ایک ایسا فن ہے کہ جس میں حسن، جستجو اور طلب پاکیزگی پوری طرح موجود ہیں۔ اس عظیم فن کا قرآن کریم سے جو تعلق ہے اُسے ڈاکٹر صبیح سالم نے خوب بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ''خطاطی قرآن کا لباس ہے۔ فن خطاطی مسلمانوں کی شناخت ہے۔ یہ فن مسلم تہذیب وثقافت سے اٹوٹ تعلق رکھتا ہے''۔ بہت سے نیک طینت خطاط اس فن سے وابستہ رہے ہیں اور آج بھی خدمت کر رہے ہیں ان خوش نصیبوں میں عرفان قریشی بھی ایک ایسا نام ہے کہ انہوں نے فن خطاطی کے فروغ کے لئے انتھک محنت کی ہے۔ ابتداء میں انہوں نے علم وفن کی بنیاد رکھی اور اس ادارے کے پلیٹ فارم سے انہوں نے بہت سے خطاطی کے پروگرام کئے جن میں بڑی بڑی مقتدر شخصیات کو انہوں نے دعوت دی اور گوجرانوالہ کو اس خطاطی کا وہ مقام دلوایا جو ہمیشہ سے کیلیانوالہ کے نام منسوب تھا، مالی وسائل نہ ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی مایوسی اور اکتاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہ ان کی اس فن سے وابستگی کا ثبوت ہے۔

> انہوں نے خطاطی کے فروغ کے لئے بہت محنت کی ہے۔

عرفان قریشی نے عظیم اساتذہ کرام جن میں صوفی خورشید رقم صاحب اور جناب نفیس رقم صاحب سے ہمیشہ قلبی وابستگی رکھی اور صوفی صاحب تو ان کی دعوت پر گوجرانوالہ بھی تشریف لے گئے۔ راقم نے بھی آرٹ کونسل، گفٹ یونیورسٹی اور ایک بہت بڑے پروگرام میں گوجرانوالہ میں شرکت کی۔ عرفان قریشی کے دل میں خطاطی کے فروغ کا جذبہ لازوال ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت نے ان کا انتخاب ہی خطاطی کے فروغ کے لئے کیا ہے۔ انہوں نے نیشنل کالج آف آرٹس میں خطاطی کا ڈپلومہ بھی کیا ہے اور جملہ اساتذہ کرام نے ان کی خوب حوصلہ افزائی کی ہے۔

> خطاطی کے میدان میں گزشتہ پینتیس برس سے ان کی خدمات کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

عرفان صاحب نے متعدد یونیورسٹیوں اور کالجوں میں خطاطی کی کلاسیں لی ہیں اور ان دنوں طبیعت کی خرابی اور اپنی مصروفیات کے باوجود خطاطی کی خدمات میں مصروف ہیں۔ عرفان قریشی نے حال ہی میں قومی تاریخ وادبی ورثہ کے زیر اہتمام نمائش میں نہ صرف شرکت کی بلکہ انہوں نے اس کے لئے کتابچہ بھی تیار کیا جو بہت خوبصورت ہے۔

گزشتہ ماہ انہوں نے ترکی کے فنی آثار دیکھنے کے لئے ترکی کا دورہ کیا۔ تقریباً ایک ہفتہ کے دورے میں انہیں خطاطی اور عجائبات دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ ایک نہایت معاون شخصیت ہیں۔ آپ کے خط ثلث، نسخ اور نستعلیق کے فن پارے دیکھنے کے قابل ہیں۔ آپ نے اس مقصد کے لئے ایک تنظیم بھی بنا رکھی ہے جس کے ذریعے ہر تین ماہ بعد کسی نہ کسی شخصیت پر پروگرام کرتے رہتے ہیں۔ اسی سلسلے میں آپ خطاط مشرق عبدالمجید پروین رقم، صوفی خورشید رقم، تاج الدین زریں رقم پر علم افروز پروگرام کر چکے ہیں اور ٹیلی ویژن پر بھی پروگرام کرتے ہیں۔

عرفان صاحب بلاشبہ ایک دور اندیش اور خطاطی کے متحرک مجاہد ہیں۔ آپ آئندہ اس سلسلے میں ایک سہ ماہی میگزین بھی نکالنے کے خواہش مند ہیں۔ راقم الحروف سے محبت کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور انہیں یہ مجاہدانہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

روزانہ بچوں کی شکائتیں آتی تھی کہ.......

تربیت

عشرت جہاں

زبیر صاحب کے بچوں نے نئے محلے میں آ کر بھی اپنی شرارتوں کا لوہا منوا لیا تھا۔ محلے کا کوئی بھی فرد ان کی شرارتوں سے نہ بچ سکا تھا۔ یہاں تک کہ طارق صاحب جیسے متین انسان بھی ان کی بدتہذیبی کا نشانہ بن چکے تھے۔ راہ چلنے والوں پر اچانک پانی پھینکنا یا پتھر مارنا ان کے لیے عام سی بات تھی۔ اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ برابر والوں کے دروازے پر ڈالنا وہ معیوب نہیں سمجھتے تھے۔ ادھ کھائے پھل اور چھلکے پڑوسیوں کے گھر پھینکنے کی انہیں عادت سی ہو گئی تھی۔

کالونی کے پارک میں کئی پھلدار درخت تھے۔ جامن کے درخت کی جو شامت آئی تو اس کے کچے پھل تو کیا پتے بھی نوچ ڈالے۔ ٹوٹی شاخیں پورے پارک میں بکھری پڑی تھیں۔ چھوٹے اور کمزور بچوں پر رعب جھاڑنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ ڈانٹ ڈپٹ کر ان بچوں سے پیسے اور چیزیں بٹور لینے میں انہیں مزہ آتا تھا۔ جب محلے کے لوگ زبیر صاحب سے شکایت کرتے تو وہ بجائے اپنے بچوں کی غلطی ماننے کے، کہنے والوں کے گلے پڑ جاتے۔ اگرچہ گھر آ کر وہ بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتے، مگر طلحہ، اسامہ اور ماہم لوگوں کے رویوں میں ہی کیڑے نکالنے لگتے۔ ان کی امی جان بھی ان کی پوری پوری حمایت کرتیں۔

”حسد کرتے ہیں یہ لوگ ہم سے“۔ وہ کہتیں۔ ”ہمارے بچوں کی طرح ذہین اور تیز طرار ان کے بچے جو نہیں ہیں۔ ارے یہی تو عمر ہوتی ہے کھیل کود کی۔ اگر اس عمر میں کھیلیں کودیں گے نہیں تو کیا بڑھاپے میں جا کر شرارتیں کریں گے“۔ نزہت بیگم نے تنک کر جواب دیا اور شکایت لے کر آئی ہوئی پڑوسن خالہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔

کسی دوسرے علاقے میں زبیر صاحب کے تبادلے کا سن کر محلے والوں نے سکھ کا سانس لیا۔

اب نئے محلے میں بھی ان کا چرچا ہونے لگا تھا۔ آج پھر انہیں ایک نئی شرارت سوجھی تھی۔ کہیں سے بے چارہ ایک مینڈک ان کے ہاتھ آ لگا تھا۔ اسامہ نے اس کے پاؤں میں ڈوری باندھ دی اور شکیل صاحب کی چھت پر پھینک دیا۔ چھت پر موجود لڑکیوں نے چیخیں مار دیں۔ ماہم اور طلحہ پیٹ پکڑے ہنس رہے تھے۔ ادھر طلحہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ وہ اپنی نقلی پستول سے نشانہ بازی کی مشق کرنے لگا۔

کاشف کی پالتو بلی اور بلونگڑے اس کی زد میں تھے۔ بلونگڑے حیرت سے طلحہ اور پستول کو تک رہے تھے مگر جب ربڑ کی گولی زور سے لگتی تو ادھر ادھر بھاگنے لگتے۔

محلے کی چند خواتین امی جان سے ملنے آئی ہوئی تھیں۔ ماہم دوڑی دوڑی آئی اور کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر امی جان کو روداد سنانے لگی۔ ”ماہم دیکھتی نہیں ہو مہمان آئے ہوئے ہیں۔ چلو سب کو سلام کرو“۔ انہوں نے ماہم کے بکھرے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ صالحہ بیگم ریٹائرڈ ٹیچر تھیں غور سے صورتحال کا جائزہ لے رہی تھیں۔

”اُوہنہ پہلے میری بات سنیں“ ماہم بگڑ کر بولی۔

”بڑی پیاری بیٹی ہے۔ کیا نام ہے آپ کا“۔ صالحہ بیگم نے ماہم کو چمکار کر اپنے پاس بٹھانا چاہا۔ ماہم نے اپنی ہی رو میں ان کا ہاتھ جھٹک دیا۔ امی جان نے اسے گھور کر دیکھا۔ ”چلو جاؤ یہاں سے میں پھر بات کروں گی“۔ انہوں نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

محلے کی معزز خواتین کے سامنے انہیں خفت کا احساس ہو رہا تھا۔ ماہم منہ چڑاتی پاؤں پٹختی کمرے سے نکل گئی۔

چھت پر دونوں بھائی آپس میں الجھے ہوئے تھے۔ ربڑ کی گولی اسامہ کو لگی تھی جواباً اس نے طلحہ کو پیٹ ڈالا۔ طلحہ بھی لحاظ کیے بغیر بھائی سے لڑنے لگا۔ ماہم تالیاں بجا بجا کر بھائیوں کی حوصلہ افزائی کرنے لگی۔ ساری آوازیں نیچے کمرے تک پہنچ رہی تھیں۔

”بچے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں بیٹی“۔ صالحہ بیگم ذرا دیر بعد بولیں۔ ”روز قیامت ہم سے اس نعمت کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ ان کا اچھا نام رکھنا اور اچھی تربیت بچوں کا حق ہے۔ جہاں ہم ان کے لیے اچھی خوراک، اچھے لباس کی فکر کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ فکر ہمیں ان کی تربیت کی کرنی چاہیے“۔ صالحہ بیگم بڑے سلیقے سے اپنی بات کر رہی تھیں۔ ”ان کی دینی تربیت کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے انہیں اللہ کے حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے سکھائے تھے“۔ نزہت بیگم خاموشی سے سر جھکائے ان کی بات سن رہی تھیں۔ ”بے فکر رہو اس اہم ذمہ داری میں، میں تمہارے ساتھ ہوں بیٹی۔ بچوں کو پڑھنے کے لیے میرے پاس بھیج دیا کرو۔ سکول کی پڑھائی کے ساتھ انہیں اخلاقیات کا درس بھی دیا کروں گی“۔ انہوں نے کہا اور نزہت بیگم نے احساس تشکر کے ساتھ سر جھکا لیا۔

☆......☆......☆

بل گیٹس

بل گیٹس

بل گیٹس کا پورا نام ولیم ہنری گیٹس ہے۔ بل گیٹس (Bill Gates) مائیکروسافٹ کمپنی کے چیئر مین اور دنیا کے امیر ترین شخص ہیں۔

ابتدائی حالات

بل گیٹس 1955ء میں امریکہ واشنگٹن کے ایک مضافاتی علاقے سیاٹل میں ایک متوسط خاندان میں پیدا ہوئے۔ انھیں بچپن سے ہی کمپیوٹر چلانے اور اس کی معلومات حاصل کرنے کا شوق تھا۔ آج کی طرح کمپیوٹر نہ اتنے ترقی یافتہ تھے اور نہ ہی کمپیوٹروں کی دنیا، محض 13 برس کی عمر میں وہ پروگرامنگ کا ہنر سیکھ چکے تھے۔ اتفاق سے دوستی بھی ایک ایسے لڑکے سے تھی جو خود بھی کمپیوٹروں کا دیوانہ تھا۔ اس دوست کا نام پال ایلن تھا۔

حالات زندگی

یہ دونوں دوست ہارورڈ یونی ورسٹی میں زیرِ تعلیم تھے۔ یہ دونوں دوست ہمہ وقت کمپیوٹروں کی دنیا میں کھو گئے۔ ان کا خاص پروجیکٹ کمپیوٹر کی ایک خاص زبان کو ترتیب دینا تھا جس سے کمپیوٹر کو چلانے میں آسانی ہو۔ ان کی محنت رنگ لائی اور انھوں نے ایک خاص "بیسک لنگویج" مرتب کر لی جس نے کمپیوٹروں کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس اہم کارنامے کے بعد پال ایلن اور ولیم ہنری (بل گیٹس) البوقرق (نیو میکسکو) چلے گئے۔ یہاں انھوں نے "مائکروسافٹ کارپوریشن" کی بنیاد ڈالی۔ اس کے تحت وہ کمپیوٹر کے مختلف سافٹ ویئر تیار کرنا چاہتے تھے۔ جس کی ساری دنیا میں بڑی مانگ تھی کیونکہ پرسنل کمپیوٹر کا استعمال دنیا میں تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ ہارڈ ویئر تو مارکیٹ میں بہت دستیاب تھے مگر سافٹ ویئر کی بڑی کمی تھی۔ اس کی زبردست مانگ کے پیش نظر دونوں دوستوں نے اس میدان میں خوب ترقی کی اور آخر کار انھیں ایک ایسا سافٹ ویئر بنانے میں کامیابی ملی جس کو ساری دنیا میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔

دور عروج

اس کامیابی سے متاثر ہو کر دنیا کی مشہور کمپنی انٹرنیشنل بزنس مکینکس (آئی۔ بی۔ ایم) نے انھیں ایک مائیکروسافٹ آپریٹنگ سسٹم بنانے کے لیے مدعو کیا جس کو پرسنل کمپیوٹر میں استعمال کیا جا سکے۔ یہاں بل گیٹس کی ذہانت، لگن اور محنت نے اپنا کرشمہ کر دکھایا اور انھوں نے اس مقصد کو حاصل کرنے میں اولیت حاصل کر لی۔ اس آپریٹنگ سسٹم کو انھوں نے مائکروسافٹ۔ ڈسک آپریٹنگ سسٹم (ایم۔ ایس۔ ڈوس DOS-MS) کا نام دیا اور نتیجے میں آئی بی ایم کمپنی نے لاکھوں کمپیوٹر فروخت کر کے بے تحاشہ منافع حاصل کیا جس سے بل گیٹس اور ان کے دوست بھی مستفیض ہوئے۔ چند وجوہات کی بنا پر پال ایلن علیحدہ ہو گیا اور بل گیٹس نے اس سمت میں اپنا سفر تنہائی جاری رکھا۔ انھوں نے بہت جلد بزنس کی دنیا میں استعمال ہونے والے اور تفریحی سافٹ ویئر تیار کر کے آئی بی ایم کمپنی کے علاوہ دنیا کی مختلف کمپیوٹر کمپنیوں کو بیچا جس سے ان کی آمدنی میں حیران کن اضافہ ہو گیا۔ 1984ء میں ان کی اپنی کمپنی، مائکروسافٹ کا 10 کروڑ ڈالر کا بزنس محض دو برسوں میں دگنا ہو گیا۔ اس کمپنی کے حصص (شیئر) بھی اسٹاک ایکس چینج سے فروخت ہونے لگے۔ اس کے بعد تو گویا آسمان سے پیسہ برسنے لگا۔ 1994ء میں بزنس کا ہدف 2 بلین ڈالر پر پہنچ گیا جو محض ایک سال بعد 10 بلین ڈالر ہو گیا۔ دنیا نے اس سے قبل آمدنی میں اضافہ کی یہ رفتار کبھی نہیں دیکھی تھی۔ حتیٰ کہ تیل سے ملنے والی آمدنی کے شیوخ بھی پیچھے رہ گئے۔ بل گیٹس نے دنیا کے امیر ترین لوگوں کی فہرست میں اول مقام حاصل کر لیا۔ یہ اس لیے ممکن ہوا کہ بل گیٹس نے ہوا کے رخ کو پہچان لیا تھا۔ بل گیٹس کو یہ عظیم کامیابی محض ان کی ان تھک محنت، کوشش، لگن، سوجھ بوجھ اور اپنے کام سے بے پناہ لگاؤ کے نتیجے میں حاصل ہوئی۔ اس سے ہمارے نوجوانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ان کی مثالیں اگر ہمارے سامنے ہوں تو یقیناً ہم بھی ایسے کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔ بل گیٹس نے اپنی بے پناہ دولت کا ایک حصہ سماجی کاموں کے لیے بھی مختص کیا ہے۔ بل گیٹس کے پاس 82 ارب ڈالر ہیں اور اپنی دولت کو اپنے ایک فلاحی ادارے کے ذریعے انسانوں کی فلاح کے لیے خرچ کر رہے ہیں۔ انہوں نے ایک تعلیمی ادارے میں زندگی کے کچھ اصول بتائے جو پیش کیے جا رہے ہیں۔ اُمید ہے آپ ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (مدیر)

کامیابی کے لیے اصول

بل گیٹس کی ہائی سکول کے طلبہ کو نصیحت آموز تقریر میں بتائے گئے اصول

پہلا اصول:
زندگی منصفانہ بالکل نہیں ہوتی، اس بات کی عادت ڈال لو۔

دوسرا اصول:
دنیا میں کسی کو تمہاری خود اعتمادی سے کوئی مثبت لینا دینا نہیں ہوتا۔ کسی سے توقع نہ رکھو کہ وہ تمہیں اعتماد دے گا۔ یہ تمہارا اپنا کام ہے۔ اس سے پہلے کہ تم میں خود اعتمادی ذرا سی بھی پیدا ہوئی ہو، دنیا تم سے توقع کرے گی کہ تم ہر کام صحیح طرح سے کرو۔

تیسرا اصول:
ہائی سکول سے نکلتے ہی تم ہر سال چالیس ہزار ڈالر نہیں کمانے لگو گے۔ اس حقیقت کو یاد رکھو کہ اس میں بہت وقت لگے گا۔

چوتھا اصول:
اگر تمہیں شکایت ہے کہ تمہارے ہائی سکول کے ٹیچر بہت سخت ہیں تو انتظار کرو کہ کب ملازمت ملے، تمہیں اندازہ ہوگا کہ باس کیا بلا ہوتی ہے؟ ٹیچر کا تو پھر بھی ٹینیور (عرصہ) ختم ہو جاتا ہے، باس تو زندگی بھر باس ہی رہتا ہے۔ شکایت کرنا بند کرو۔

پانچواں اصول:
اگر تمہیں بیچ میں گزارہ کرنے کے لیے برگر بھی تلنے پڑ جائیں تو اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے۔ ہمارے بزرگ اس طرح برگر کے سٹال لگانے کو اچھا موقع قرار دیتے تھے، پیسے کمانے کا۔ کوئی کام چھوٹا یا بڑا نہیں ہوتا۔ دنیا کے لیے وقت ضائع مت کرو۔

چھٹا اصول:
اگر تم ناکام ہو جاؤ تو خبردار اپنے والدین کو کسی طرح سے قصوروار مت ٹھہراؤ۔ ہر بات کو اپنی غلطی سمجھو اور اپنی اصلاح کرنا شروع کرو۔ خبردار جو اپنی ناکامی پر آنسو بہائے، اپنی غلطیوں سے سیکھو، اور آگے بڑھ جاؤ۔

ساتواں اصول:
اپنے والدین کو اتنا بورنگ سمجھتے ہو، جانتے ہو وہ تمہارے پیدا ہونے سے پہلے بہت دلچسپ لوگ تھے۔ جب سے تم پیدا ہوئے انہیں بل ادا کرنے پڑے، تمہارے کپڑے دھونے پڑے اور یہ سننا پڑا کہ تم کتنے کاہل ہو، اس لیے وہ آج اتنے بورنگ ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں ایک کڑوا لفظ بھی منہ سے نکالنے سے پہلے سوچو کہ اپنی الماری صاف کی ہے کہ نہیں؟۔

آٹھواں اصول:
امریکہ کے بہت سے سکولوں نے بچوں کو کھلی چھٹی دے دی ہے کہ ایک سوال کا دس بار جواب دے سکتے ہیں جب تک کہ وہ درست جواب پر نہ پہنچ جائیں۔ بیٹا جی اصل زندگی آپ کو ایک موقع بھی مشکل سے دے گی کہ آپ جواب دیں تو صحیح جواب دینے کے علاوہ اور کوئی آپشن (صورت) ہی نہیں ہوتی۔

نواں اصول:
حقیقی زندگی میں کوئی سمیسٹر نہیں ہوتے۔ آپ کو چھٹی کبھی نہیں ملے گی۔ مطلب کام کام۔ اور اپنے مشاغل کے لیے وقت نکالنا آپ کا مسئلہ ہے آپ کے باس کا نہیں۔

دسواں اصول:
جو کچھ تم ٹی وی پر دیکھتے ہو اس کا حقیقی زندگی سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ نہ ہی وڈیو گیمز تمہیں کہیں پہنچا سکتی ہیں۔ اصل زندگی میں کافی شاپ سے اٹھنا پڑتا ہے اور دفتر جانا پڑتا ہے۔

گیارہواں اصول:
Nerd (بیوقوف) کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ میری بات یاد رکھنا تم انھی میں سے کسی Nerd (بے وقوف) کے دفتر سے اپنی روٹی کماؤ گے۔

☆......☆......☆

کہکشاں

فرح اکرم

قارئین کی منتخب تحریروں سے سجا رنگ رنگ سلسلہ

(نوٹ: اپنی تحریریں کاغذ کے ایک طرف اور ہر تحریر کے کاغذ پر مکمل نام پتے کے ساتھ لکھ کر بھجوائیں)

دلچسپ معلومات اور رنگارنگ تحریروں کا گلدستہ

نوٹ

پھول ساتھی کہکشاں کے لئے نئی معلومات، اقوال، کتابوں سے اقتباسات بھجوائیں۔ بار بار پرانی تحریریں بھجوانے سے گریز کریں۔ ورنہ۔۔۔۔ ہم وہی شائع کردیں گے

اقوالِ زریں

☆ تھوڑا دینے سے شرماؤ نہیں کیونکہ خالی ہاتھ پھیرنا تو اس سے بھی گری ہوئی بات ہے۔

☆ جب عقل بڑھتی ہے تو باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

☆ جو تمہاری پرواہ نہیں کرتا وہ تمہارا ہمدرد نہیں ہو سکتا۔

☆ ہر شخص کی قیمت اس ہنر سے ہے جو اس میں ہے۔

☆ روز کا کام اسی روز ختم کر دیا کرو کیونکہ ہر دن اپنے ہی کام کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

☆ اگر آپ امیر ہونا چاہتے ہیں تو اپنا کام خود کرو۔

(اظہر حسین خادم، لڈن)

اللہ تعالیٰ سے محبت

حضرت علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ بندے کی محبت حق تعالیٰ کے لیے ایک صفت ہے۔ جو فرماں بردار صاحب ایمان سے دل میں تعظیمات تکبیراً اور تکریماً پیدا ہوتی ہے تاکہ وہ محبوب حق کی رضا جوئی کرے اس کے دیدار کی طلب میں بے قرار ہو اس کے سوا اسے کسی چیز سے راحت نہ ہو۔ اس کے لیے آرام محال ہو اور اس سے راحت دور ہو۔

(شازیہ ہاشم میواتی، کھڈیاں)

درود شریف کی فضیلت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نفاق سے ایسا پاک کر دے گا جیسا کہ پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمعرات کو اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے روانہ کرتے ہیں۔ ان کے پاس سونے کے قلم اور چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں۔ وہ جمعرات کی شب اور جمعہ کے دن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو درود وسلام پڑھتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو مجھ پر درود پڑھے میں قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں گا۔

(مہر محمد اکمل سراج)

حاکم ہو تو ایسا

سنہ 18 ہجری میں عرب میں قحط پڑا تو فاروق اعظمؓ نے بیت المال میں جتنا نقد و جنس (مال) موجود تھا، سب لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ دور دراز مما لک سے غلہ منگوا کر تقسیم فرمایا، قحط کے دوران گوشت، گھی اور دیگر مرغوب غذائیں ترک کر دیں۔ اپنے بیٹے کے ہاتھ میں خربوزہ دیکھ کر خفا ہوئے کہ قوم فاقہ مست ہے اور تو تفکہات (پھلوں) سے لطف اٹھاتا ہے۔ غرض جب تک قحط رہا، آپؓ نے ہر قسم کے عیش و لطف سے اجتناب رکھا۔ کاش حکمراں طبقہ اس سے کچھ عبرت و نصیحت حاصل کرے!!

راہِ راست

کیا تم نے اس شخص کے حال پر غور نہیں کیا جس نے ابراہیمؑ سے جھگڑا کیا تھا؟ جھگڑا اس بات پر کہ ابراہیمؑ کا رب کون ہے؟ اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیمؑ نے کہا میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے۔ تو اس نے جواب دیا ''زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے''۔ ابراہیمؑ نے کہا: ''اچھا اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو ذرا اسے مغرب سے نکال لا''۔ یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر 258)

ماؤں کے لئے ایک نصیحت

''ایک بچہ بہت زیادہ شرارتی تھا۔ ایک دن اس کے گھر مہمان آئے اور اس کی ماں نے مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا، اس بچے کو شرارت سوجھی اس نے کھانے میں مٹی ڈال دی۔ جب ماں نے کھانے میں مٹی دیکھی تو وہ سمجھ گئی کہ کس نے ایسا کیا۔ اس نے غصے میں شرارتی بیٹے سے کہا (غصے سے بھر جانے والی مائیں الفاظ پر غور کریں) ''چل بھاگ ادھر سے۔ جا اللہ تجھے کعبہ کا امام بنائے''۔ یہ بات بتاتے ہوئے شیخ صاحب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ذرا ڈھارس بندھی تو رندھی ہوئی آواز میں بولے ''اے اُمت اسلام، جانتے ہو وہ شرارتی بچہ کون تھا؟ وہ شرارتی بچہ میں ہوں۔ تمہارے سامنے امام کعبہ عبدالرحمٰن السدیس''۔ شیخ عبدالرحمٰن السدیس صاحب ماں کی دعا کی بدولت حرم شریف کے ہردلعزیز امام بنے اور آج عالم اسلام میں ہر دل پر راج کر رہے ہیں۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ ''اے ماؤ! اپنی اولاد کے بارے میں اللہ سے ڈرتی رہو۔ چاہے کتنا ہی غصہ کیوں نہ ہو بچوں کے لئے منہ سے خیر کے کلمے ہی نکالا کرو''۔

معجزہ

ایک دن ابوجہل مسجد الحرام کے دروازے کے پاس آ بیٹھا۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے تو وہ اپنا ہاتھ آستین سے باہر لایا اور کہنے لگا ''یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایئے میری مٹھی میں کیا ہے؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح جواب دیا تو میں اپنے ساتھیوں سمیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آؤں گا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تیرے ہاتھ میں ایک ڈبیا ہے جو ٹاٹ میں لپٹی ہوئی ہے۔ اس ڈبیا کے اندر تین موتی ہیں ان میں سے ایک سوراخ شدہ ہے۔ دوسرا آدھا سوراخ شدہ اور تیسرا بغیر سوراخ کے ہے۔ اس ڈبیا میں ایک لعل بھی ہے جس میں ایک سرخ کیڑا ہے۔ کیڑے کے منہ میں سبز پتی ہے''۔ ابوجہل کہنے لگا ''یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن سرخ کیڑے اور سبز پتی کا کیسے علم ہوا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''لعل کو توڑ دو معلوم ہو جائے گا''۔ ابوجہل کہنے لگا کہ ''میں اس قیمتی لعل کو کیسے توڑ دوں''۔ ایک صحابی کہنے لگے ''اپنے لعل کی قیمت لگا کر اسے توڑ دو۔ اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات (معاذ اللہ) درست نہ ہوئی تو قیمت میں ادا کروں گا''۔ ابوجہل اس بات پر راضی ہو گیا۔ جب لعل توڑا گیا تو سب نے دیکھا کہ اس میں چھوٹا سا سرخ کیڑا منہ میں سبز پتی لیے ہوئے موجود تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کیڑے سے دریافت کیا کہ ''تم کب سے اس لعل میں ہو؟''۔ کیڑے نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ پھر کہا ''مجھے نہیں معلوم لیکن اللہ تعالیٰ مجھے روزانہ تین سبز پتی عطا فرماتا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تیرا ذکر اور تسبیح کیا ہے؟''۔ کیڑا کہنے لگا کہ ''خدا نے مجھے روزانہ دس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، جس کی برکت سے وہ مجھے روزی دیتا ہے''۔ (معجزہ صدقہ جاریہ۔۔۔۔۔اللہ اکبر)

حضرت عمرؓ کی شان

☆زلزلے سے زمین کانپ رہی تھی کہ دراز قد، قوی الجثہ شخص نے بارعب اور کرخت لہجے سے اپنا کوڑا گھما کر تھرتھراتی ہوئی زمین پر رسید کیا اور جلال بھری آواز میں زمین سے سوال کیا کہ کیا میں عمر (رضی اللہ عنہ) تم پہ عدل اور انصاف نہیں کرتا؟؟ زمین یکا یک ساقط ہوگئی اور ایسی ساقط کہ چودہ سو سال گزر گئے سرزمین مدینہ پہ کبھی زلزلہ نہیں آیا۔

☆دریائے نیل نے بہنا چھوڑ دیا، اطلاع امیرالمومنینؓ تک پہنچی، ایک رقعہ ارسال فرمایا جس پہ تحریر تھا کہ اے دریائے نیل اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو رک جا اور اگر اللہ کے حکم سے چلتا ہے تو میں عمرؓ تمہیں کہتا ہوں کہ بہنا شروع کر! دریائے نیل آج بھی رواں دواں ہے۔

☆مسجد نبوی میں اہل مدینہ جمع تھے کہ مجمع میں سے ایک شخص نے امیرالمومنینؓ کے لباس پہ سوال اٹھایا۔ مال غنیمت میں ملنے والے کپڑے کے حصے سے آپ جیسے دراز قد شخص کا لباس تیار ہونا ناممکن ہے، آپ نے کیسے سلوا لیا؟؟ عبداللہ بن عمرؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے والد کو اپنے حصے کا کپڑا تحفہ کر دیا کہ ان کو ملنے والے کپڑے سے ان کا لباس سلنا ممکن نہ تھا!

☆دو اجنبی مدینہ میں داخل ہوئے تو پوچھا کہ مسلمانوں کے خلیفہ سے ملنا ہے۔ بتانے والے نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رستہ دکھایا، قیصر و کسریٰ کا دربار دیکھنے والوں نے جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچے فرش اور کھجور کے پتوں سے بنی چٹائیوں کو دیکھا تو حیران رہ گئے۔ امیرالمومنینؓ وہاں موجود نہ تھے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک باغ میں پہنچے جہاں سیدنا عمرؓ خستہ حالی میں بازو کا سرہانہ بنائے زمین پہ کپڑا بچھائے آرام کر رہے ہیں۔ لباس پہ جگہ جگہ پیوند لگے ہیں مگر شخصیت ایسی رعب دار کہ آنکھیں اٹھا کے دیکھا نہ جائے۔ اجنبی حیران تھے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے نام سے قیصر و کسریٰ کی ٹانگیں کانپتی ہیں، جس نے دنیا میں اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں!۔

درجہ حرارت ماپنے والے آلات

☆پیرومیٹر سے ہوا کا درجہ حرارت ماپا جاتا ہے۔

☆تھرمامیٹر سے انسانی درجہ حرارت معلوم کیا جاتا ہے۔

☆انیمومیٹر سے ہوا کی رفتار معلوم کی جاتی ہے۔

☆جائیرو کمپاس سے سمندر کی سمت معلوم کی جاتی ہے۔

☆سلیسومیٹر سے زلزلوں کی شدت معلوم کی جاتی ہے۔

☆پائیرو سے آگ کا درجہ معلوم کیا جاتا ہے۔

☆گرینومیٹر سے وقت ناپا جاتا ہے۔

(محمد بلال مجید، چنیانہ)

آٹھ آدمیوں پر تعجب ہے

☆......تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو اور پھر بھی ہنسے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ یہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر بھی کسی اور کا ذکر کرے۔

☆......تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر بھی کسی چیز میں راحت پائے۔

تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔

غصہ

غصہ نکال دینا ایک وقتی اطمینان ہوتا ہے اور اس کے بعد شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور جو غصہ پی جاتا ہے اللہ اس کو عظیم الشان ہستی بنا دیتا ہے۔ اس کو پہاڑ بھی راستہ دیتے ہیں اور اس کی دعائیں عرش سے جا ٹکراتی ہیں۔

(نعمان اکرم، اوکاڑہ)

ہم بڑے ہوگئے

☆ایک روپے کی چار ٹافیاں اور چار روپے کی ایک ٹافی کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

☆بہن کی چاکلیٹ چرانے اور اس کے بچوں کے لئے چاکلیٹ لانے کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

☆پانچ منٹ بعد اٹھتا ہوں امی اور الارم کا بٹن دبانے کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

☆میں بڑا ہونا چاہتا ہوں اور کاش میرا بچپن واپس آجائے کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

☆مل کر منصوبے بنانے اور منصوبے بنا کر ملنے کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

☆والدین کے آنے سے ڈرنے کے اور اب والدین کے ہمیشہ چلے جانے کے ڈر کے درمیان ہم بڑے ہوگئے۔

”قیامت کی نشانیاں“

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے قریب 72 نشانیوں میں سے چند نشانیاں یہ ہیں۔

☆......لوگ نمازیں ضائع کرنے لگیں گے۔

☆......جو امانت ان کے پاس رکھی جائے اس میں خیانت کریں گے۔

☆......قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بُرا سلوک کیا جائے گا۔

☆......ناگہانی موت عام ہو جائے گی۔

☆......لباس ریشم کا پہنا جائے گا، طلاقوں کی کثرت ہوگی۔

☆......امن کم ہو جائے گا۔

☆......گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔

☆......اونچے اونچے مینار بنائیں گے لیکن دل ویران ہوں گے۔

☆......مرد عورتوں کی اور عورتیں مردوں کی نقالی کریں گے۔

☆......آدمی اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

☆......گانے بجانے والی عورتوں کی تعظیم کی جائے گی۔

(بحوالہ حیاۃ الصحابہ)

(عروبہ البر رحمت اعوان بنت عبدالرؤف، ڈیرہ اسماعیل خان)

دیوسائی

دیوسائی یعنی جنات اور پریوں کی سرزمین۔ اسے بلتی زبان میں ”غبیار سا“ کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی ہیں ”گرمیوں میں رہنے کی جگہ“۔ یہ میدان سکردو کے جنوب میں چار ہزار میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔ دیوسائی سطح مرتفع جیسا وسیع و عریض سرسبز میدان کسی اور خطے میں اتنی بلندی پر موجود نہیں ہے۔ دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے میں واقع یہ میدان بلاشبہ دیومالائی داستانوں کا ہی کوئی حصہ معلوم ہوتا ہے۔ موسم گرما میں چاروں اطراف سے بلند و بالا پہاڑوں میں گھرے اس میدان کا اگر فضائی جائزہ لیا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رنگ برنگ کے پھولوں سے بھرا کوئی پیالا نمائش کے لیے زمین پر رکھا ہوا ہو۔ یہاں پانی کے بہت سے قدرتی انمول ذخائر ہیں۔ ان سے چھوٹے چھوٹے پہاڑی آبی ندی اور نالے بہتے ہیں۔ ان میں بڑا پانی، کالا پانی اور شتونگ نالہ معروف ہیں۔ یہاں حسین قدرتی مناظر کے علاوہ بہت سی اقسام کے نباتات و حیوانات بھی پائے جاتے ہیں۔

(امتیاز تاج، سکردو بلتستان)

باپ سلامت رہنا چاہیے!!

آج صبح فیس بک پر ایک پوسٹ پر دوست نے ٹیگ کیا ہوا تھا، جہاں ماں کی محبت کا ذکر تھا وہیں دوسری جانب سوال تھا کہ
باپ کی محبت کیا ہوتی ہے؟۔
چونکہ میں والد صاحب سے زیادہ قریب رہا ہوں اس لیے میرے لئے یہ سوال بہت معنی رکھتا ہے۔
جہاں تک بات ماں کی محبت کی ہے تو اس بابت تو تب سے لکھا جا رہا ہے جب سے حضرت انسان نے لکھنا سیکھا تھا لیکن باپ ایک ایسی ذات ہے جس کی بابت شاید باپ نے بھی کبھی کھل کر نہیں لکھا اور بھلا لکھ بھی کیسے سکتا ہے کہ باپ کی محبت کا ہر رنگ نرالا اور مختلف ہے۔ ماں کی محبت تو بچے کی پیدائش سے لے کر اس کی آخری عمر تک ایک سی ہی رہتی ہے یعنی اپنے بچے کی ہر برائی کو پس پردہ ڈال کر اسے چاہتے رہنا۔
بچپن میں بچہ اگر مٹی کھائے تو اس پر پردہ ڈالتی ہے اور باپ سے بچاتی ہے۔
نوجوانی میں بچے کی پڑھائی کا نتیجہ اچھا نہ آئے تو اس رپورٹ کارڈ کو باپ سے چھپاتی ہے اور اپنے بچے کو بچاتی ہے۔
جوانی میں بچے کا دیر سے گھر آنا باپ سے چھپاتی ہے اور اپنے بچے کو بچاتی ہے۔

ٹھیک اسی طرح جیسے جیسے بچہ بڑا اور اس کے "جرائم" بڑھتے جاتے ہیں ویسے ویسے ماں اپنے پردے کا دامن پھیلاتی چلی جاتی ہے۔
اس کے برعکس "باپ" ایک ایسی ہستی ہے جو اپنی اولاد کو

باپ کی سختی کی وجہ سمجھنی چاہیے۔

بے پناہ چاہنے کے باوجود اس پر صرف اس لیے ہاتھ اٹھاتا ہے کہ کہیں بچہ خود کو بڑے نقصان میں مبتلا نہ کر بیٹھے، اس کی پڑھائی پر سختی برتتا ہے کہ کہیں اس کا بچہ کم علم ہونے کے باعث کسی دوسرے کا محتاج نہ بن کر رہ جائے، بچے کا رات دیر سے گھر آنا اس لیے کھٹکتا ہے کہ کہیں کسی بری لت میں مبتلا ہو کر بچہ اپنی صحت اور مستقبل نہ خراب کر بیٹھے۔
یعنی بچے کے بچپن سے لے کر قبر تک باپ کی زندگی کا محور اس کا بچہ اور اس کا مستقبل ہی رہتا ہے۔ جہاں ماں کی محبت اس کی آنکھوں سے اور عمل سے ہر وقت عیاں ہوتی ہے وہیں باپ کی محبت کا خزانہ سات پردوں میں چھپا رہتا ہے۔ غصہ، پابندیاں، ڈانٹ، مار، سختی یہ سب وہ پردے ہیں جن میں باپ اپنی محبتوں کو چھپا کر رکھتا ہے کہ بھلے اس کی اولاد اسے غلط سمجھے پر وہ یہ سب پردے قائم رکھتا ہے کہ اس کی اولاد انہی پردوں کی بدولت کامیابی کی سیڑھیاں چڑھنا شروع کرتی ہے۔
میرے ابو جی غصہ کے انتہائی سخت ہیں۔ ہم بھائیوں پر بہت سختیاں کیں، اور شاید نوجوانی میں ہمیں ہمارا باپ دنیا کا سب سے برا اور ظالم باپ لگتا تھا کہ جو نہ ہی دوستوں کے ساتھ رات گئے تک بیٹھنے دیتا ہے اور نہ ہی جیب خرچ اتنا زیادہ دیتا ہے کہ ہم فضول عیاشیاں کر سکیں۔
مار باقی بھائیوں نے تو اتنی نہیں کھائی لیکن اپنی عجیب حرکات پر میں نے بہت مار کھائی ہے۔
آج جب اپنے بچپن کے دوستوں کو نشے یا دیگر خرافات میں مبتلا دیکھتا ہوں تو اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ ہمارے والد صاحب نے ہم پر سختیاں برتیں جس کی بدولت آج کسی بھی طرح کے نشے سے خود کو بچائے رکھا ہے۔ اور آج اس مقام پر کھڑے ہیں کہ اپنے والدین کا سر فخر سے بلند رکھ سکیں۔
لیکن کیا آپ کو معلوم ہے؟۔
کہ باپ سانسیں لیتے ہوئے بھی مر جاتے ہیں، جیسے جیسے اولاد کا اختیار بڑھتا اور والد کا اختیار گھٹتا جاتا ہے ویسے ویسے ہی باپ "مرنا" شروع ہو جاتا ہے۔ جب بچہ طاقتور جوان ہونے لگتا ہے تو باپ کا ہاتھ بعض اوقات اس خوف سے بھی اٹھنے سے رک جاتا ہے کہ کہیں بیٹے نے بھی پلٹ کر جواب دے دیا تو اس قیامت کو میں کیسے سہوں گا؟
جب بچے اپنے فیصلے خود لینے لگیں اور فیصلے لینے کے بعد باپ کو آگاہ کر کے "حجت" پوری کی جانے لگے تو بوڑھا شخص تو زندہ رہتا ہے پر اس کے اندر کا "باپ" "مرنا شروع ہو جاتا ہے۔
باپ اس وقت تک زندہ ہے جب تک اولاد پر اس کا حق قائم ہے جس اولاد سے اس نے اتنی محبت کی کہ اپنے دل پر پتھر رکھ کر اسے تھپڑ بھی مارا، اولاد کے آنسو بھلے کلیجہ چیر رہے ہوں پر پھر بھی اس لیے ڈانٹا کہ کہیں نا سمجھ اولاد خود کو بڑی تکلیف میں مبتلا نہ کر بیٹھے۔
چونکہ والد صاحب کا ہماری زندگی پر ہمیشہ اختیار رہا ہے لہٰذا عمر کے اس حصے میں بھی کوشش ہوتی ہے کہ ابو کو بھی احساس نہ ہو کہ اب ہم "بڑے" ہو گئے ہیں یا ان کی اہمیت کم ہو چکی ہے لہٰذا پیسے ہونے کے باوجود اپنے ہر کام کے لئے ابو جی سے پیسے مانگنا اچھا لگتا ہے، رات اگر کسی پروگرام سے واپسی پر دیر ہو جانے کا خدشہ ہو تو آدھا گھنٹے ابو جی کی پہلے منتیں کرنی پڑتی ہیں کہ پلیز جانیں دیں جلدی واپس آ جاؤں گا۔
سڑک پار کرتے ہوئے ابو جی آج بھی ہمارا ہاتھ پکڑ کر رکھتے ہیں اور ہم بھائی دل ہی دل میں ہنستے ہوئے اور آس پاس کھڑے لوگوں کی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے ابو کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کرتے ہیں۔
باپ کی محبت اولاد سے ماسوائے اس کے اور کچھ نہیں مانگتی کہ "باپ" کو زندہ رکھا جائے۔ پھر چاہے وہ چارپائی پر پڑا کوئی بہت ہی بیمار اور کمزور انسان ہی کیوں نہ ہو، اگر اس کے اندر کا "باپ" زندہ ہے تو یقین جانیے اسے زندگی میں اور کسی شے کی خواہش اور ضرورت نہیں ہے۔
اگر آپ کے والد صاحب سلامت ہیں تو خدارا ان کے اندر کا "باپ" زندہ رکھیے یہ ان کا آپ پر حق بھی ہے اور آپکا فرض بھی ہے!!
جزاک اللہ خیر۔

☆☆☆

پھول بڑا مقبول

''پھول'' کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ چھوٹے بڑے سب ہی اس کو پسند کرتے ہیں۔ جب ان کو ''پھول'' پیش کیا جاتا ہے تو وہ نہ صرف خوش ہوتے ہیں بلکہ اس کے اعلیٰ معیار کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ ''پھول'' کے قارئین کے لیے اپنے پیغام (آٹوگراف) سے بھی نوازتے ہیں۔ مختلف شخصیات کو ''پھول'' پیش کرتے ہوئے چند تصاویر پیش خدمت ہیں۔

معروف افسانہ وناول نگار سابق ایم این اے بشریٰ رحمٰن کو ''پھول'' پیش کرتے ہوئے۔

کراچی میں صدر ہمدرد فاؤنڈیشن سعدیہ راشد کو ان کے دفتر میں ''پھول'' پیش کرتے ہوئے۔

محمد شعیب مرزا پرو وائس چانسلر منہاج یونیورسٹی ڈاکٹر شاہد سرویا کو ''پھول'' پیش کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر ''پھول'' محمد شعیب مرزا چیئرمین منہاج یونیورسٹی وصدر منہاج القرآن انٹرنیشنل فیڈرل کونسل ڈاکٹر حسین محی الدین کو ''پھول'' پیش کر رہے ہیں۔

کوآرڈی نیٹر متحدہ علماء بورڈ علامہ ضیاء الحق نقشبندی اور مولانا شاہد قادری کو ''پھول'' پیش کرتے ہوئے۔

کراچی میں تحریک پاکستان کے گولڈ میڈلسٹ کارکن اور جناح مسلم لیگ کے صدر آزاد بن حیدر کو ''پھول'' پیش کر رہے ہیں۔

شانزہ

املی مرچ مٹن مصالحہ

اجزاء:۔ بکرے کا گوشت 1 کلو، سبز الائچی 3 عدد، پیاز (پیسٹ) 1 کپ، کوکونٹ ملک 1/2 کپ، مٹن یخنی 200 ملی لیٹر، ثابت دھنیا (پاؤڈر) 1 چائے کا چمچ، لال مرچ پاؤڈر، کالی مرچ، دار چینی پاؤڈر، لال مرچ، الائچی پاؤڈر آدھا آدھا چائے کا چمچ، ادرک لہسن پیسٹ 2 کھانے کے چمچ، املی کا گودا 3 کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، ہرا دھنیا، ہری مرچ حسب ضرورت۔

ترکیب:۔ ایک پیالے میں گوشت ڈال کر اس میں لال مرچ، کالی مرچ، الائچی، دار چینی پاؤڈر، پسا ہوا دھنیا اور املی کا گودا ملا کر مکس کریں اور 2 سے 4 گھنٹے تک رکھ دیں۔ اب ایک پین میں تیل ڈال کر گرم کریں اور لہسن ادرک کا پیسٹ اور پیاز ڈال کر گولڈن براؤن کرلیں۔ پھر اس میں گوشت ڈال کر مصالحے شامل کرکے تین سے چار منٹ تک بھون لیں۔ اب یخنی شامل کریں اور تیز آنچ پر پکائیں اور گوشت گلالیں پھر کوکونٹ ملک اور الائچی پاؤڈر ڈال کر پکنے دیں جب پانی خشک ہوجائے اور تیل اوپر آنے لگے تو ہرا دھنیا ڈال کر کچھ منٹ مزید پکائیں۔ تیار ہونے پر ڈش آؤٹ کرلیں مزیدار املی مرچ مٹن مصالحہ تیار ہے۔

مٹن بریانی

گوشت ایک کلو چاول، ایک کلو، سرخ مرچ پچاس گرام پسی ہوئی، نمک حسب ذائقہ، آلو بخارا پچیس گرام، کیوڑا دس گرام، ٹماٹر پچاس گرام، پیاز پچاس گرام، ہری مرچ پچیس گرام، لہسن بیس گرام، گرم مصالحہ پانچ گرام پسا ہوا، ہلدی بیس گرام، ثابت گرم مصالحہ دس گرام، زردے کا رنگ پانچ گرام، اشرفی کا مربہ سو گرام، دہی سو گرام، ہرا دھنیا ایک گڈی، ادرک بیس گرام، پودینہ ایک گڈی، آئل دو سو پچاس گرام۔

ترکیب:۔ پیاز لچھے دار کاٹ کر آئل میں ہلکی براؤن کرلیں اور الگ نکال کر رکھ دیں۔ اسی آئل میں لہسن، ادرک سنہری رنگت ہونے تک بھونیں اور سرخ مرچ، ہلدی، ثابت گرم مصالحہ ڈال دیں اور تھوڑا تھوڑا بھونیں۔ پھر گوشت شامل کرکے اتنا پانی ڈالیں کہ گوشت گل جائے۔ جب گوشت گل جائے تو اسے بھون لیں۔ چاولوں کو ایک کنی ابال لیں اور ایک الگ کھلی دیگچی میں گوشت کا سالن ڈالیں۔ ٹماٹر، ہرا دھنیا، پودینہ اور ہری مرچ کاٹ کر شامل کرلیں اور پسا ہوا گرام مصالحہ بھی ڈال دیں۔ دہی میں زردے کا رنگ اور آلو بخارا شامل کرکے وہ بھی سالن کے اوپر ڈال دیں۔ اب ان کے اوپر سارے چاول ڈال دیں اور چاول کے اوپر تھوڑا سا کیوڑا اور اشرفی کا مربہ ڈال کر دم پر لگا دیں۔ آخر میں اوپر سے براؤن کی ہوئی پیاز ڈال دیں۔

فش بریانی

مچھلی کے قتلے ایک کلو، چاول ایک کول، نمک حسب ذائقہ، ادرک لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچ، پیاز دو عدد درمیانی، ٹماٹر تین عدد درمیانے سائز کے، لال مرچ پسی ہوئی ایک کھانے کا چمچ، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، میتھی دانہ چند دانے، ارائی آدھا چائے کا چمچ، آئل آدھی پیالی۔

ترکیب:۔ دیگچی میں آئل کو دو سے تین منٹ ہلکا گرم کریں اور اس میں میتھی دانہ، رائی، کڑی پتہ اور ہری مرچیں ڈال کر کڑکڑائیں۔ پھر پیاز ڈال کر سنہری فرائی کرلیں، لہسن ادرک اور ٹماٹر ڈال کر کچھ دیر تک بھونیں یہاں تک کہ دونوں چیزیں اچھی طرح گل جائیں اور تیل علیحدہ ہوجائے۔ نمک لال مرچ، ہلدی اور دھنیا ڈال کر ہلکا سا پانی کا چھینٹا ڈالیں اور مزید کچھ دیر تک بھونیں اور بھوننے کے بعد اس کے اندر مچھلی کے قتلے ڈال دیں۔ تین سے چار منٹ پکا کر احتیاط سے مچھلی کو علیحدہ نکال لیں اور اس مصالحے میں چاول ڈال کر اچھی طرح بھونیں اور مزید کچھ دیر کے لئے پکنے دیں۔ ڈھک کر درمیانی آنچ پر خشک ہونے تک پکائیں اوپر سے مچھلی کے قتلے رکھ کر ہلکی آنچ پر پانچ سے سات منٹ کے لئے دم پر رکھ دیں، مچھلی کے قتلوں کو اٹھا کر علیحدہ رکھیں پھر بریانی کو ڈش میں نکال کر اوپر ان قتلوں کو سجا کر گرم گرم پیش کریں۔

کرڈش پلاؤ

اجزاء:۔ باسمتی چاول آدھا کلو، پیاز درمیانے سائز کی دو عدد، ثابت سرخ مرچ چھ عدد (چوپ کرلیں) بڑی الائچی دو عدد (دانے نکال لیں) لونگ چھ عدد، زعفران ایک چٹکی، ہلدی آدھا چائے کا چمچ، ٹماٹر کا پیسٹ دو کھانے کے چمچ، تیز پات دو عدد، لہسن تین جوئے (چوپ کرلیں)، ہرا دھنیا ایک گٹھی، گاجر ایک عدد (کٹی ہوئی) کشمش آدھا کپ، انجیر تازہ یا خشک دو عدد، کھجور 5 عدد، بادام 25 گرام، پستہ 25 گرام، کاجو 25 گرام، گھی ایک کپ، پانی آٹھ کپ

ترکیب:۔ چاول دھو کر پانی میں بھگنے کیلئے الگ رکھ دیں، ایک پتیلی میں گھی گرم کرکے اس میں پیاز اور ثابت سرخ مرچ کو نرم کرلیں، اب اس میں زعفران، ہلدی، الائچی کے دانے، لونگ، تیز پات، لہسن، ٹماٹر کا پیسٹ ڈال کر مصالحہ بھونیں، کٹی ہوئی گاجر ڈال کر پانی لگا دیں، اس میں نمک ڈالیں اور ایک ابال آنے پر اس میں چاول ڈال دیں، چاول تھوڑے نرم ہوجائیں تو اس میں کشمش، کاجو، انجیر، پستہ، بادام اور کھجوریں ڈال کر کچھ دیر کیلئے ڈھکن بند کردیں، جب چاولوں کا پانی خشک ہونے لگے تو اس پر ہرا دھنیا چھڑک کر دس منٹ کیلئے دم پر رکھیں اور کسی ڈش میں نکال کر پیش کریں۔

☆☆☆

عائشہ طارق

مصور پاکستان علامہ اقبالؒ

پنجاب میں دریائے چناب کے قریب واقع شہر سیالکوٹ جہاں محلہ کشمیر مسجد دروازہ کے قریب مکان میں 9 نومبر 1877ء کو شیخ نور محمد کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام انہوں نے محمد اقبال رکھا۔ محمد اقبالؒ کی والدہ کا نام امام بی بی تھا اور دادا کا نام محمد رفیق تھا۔ محمد اقبالؒ آگے جا کر حکیم الامت اور شاعر مشرق کے نام سے جانے گئے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے سن بلوغت تک پہنچتے ہی دینی و دنیوی علوم حاصل کر لیے تھے۔ مولوی حسن کے ہونہار شاگرد اقبالؒ نے عربی، فارسی، اردو، ادبیات، علم و حکمت اور تصوف وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ اقبال نے میٹرک کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن سے کامیابی حاصل کی۔ تمغہ و وظیفہ پایا۔ 1995ء میں ایف اے، 1997ء میں بی اے 1899ء میں ایم اے فلسفہ کا امتحان دیا اور کامیابی حاصل کی۔ 1905ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے جہاں فلسفہ اور اخلاق کی ڈگری لی، میونخ یونیورسٹی جرمنی سے ڈاکٹر آف فلاسفی کی ڈگری لی۔ اور اس دوران ہی بیرسٹر ہو گئے۔ 1908ء میں وطن واپس آ کر وکالت شروع کر دی۔

علامہ محمد اقبالؒ تہجد گزار تھے۔ تہجد کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر آرام فرماتے پھر فجر کی نماز ادا کرتے۔ نماز ادا کرنے کے بعد خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ گلے کی تکلیف کے بعد تلاوت کرتے لیکن آہستہ آواز میں۔ کھانے میں علامہ اقبالؒ ماش کی دال، پلاؤ، قیمہ بھرے کریلے پسند فرماتے۔ کھیلوں میں پہلوانوں کی کشتی شوق سے دیکھتے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شاعری کے ذریعے نوجوانوں میں بیداری پیدا کی۔ انہیں آزادی کی جدوجہد کی طرف راغب کیا۔ اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو تعلیم کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے اجلاس میں تاریخی خطبہ پڑھا۔ جس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔

علامہ محمد اقبالؒ بہت نرم دل تھے۔ شاذ و نادر ہی غصے میں آتے۔ ان کے گھریلو خدمت گار علی بخش بتاتے ہیں کہ ایک دن گھر میں چور گھس آیا، کسی نے اس کی پٹائی شروع کر دی۔ علامہ اقبالؒ نے مارنے والوں کا ہاتھ پکڑا اور بولے چور کو مت مارو۔ پھر چور کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور رخصت کر دیا۔ عالم اسلام کا یہ عظیم مفکر، شاعر 21 اپریل 1938ء کو لاہور میں خالق حقیقی سے جا ملا۔ بادشاہی مسجد کے جنوب میں آخری آرام گاہ میں آرام فرما ہے۔ قوم نے عظیم مفکر اور شاعر کو حکیم الامت شاعر مشرق کا خطاب دیا۔
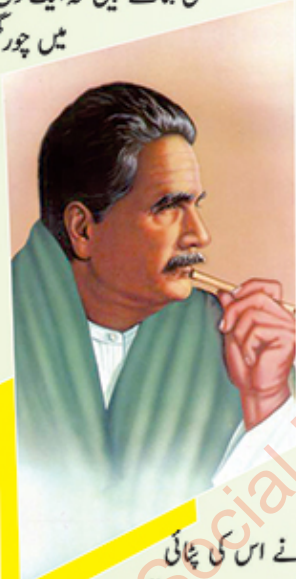
خدا علامہ محمد اقبالؒ کی لحد پر رحمتوں کا نزول کرے۔ آمین۔

موجودہ حکومت ادب وثقافت کے فروغ کے لیے تمام اقدامات بروئے کار لا رہی ہے۔ڈاکٹر ندیم شفیق ملک

حکومت کو چاہیے کہ بچوں کے رسائل کو اشتہارات اور بچوں کے ادیبوں کو مراعات دے۔محمد شعیب مرزا

ایڈیٹر ''پھول'' کی سیکرٹری قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن سے ملاقات،''پھول'' اور اپنی کتابیں پیش کیں۔

محمد شعیب مرزا سیکرٹری قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن ڈاکٹر ندیم شفیق ملک کو ماہنامہ ''پھول'' اور اپنی کتابیں پیش کر رہے ہیں۔

ایڈیٹر ماہنامہ ''پھول'' وصدر پاکستان چلڈرن میگزین سوسائٹی محمد شعیب مرزا نے ایوان اقبال میں معروف سکالر، بہت سی کتابوں کے مصنف اور سیکرٹری قومی تاریخ وادبی ورثہ ڈویژن ڈاکٹر ندیم شفیق ملک سے ملاقات کی۔اس موقع پر اکادمی ادبیات اطفال کے سیکرٹری وسیم عالم بھی ان کے ہمراہ تھے۔محمد شعیب مرزا نے ڈاکٹر ندیم شفیق ملک کو عہدہ سنبھالنے اور اس کے فوراً بعد ملک بھر کے ادبی وثقافتی اداروں کے دوروں اور ہنگامی اقدامات پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ حکومت نے قائداعظم محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ اقبال کے ایک سچے عاشق کو اس عہدے پر تعینات کیا ہے۔ جنہوں نے خود بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ادیبوں اور ناشرین کے مسائل سے آگاہ ہیں۔امید ہے کہ آپ ان مسائل کے حل کے لیے بھرپور اقدامات کریں گے۔

محمد شعیب مرزا نے ڈاکٹر ندیم شفیق ملک کو بچوں کے رسائل، بچوں کے ادب اور بچوں کے ادیبوں کے مسائل ومطالبات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں اس وقت تقریباً 35 رسائل شائع ہو رہے ہیں جو شدید مالی مشکلات کا شکار ہیں۔ بہت سے رسائل بند ہو چکے ہیں اور بہت سے مشکل سے اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہیں۔حکومت کو چاہیے کہ بچوں کے رسائل کو نرم شرائط پر اشتہارات فراہم کرے تا کہ وہ اپنی اشاعت برقرار رکھ سکیں۔انہوں نے مزید کہا کہ بچوں کے ادیب نئی نسل کی تعلیم، تربیت، تفریح اور کردار سازی کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں اس لیے ان کی حوصلہ افزائی کرنا ضروری ہے۔ تمام سرکاری ادبی اداروں میں بچوں کے ادب کا شعبہ قائم کیا جائے۔ بین الصوبائی اور بین الاقوامی ادبی وفود میں بچوں کے ادیبوں کو بھی شامل کا جائے۔حکومت ہر سال مختلف شعبوں میں اعلیٰ خدمات پر صدارتی ایوارڈ (سول ایوارڈز) دیتی ہے۔بچوں کے ادب کی اہمیت کے پیش نظر بچوں کے ادیبوں کو صدارتی ایوارڈ دیے جائیں۔سرکاری ادبی ادارے اکادمی ادبیات پاکستان، اقبال اکیڈمی وغیرہ ہر سال کتابوں پر ایوارڈ دیتے ہیں۔ اسی طرح بچوں کے لئے لکھی جانے والی کتابوں پر بھی ہر سال کم از کم ایک لاکھ روپے کا انعام دیا جائے۔ حکومت پبلک لائبریریوں اور تعلیمی اداروں کو پابند بنائے کہ وہ ماہانہ بنیادوں پر بچوں کے لئے شائع ہونے والے رسائل اور کتابیں خریدیں۔ حکومت اس کیلئے انہیں بجٹ فراہم کرے۔حکومت بچوں کیلئے کام کرنے والی ادبی تنظیموں کو ان کی کارکردگی کے مطابق سالانہ گرانٹ فراہم کرے۔بچوں کیلئے کتب شائع کرنے کے لئے سستا کاغذ اور رسائل وکتب کی ترسیل کے لئے ڈاک کے نرخوں میں رعایت دی جائے۔

ڈاکٹر ندیم شفیق ملک نے نہایت دلچسپی اور ہمدردی سے تمام گزارشات کو سنا اور کہا کہ موجودہ حکومت ادب و ثقافت کے فروغ کے لئے تمام وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ہر ممکن اقدامات کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کا ادب نہایت اہمیت کا حامل ہے۔خوش آئند ہے کہ آپ اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔آپ کی تمام تجاویز مناسب ہیں۔ان سب پر عمل کیا جائے گا اور آپ کو جلد خوشخبری ملے گی۔ہم نے ناشرین کے ساتھ بھی بہت سے اجلاس کیے ہیں۔ شاعروں ادیبوں سے بھی ملاقاتیں کی ہیں۔سب سے تجاویز لے رہے ہیں تا کہ ان کی روشنی میں بہتر اقدامات کیے جاسکیں۔

اکادمی ادبیات اطفال کے سیکرٹری وسیم عالم نے ڈاکٹر ندیم شفیق ملک کو بتایا کہ ہم بچوں کے ادب کے حوالے سے چار قومی کانفرنسیں اور کئی سیمینارز منعقد کروا چکے ہیں۔بچوں کیلئے کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ان کے علاوہ بچوں کے لئے شائع ہونے والی کتابوں پر ایک لاکھ روپے مالیت کے ''تسنیم جعفری ایوارڈ'' اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں کی لکھی ہوئی کتابوں پر پندرہ ہزار روپے انعام کے ساتھ ''انعم فاطمہ ایوارڈ'' کا اجرا کیا ہے۔ ہماری تجویز پر ''اخوت'' کے بانی چیئرمین ڈاکٹر امجد ثاقب نے پچاس ہزار روپے انعام کے ساتھ ''اخوت ایوارڈ'' دینے کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح رائٹرز گلڈ پنجاب نے ہماری درخواست پر بچوں کی کتابوں پر ''رائٹرز گلڈ ایوارڈ'' دینے کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا ہے۔ان کے علاوہ کئی منصوبوں پر کام جاری ہے۔

بچوں کے ادیبوں کو صدارتی ایوارڈ، بین الاقوامی دوروں میں نمائندگی، کتابوں کی اشاعت کے لئے سستا کاغذ فراہم کیا جائے: تجاویز

بچوں کے رسائل کو سرکاری اشتہارات اور ترسیل کیلئے ڈاک کے نرخوں میں خصوصی رعایت دی جائے۔

ڈاکٹر ندیم شفیق ملک نے اکادمی ادبیات اطفال کی کارکردگی کو سراہا اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔اس موقع پر محمد شعیب مرزا نے انہیں ماہنامہ پھول اپنی کتابیں اور کانفرنس کے سوینئرز پیش کیے۔

☆☆☆

ڈاکٹر ندیم شفیق ملک بچوں کے ادب کے حوالے سے محمد شعیب مرزا کی تجاویز کا مطالعہ کر رہے ہیں
۔ڈپٹی سیکرٹری ادبی ورثہ ڈویژن نذیر احمد اور وسیم عالم بھی موجود ہیں۔

قلمی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے کے لیے بے حد مفید کتاب
لکھاری بننے کے شوقین طلبہ وطالبات کے لیے
محمد اسامہ سرسری کے قلم سے

انتہائی آسان اور دل چسپ انداز میں شاعری اور
اس کے اوزان سبقاً سبقاً سکھانے والی ایک منفرد کتاب
محمد اسامہ سرسری کے قلم سے

Order now
Rs.
1075/-

0300-4611953

نام

بچے کے لیے سب مختلف نام تجویز کر رہے تھے۔آخر کار........

منزہ اکرم

اللہ تعالیٰ نے ماہم اور ایمان کو چھوٹا سا پیارا سا بھائی دیا تھا۔گھر بھر میں سب خوش تھے۔دادا، دادی، ثوبیہ پھوپھو، علی چاچو سب کی جان تھا مگر ان دونوں بہنوں کی خوشی دیدنی تھی۔ان کے لیے تو ایک ننھا سا جیتا جاگتا کھلونا ہی تھا۔چھوٹے ہاتھ پاؤں اور خود بھی چھوٹا سا! مانو بلی کی طرح روتا اور سوتے سوتے بھی ہنستا۔وہ حیران تھی کہ صرف روتا اور ہنستا تھا اور کچھ بھی نہیں کرتا۔ایمان اپنی امی سے پوچھتی!''ہم اس کو کیا کہیں؟ کیونکہ ابھی تین چار دن کا تو تھا اور نام بھی نہیں رکھا گیا تھا۔ بچے کا نام رکھنے میں بھی کتنا رومان ہوتا ہے!! پھوپھو کو زیان نام پسند تھا۔مگر چاچو اس کا نام کسی کرکٹر کے نام پر رکھنا چاہتے تھے۔ ماہم ضد پر اڑی تھی کہ ہم اس کا نام شیری رکھیں گے۔''''ہم اس کا نام رامیس رکھیں گے'' ایمان کی منطق الگ تھی۔دونوں بہنیں اسے گود میں اٹھانے کے لیے بھی لڑ پڑیں۔ماہم نے بے بی کاٹ اپنی طرف کھینچی۔ایمان نے جھپٹ کر اٹھانا چاہا۔دونوں کی لڑائی ہوگئی۔ماہم نے ایمان کا منہ نوچا۔ایمان نے اس کے بال کھینچے۔بچہ الگ بلبلانے لگا۔دونوں کو ماما سے ایک ایک چانٹا پڑا۔

دونوں ہی رو رہی تھیں کہ ان کے ابو دادا جان کو لے کر آ گئے۔ دونوں نے اپنا اپنا مقدمہ باباجان کی عدالت میں رکھ دیا۔''باباجان ہم نے بھائی کا نام شیری رکھنا ہے نا!'' اس کے بابا کہنے لگے۔''اچھا، اچھا مگر پہلے دادا جان سے مل تو لو''۔ایمان اپنے مطالبے کے حق میں ابھی بھی گلا پھاڑ کر رو رہی تھی۔اس کے بابا اسے چمکارتے ہوئے کہنے لگے''بچوں کے نام بڑوں کے مشورے سے رکھتے ہیں۔دادا جان سے تو پوچھ لو''

دادا جان کہنے لگے۔''بچوں کا نام رکھنا بہت ذمہ داری کا کام ہوتا ہے۔نام سے شخصیت تشکیل پاتی ہے۔کیونکہ جس نام سے ہم مسلسل پکارتے ہیں وہی خوبیاں شخصیت میں آتی ہیں۔اسی لیے ایسا نام رکھتے ہیں جن کا مطلب اچھا ہو''۔ ماہم اچھل کر ان کی گود میں چڑھتے ہوئے پوچھنے لگی۔''دادا جان! ایمان کہتی ہے اس کا نام رامیس رکھنا ہے۔رامیس کا کیا مطلب ہے؟'' دادا جان کہنے لگے۔''رامیس تو فرعون کا نام تھا جو حضرت موسیٰ کے زمانے میں غرق ہوا تھا۔اللہ کے نافرمان لوگوں کے نام پر بچوں کے نام نہیں رکھتے''۔ماہم نے جب دیکھا کہ ایمان کا نام مسترد ہو رہا ہے تو اس نے ایمان کا منہ چڑایا۔ایمان پھر رونے لگی۔دادا جان نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا''بہتر ہے کہ نام کا انتخاب اسماء الحسنٰی، انبیا کرام علیہم السلام یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے کیا جائے۔'' چاچو بھی فون بند کر کے آ گئے۔

دادا جان کا موڈ بچوں سے زیادہ بڑوں کو سمجھانے کا بن گیا۔وہ مزید کہنے لگے کہ'' کچھ نام رکھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع بھی کیا ہے جیسے قیصر اور پرویز! اور کون بتائے گا کہ یہ نام رکھنے سے منع کیوں کیا ہے؟'' اپنی بیٹی ثوبیہ کی طرف دیکھتے ہوئے انہوں نے سوال کیا۔''وہ مغرور اور متکبر بادشاہ تھے جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد اور خط کے ساتھ گستاخانہ رویہ رکھا تھا۔ پھر اللہ نے ان سے بادشاہت چھین کر ذلیل و رسوا کیا''۔ثوبیہ نے بھی درست جواب دیا۔

ثوبیہ کہنے لگی''ابوجان! زیان کیسا نام ہے؟'' وہ کہنے لگے ''بیٹا زیان کا مطلب ہے نقصان، خسارہ۔ہم کیوں اپنے چاند جیسے بیٹے کو نقصان یا خسارہ کہہ کر پکاریں۔یہ تو اللہ کی نعمت ہے۔'' ماہم اور ایمان حیران تھیں کہ پھر بچے کا نام رکھا کیا جائے۔''نام کا چونکہ شخصیت پر اثر ہوتا ہے اس لیے اچھے معانی والا نام رکھنا چاہیے تاکہ معاشرے میں پکارنے والے بھی عزت کریں۔جب نام رکھا جاتا ہے تو بچہ کتنا چھوٹا ہوتا ہے۔اسی لیے اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے''۔دادا ابو نے بچے کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

سب گفتگو میں شامل تھے مگر ماہم اور ایمان کی امی نے کچھ نا کہا۔وہ مسکرا مسکرا کر خاموشی سے سب کی باتیں سن رہی تھیں۔ماہم کے دادا ابو انہیں مخاطب کر کے کہنے لگے ''بہو تمھارا کیا خیال ہے تم بھی تو کچھ بتاؤ'' وہ خوشدلی سے کہنے لگی'' تایا جان آپ سب بہت اچھی باتیں کر رہے ہیں۔بہت اچھے انداز سے سمجھا رہے ہیں۔میں سن رہی تھی''۔

''مگر بیٹی تمھیں اپنی رائے بھی دینی چاہیے۔آخر تم بچے کی والدہ ہو۔'' ابو جان نے بڑے دلار سے کہا تو جھجکتے ہوئے کہنے لگیں۔''تایا جان! مجھے طٰہٰ نام بہت پسند ہے۔یہ قرآن کریم میں ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے بھی! اور یہ چھوٹا سا نام پکارنے میں بھی آسان ہے۔تایا جان آپ سب کی اجازت اور پسندیدگی ہو تو کیا ہم اس کا نام محمد طٰہٰ رکھ دیں؟''۔''واہ بھابھی جان! آخر میں بولی ہیں اور کیا خوب بولی ہیں''۔ چاچو چھیڑتے ہو کہنے لگے۔

''کتنی سمجھدار اور سیانی بہو ہے ہماری۔'' پھر سب مل کر عقیقہ کی تقریب کی منصوبہ بندی کرنے لگے۔یوں ساتویں دن ایک چھوٹی سی تقریب جس میں قریبی عزیز شریک تھے، محمد طٰہٰ کے نام کا باضابطہ اعلان کر دیا گیا۔

☆......☆......☆

رومیؒ سے ملاقات

محمد حذیفہ

مولانا رومؒ کا نام میں بچپن سے سن رہا ہوں۔ یہ اشتیاق تھا کہ کاش کبھی ایسا ہو کہ میں ان کے شہر میں جاؤں اور ان کے مقام پر حاضری دوں۔ پھر یوں ہوا کہ میں ترکی پہنچ گیا۔ میں اس خیال سے بے حد خوش تھا کہ ترکی میں مولانا رومؒ کی خدمت میں جاؤں گا، ترکی میں ہمارا قیام استنبول میں تھا لیکن استنبول پہنچ کر پتہ چلا کہ مولانا رومؒ استنبول میں نہیں ہیں۔ ان کا مقام ترکی کے ایک اور بڑے شہر بلکہ شاید سب سے بڑے شہر قونیہ میں ہے اور استنبول سے قونیہ ایک بہت طویل سفر ہے۔ ہم نے ایک دن قونیہ جانے کا پروگرام بنالیا۔ استنبول سے قونیہ کا سفر اگر ہم ریل گاڑی یا بس سے طے کریں تو بارہ گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ اس شہر تک پہنچنے کے لیے جہاں ہمارے قیام کا دورانیہ ہی بارہ گھنٹے کا تھا، بارہ گھنٹے سفر میں گزار دینا مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ ہم نے یہ سفر جہاز کے ذریعے کرنے کا فیصلہ کیا۔ صبح سویرے استنبول سے روانہ ہوئے۔

جہاز میں ہمارے ساتھ ایک خاتون بیٹھی تھیں جو ترک نژاد اطالوی تھیں۔ راستے میں ان سے کچھ باتیں ہوئیں لیکن وہ مولانا رومؒ کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھیں۔ ہم ابھی جہاز میں بیٹھے ہی تھے کہ معلوم نہیں کیسے ترکی کے اسکالرز کو پتہ چل گیا کہ ہم قونیہ جا رہے ہیں اور میرے ابو کے موبائل میں کالز کی گویا بارش شروع ہوگئی۔ کچھ کالرز مطالبہ کر رہے تھے کہ آپ ترکی آئے ہیں تو انقرہ بھی آئیں۔ کچھ کالرز گلہ کر رہے تھے کہ آپ قونیہ میں زیادہ وقت کے لیے آئیں اور ہماری یونی ورسٹیوں کو بھی وقت دیں۔ کالرز کا شکوہ یہ بھی تھا کہ استنبول سے قونیہ جائیں تو انقرہ راستے میں آتا ہے اس لیے آپ انقرہ ضرور آئیں۔ انھیں معلوم نہیں تھا کہ ہم سڑک سے نہیں جہاز سے قونیہ جا رہے ہیں۔ قونیہ کے اسکالرز خوش تھے کہ ہم قونیہ آرہے ہیں چنانچہ وہاں ہمیں ایرپورٹ سے لینے کے لیے بہت سے میزبان متحرک ہوگئے۔ کچھ لوگ ہمیں لینے کے لیے ایرپورٹ پہنچنے لگے، کسی نے ہمارے لیے گاڑی بھی بھیج دی، لیکن ان سے پہلے کسی اور نے سرعت دکھائی اور ہمیں جہاز سے اترتے ہی ایئرپورٹ سے لے بھی لیا۔ یہ کون تھا، یہ گاڑی کس نے بھیجی تھی، ہمارا میزبان کون تھا؟ مجھے کچھ معلوم نہ تھا...... بس یوں لگ رہا تھا جیسے مولانا رومیؒ خود ہمیں بلا رہے ہوں...... وہ گاڑی ہمیں لے کر ایرپورٹ سے نکلی اور قونیہ کی سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ ہم ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں ایک بزرگ لیکن حقیقت میں جوان شخصیت کھڑی ہمارا انتظار کر رہی تھی۔

یہ شخصیت کیا تھی یہ بھی ایک پراسرار بات کی طرح ہے۔ ان سے ملاقات نے ایک بار پھر میرے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ ہم یہاں کسی روحانی طاقت کے زیرِ اثر آئے ہیں جو ہماری راہ نمائی کر رہی ہے۔ اس شخصیت سے ملاقات کے چند ہی لمحوں میں میں تو انگشت بدنداں رہ گیا۔ وہ نہایت صفائی کے ساتھ اردو بول رہے تھے۔ پہلے تو میں سمجھا کہ یہ کوئی پاکستانی ہیں لیکن پھر انھوں نے خالص عربی میں باتیں کرنا شروع کردیں اور میں یہ سمجھنے لگا کہ ان کی مادری زبان عربی ہے۔ یہ خیال ابھی دماغ میں پختہ ہو ہی رہا تھا کہ انھوں نے ڈرائیور سے ترکی زبان میں گفت و شنید شروع کردی۔ ان کی مختلف زبانوں میں مہارت کی تعریف کی گئی تو انھوں نے بہترین فرنگی لہجے میں انگریزی بولنا شروع کردی اور فرمانے لگے کہ ابھی کچھ اور زبانیں بھی ہیں جن سے آپ شناسا نہیں۔ ان سے ان کی جائے پیدائش پوچھی تو پتا چلا کہ وہ عرب ہیں نہ انگریز بلکہ وہ ترکمانستان سے تعلق رکھتے ہیں البتہ ان کی والدہ کا تعلق پاکستان کے شہر پشاور سے تھا۔ اس شخصیت کا نام Erkan Turkamen تھا۔

انھوں نے اپنی کچھ کتابیں ابو کو پیش کیں اور اس دوران میں باتیں بھی ہوتی رہیں۔ اس گفتگو کے دوران ہی ہم مولانا رومؒ کے مزار پر پہنچ گئے۔ اب تک کی گفتگو سے میں سمجھ چکا تھا کہ ڈاکٹر ارکان ترکمان بین الاقوامی سطح پر رومی شناس کے طور پر جانے جاتے ہیں اور جب انھوں نے رومیؒ پر بات شروع کی تو اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان کی فارسی بھی خوب ہے۔ مولانا رومیؒ کے مزار پر پہنچے تو انھوں نے مزار سے ملحق اضافہ شدہ کمروں پر تھوڑی سی ناگواری کا اظہار بھی کیا اور کہنے لگے کہ مجھے ان چیزوں میں دلچسپی نہیں اور اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ میں یہاں ہزار بار آیا ہوں۔ ہم وہاں پہنچے تو کسی نماز کا وقت تو نہیں تھا لیکن ابو نے چاہا کہ وہ مولانا رومؒ کے مزار میں وضو کے ساتھ داخل ہوں۔ میں اور ابو وضو کرنے ایک نلکے کے پاس گئے جس پر ہمیں کچھ سیاح خواتین ملیں۔ ان سے ابو کی کچھ گفتگو ہوئی تو پتہ چلا کہ وہ یہاں محض سیاحت کے لیے آئی ہیں۔ انھیں مولانا رومؒ یا اس جگہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ یہ دیکھ کر کہ وہ مولانا رومؒ کو بھی نہیں جانتی تھیں مجھے بہت حیرت ہوئی۔ ابو نے انھیں مولانا رومؒ کا تعارف کروایا اور ان کی عظمت کے بارے میں بتایا تو وہ حیرت سے کہنے لگیں اچھا واقعی......؟۔

جب میں وضو کر کے آگیا تو ان کے ساتھ ایک درخت کے نیچے رکھے ہوئے بنچ پر بیٹھ گیا۔ انھوں نے میرے ساتھ بہت سی باتیں کیں۔ انھوں نے ایک پاکستانی اسکالر سے اپنی ملاقات کی باتیں بھی سنائیں۔

اب ہمارے سامنے ایک سبز نوکیلا گنبد تھا جس کے اندر ایک عالی شان مزار تھا۔ جہاں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم بھی نظر آرہے تھے۔ جہاں سے ہم مزار کے اندر داخل ہوئے۔ اس عمارت کے چہرے پر سنہری حروف میں ''یا حضرت مولانا'' لکھا ہوا تھا جو دل کو ایک عجیب تقویت بخشتا تھا۔ عمارت کے سامنے ایک بہت خوبصورت فوارہ تھا جس کے پانی کو بابرکت سمجھا جاتا ہے لیکن اس وقت یہ غیر فعال تھا۔ اس فوارے کے دو اطراف پر عجائب گھر تھا جس میں سلطنت عثمانیہ کے زمانے کی چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ جن کا مولانا رومؒ

سے تعلق واضح نہیں تھا۔ ہم مزار کی عمارت میں داخل ہوئے تو پتا چلا کہ اس میں داخلے کے دو راستے ہیں یا شاید ایک داخلے کا راستہ ہے اور دوسرا باہر نکلنے کا۔ اندر داخل ہوں تو چھت میں انتہائی خوبصورت خطاطی کے ساتھ آیات لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہیں اور سامنے دوبارہ "یا حضرت مولانا" لکھا ہوا ملتا ہے۔ یہاں بہت ہجوم تھا جس کی وجہ سے ہم زیادہ دیر کھڑے ہو کر اس جگہ کا پورا مزہ نہ لے سکے۔ اس ہجوم کو دیکھ کر دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اپنے خاص بندوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی کیسا غیر معمولی مقام دیتے ہیں اور دوسروں کو ان کا مقام دکھا بھی دیتے ہیں۔ دنیا میں کتنے انسان آئے اور چلے گئے لیکن ان میں سے کتنے ہیں جنھیں اس طرح یاد رکھا جاتا ہے جس طرح مولانا رومی کو یاد کیا جاتا ہے۔

مزار کی عمارت میں داخلے کے فوراً بعد ہی مولانا کے رشتہ داروں اور شاگردوں کی قبریں تھیں جن کے اوپر صوفیا کی قبور کا خاص نشان طرہ بنا ہوا تھا۔ آگے بڑھے تو خاص مولانا کا مزار تھا لیکن افسوس کہ اس وقت ان کا مزار حجاب میں تھا۔ دراصل ان دنوں مولانا کی قبر کی مرمت ہو رہی تھی اس لیے اسے ایک پردے سے ڈھانپ دیا گیا تھا اور اس پردے پر مولانا کی قبر کی تصویر بنا دی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ ترکی میں حکومت باقاعدہ ذمہ دارانہ طور پر اپنی تاریخی عمارات کا خاص خیال رکھتی ہے۔ اگرچہ پردے پر قبر کی تصویر اس طرح پرنٹ کی گئی ہے کہ قبر کو نہ دیکھنے کی کمی محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود قبر کو براہ راست نہ دیکھنے کی کمی ہمیں پھر بھی محسوس ہوتی رہی۔

قبر سے آگے بڑھیں تو مولانا سے متعلق مختلف نوادرات رکھے ہیں جن میں مولانا کا جلباب اور مولانا کی مثنوی کا قلمی نسخہ بھی موجود تھا۔ مثنوی کا پہلا صفحہ کھلا ہوا تھا مجھے مثنوی کے جو ابتدائی اشعار یاد ہیں میں نے دیکھا کہ اس نسخے میں ان اشعار کی شکل میرے یاد کیے ہوئے اشعار سے مختلف تھی۔ میں نے مثنوی کا پہلا شعر یوں یاد کیا ہوا تھا

بشنو از نے چون حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

لیکن یہاں موجود نسخے میں "کز جدائی ہا" کی جگہ "از جدائی ہا" لکھا ہوا تھا اور جب ڈاکٹر ارکان ترکمان سے بات ہوئی تو انھوں نے بھی اسی کی تصدیق کی۔ پاکستان آ کر میں نے پاکستان کے ایک ممتاز رومی شناس سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ دراصل دونوں ہی متن ٹھیک ہیں۔

☆......☆......☆

ماہر نفسیات انجمن ہلال احمر فوزیہ سعید تھیلیسیما میں مبتلا بچوں اریبہ فاطمہ اور علی حیدر کو صحت کی دعاؤں کے ساتھ "پھول" دے رہی ہیں۔

اوکاڑہ سے ندا نذیر نے سوئی دھاگے سے یہ فن پارہ بنا کر بھیجا ہے۔

بحث

ایلی سن سے کسی نے پوچھا: "آپ اتنے خوش کیسے رہتے ہیں؟"
ایلی سن نے کہا: "میں بیوقوف لوگوں سے بحث نہیں کرتا۔"
پوچھا: "پھر کیا کہتے ہیں؟"۔
ایلی سن بولا: میں انھیں جواب دیتا ہوں کہ "آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"
پوچھنے والے نے کہا: "پھر بھی اپنی بات یا اپنا موقف منوانے کے لئے، اسے قائل کرنے کے لئے آپ کو اسے کوئی دلیل کوئی جواز تو دینا چاہیے۔"
اس پر ایلی سن نے پوچھنے والے کو تاریخی جواب دیا:
"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"

صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب ڈاکٹر عارف علوی ایف پی سی سی آئی کی ساتویں اچیومنٹ ایوارڈز کی تقریب منعقدہ اسلام آباد میں ہمدرد پاکستان کی چیئر پرسن محترمہ سعدیہ راشد کو مقبول عام مشروب روح افزا کی بیسٹ ایکسپورٹ پر ایف پی سی سی آئی اچیومنٹ ایوارڈ 19-2018 دے رہے ہیں۔ اس موقع پر ایف پی سی سی آئی کے معزز عہدیداران وار اکین محترم بھی موجود ہیں۔

ہونہار طالب علم عمران حیدر کا اعزاز

پاسبان ملت سکول چوک اعظم ضلع لیہ کے ہونہار طالب علم عمران حیدر نے سہ ماہی امتحانات میں 150 میں سے 146 نمبر لے کر سکول میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ فوجی بن کر ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔

الحمرا کی عمارت بے حد خوبصورت ہے جسے دیکھنا اعزاز سے کم نہیں۔ کیون سی شارپ

صوبائی ڈائریکٹر یو ایس ایڈ کیون سی شارپ کا دورہ الحمرا

صوبائی ڈائریکٹر یو ایس ایڈ کیون سی شارپ (Mr. KEVIN C SHARP) نے لاہور آرٹس کونسل الحمرا کا دورہ کیا۔ چیئرپرسن بورڈ آف گورنرز لاہور آرٹس کونسل الحمرا منیزہ ہاشمی اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر لاہور آرٹس کونسل الحمرا اطہر علی خان نے وفد کو خوش آمدید کہا۔ وفد کو الحمرا کی ادبی و ثقافتی سرگرمیاں، میوزیکل شوز، نمائشیں، کانفرنسز، سیمینارز، ٹاک شوز، تھیٹر فیسٹیولز، علاقائی ثقافتوں پر مبنی پروگرام کے ساتھ ساتھ الحمرا میں ہونے والی بین الاقوامی سرگرمیوں سے متعلق بریف کیا گیا۔ منیزہ ہاشمی نے اس موقع پر کہا کہ الحمرا ادب و ثقافت کے میدان میں صف اول کا درجہ رکھتا ہے، احسن اقدار کے فروغ میں الحمرا کی گراں قدر خدمات ہیں۔ پروونشل ڈائریکٹر یو ایس ایڈ کیون سی شارپ نے الحمرا کی اعلیٰ مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ مثبت سوچ کے فروغ میں الحمرا کا کردار قابل ستائش ہے، الحمرا کی عمارت بے حد خوبصورت ہے جسے دیکھنا اعزاز سے کم نہیں۔ انھوں نے الحمرا کی ادبی و ثقافتی سرگرمیاں دیکھیں اور انتظامیہ کی کارکردگی کو بے حد سراہا۔ اطہر علی خان نے اپنے تاثرات میں بتایا کہ الحمرا ادب و ثقافت کا گہوارہ ہے، یہاں ہونے والی سرگرمیوں کے مثبت نتائج برآمد ہو رہے ہیں، فنون لطیفہ کے 12 شعبوں میں نوجوانوں کو تعلیم و تربیت فراہم کر رہے ہیں، ثقافتی سرگرمیوں کو بھرپور عوامی پذیرائی مل رہی ہے۔ اس موقع پر ڈائریکٹر آرٹس اینڈ کلچر ذوالفقار علی زلفی بھی ان کے ہمراہ تھے۔

ہونہار طالبہ عزرہ اعجاز کا اعزاز

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پسرور کی ہونہار طالبہ عزرہ اعجاز نے نہم کلاس میں 480 نمبر حاصل کر کے شاندار کامیابی حاصل کی۔ مذکورہ طالبہ نے پانچویں اور آٹھویں جماعت میں ریاضی میں 100% نمبر حاصل کیے اور حالیہ امتحان میں گوجرانوالہ بورڈ سے بھی ریاضی کے مضمون میں 100% نمبر حاصل کیے۔ جو ایک ریکارڈ ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ طالبہ سینئر جینئس آف سیالکوٹ ایوارڈ بھی حاصل کر چکی ہے۔

ہونہار طالبہ مہک فاطمہ کا اعزاز

غوثیہ ماڈل سکول ظفروال ضلع نارووال کی ہونہار طالبہ مہک فاطمہ D/O شاہد محمود شاہد نے جماعت نہم کے بورڈ میں 478 نمبر حاصل کر کے اپنے سکول میں اول پوزیشن حاصل کی۔ غوثیہ ماڈل سکول کی انتظامیہ اور اساتذہ کی طرف سے طالبہ کو خصوصی مبارکباد اور نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا۔

صوبائی ڈائریکٹر یو ایس ایڈ کیون سی شارپ کا الحمرا کے دورہ کے موقع پر چیئرپرسن الحمرا منیزہ ہاشمی اور ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمرا اطہر علی خان کے ہمراہ گروپ فوٹو، ڈائریکٹر الحمرا ذوالفقار علی زلفی بھی موجود ہیں۔
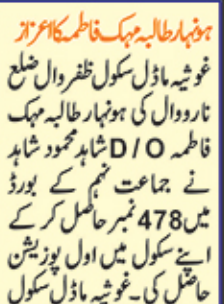
بچوں کے لکھاری شہریار احمد کی والدہ محترمہ کا گوجرانوالہ میں انتقال

بچوں کے لکھاری شہریار احمد کی والدہ محترمہ 9 محرم الحرام کو اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں۔ اور 10 محرم الحرام کے دن ان کی تدفین کی گئی۔ جن کی نماز جنازہ میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

برٹش ہائی کمیشن کی جانب سے صحافیوں کیلئے چیوننگ سکالرشپس کا اعلان

فوزیہ یونس اور شہلا قیوم کا لاہور پریس کلب کے عہدیداروں کے ساتھ گروپ فوٹو۔

لاہور پریس کلب کے تعاون سے صحافیوں کیلئے چیوننگ سکالر شپ کے اعلان کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے برٹش ہائی کمیشن میں تعینات ڈائریکٹر کمیونیکیشن اینڈ پبلک ڈپلومیسی فوزیہ یونس نے کہا کہ میں حال ہی میں اپنی خواہش پر پاکستان میں تعینات ہوئی ہوں، انہوں نے بتایا کہ میرے آباواجداد گوجر خان سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں برطانیہ میں پیدا ہوئی اور وہیں پر اپنی تعلیم مکمل کر کے برطانوی فارن سروس جوائن کی، پاکستان میں یہ بنگلا دیش اور یو اے ای کے بعد میری تیسری پوسٹنگ ہے جو میں نے اپنی خواہش پر لی ہے اور میں اردو اور پوٹھوہاری زبان روانی سے بول سکتی ہوں، انہوں نے کہا کہ برطانیہ پاکستان کے ساتھ تعلقات کو خاص اہمیت دیتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بہت جلد صحافیوں کیلئے دو ماہ کا ساؤتھ ایشیا جرنلزم پروگرام بھی متعارف کروایا جائے گا جس کیلئے جلد درخواستیں لی جائیں گی۔ برٹش ہائی کمیشن کے چیوننگ پروگرام کی سربراہ شہلا قیوم کا کہنا تھا کہ برطانیہ ہر سال پاکستان کے ذہین اور قابل افراد کو سکالرشپ کا موقع فراہم کرتا ہے، اس سال پاکستانی برطانیہ میں ایک سال کیلئے سکالرشپ حاصل کرینگے جس میں صحافی بھی شامل ہیں اور پاکستان کے لئے سکالرشپس کا کوٹہ ترجیحی بنیادوں پر ہے۔ پاکستان سے سینکڑوں سکالرز چیوننگ پروگرام کے تحت برطانیہ کی بہترین یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں ہم اس کو مزید بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

صدر مملکت عارف علوی کا پی سی بھوربن آمد پر جنرل مینجر ذوالفقار ملک دیگر خیر مقدم کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ گرلز کالج شاد باغ لاہور میں آگہی سیمینار کے موقع پر وائس پرنسپل لبنیٰ ہیثم ماہر نفسیات ڈاکٹر فوزیہ سعید، ڈاکٹر نورالزماں رفیق اور دیگر کا گروپ فوٹو

پشاور: مہمان خصوصی ڈی ڈی او (زنانہ) محترمہ حفظہ گل انٹر ڈسٹرکٹ مڈل گرلز کے بزم ادب (حسن قرأت) کے مقابلوں کی پوزیشن ہولڈر طالبات کے ہمراہ گروپ فوٹو

پشاور: مہمان خصوصی ڈی ای او (فیمیل) ثمینہ غنی ڈسٹرکٹ ہائی ہائر سیکنڈری سکولز کے افتتاحی تقریب میں ٹیبل ٹینس کھلاڑیوں کی ٹیموں کے ہمراہ گروپ فوٹو

جواد احمد۔ننکانہ صاحب

بینش اشرف۔گگھڑ

بچے پینٹنگز کے ساتھ اپنی پاسپورٹ سائز تصاویر بھی بھجوا سکتے ہیں
لائنوں والے صفحے پر تصویر بنا کر نہ بھیجیں
A/4 سائز سے بڑی تصویر نہ بھجوائیں

سلمان یوسف۔علی پور

نسیبہ عارف۔لدھڑ

مناحل نور۔ڈیرہ غازی خان

امرین فاطمہ۔پسرور

وردہ سعید۔ٹمن تلہ گنگ

اقبالؒ کے لئے ہے

ہر ایک دل میں چاہت اقبالؒ کے لئے ہے
دل کی ہر اک محبت اقبالؒ کے لئے ہے
وہ اسمِ بامسمّیٰ اقبالؒ مند ٹھہرا
خالق نے رکھی عظمت اقبالؒ کے لئے ہے
شرق وغرب میں چرچے اقبالؒ کے ہوئے ہیں
دنیا میں کتنی شہرت اقبالؒ کے لئے ہے
استاد ، پیر ، واعظ ،شاعر ادیب کے بھی
دل میں بسی عقیدت اقبالؒ کے لئے ہے
دانا حکیم وہ ہے شاعر ہے فلسفی ہے
آفاق کی یہ وسعت اقبالؒ کے لئے ہے
خالق نے اس کو بخشے دانش کے سارے موتی
یہ علم ، فضل،حکمت اقبالؒ کے لئے ہے
سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ کرم ہے اس پر
اللہ کی بھی رحمت اقبالؒ کے لئے ہے
آباء سے نسبتیں تھیں اقبالؒ کی ازل سے
اسلاف کی وراثت اقبالؒ کے لئے ہے
سکہ رواں ہے اس کا ہر ایک انجمن میں
تعلیم کی فضیلت اقبالؒ کے لئے ہے
وہ ہے جہانِ دانش وہ پاسبانِ دانش
سب عالموں کی الفت اقبالؒ کے لئے ہے
خالق نے اس کو بخشے دُرِ یقینِ کامل
ہر مخزنِ حقیقت اقبال کے لئے ہے
مولانا رومؒ کا اک ہندی مرید وہ ہے
اے ریاضؔ تیری نسبت اقبالؒ کے لئے ہے

ریاض احمد قادری۔فیصل آباد

ہونہارو

ہونہارو جُگ جُگ جیا کرو تم
دودھ جلیبی پیا کرو تم
اچھلو' کودو' کھیلو بے شک
لیکن کام بھی کیا کرو تم
میرے دیس کے چاند ستارے
حق کا روشن دیا کرو تم
پھاڑ بھی دو نخوت کی کتابیں
درسِ اخوت لیا کرو تم
بن جاؤ ماں باپ کے تارے
کام ایسا کوئی کیا کرو تم
دکھیاروں کا چاک گریباں
ہمدردی سے سیا کرو تم
کچھ باتیں نیّرؔ کی بچو
کبھی نہ کبھی سُن لیا کرو تم

امان اللہ نیّر شوکت۔لاہور

ڈینگی بھگائیں

آؤ بچو حلف اٹھائیں
مل کر ڈینگی مار بھگائیں
آس پاس رکھیں صفائی
کریں نہ اس میں کوئی کوتاہی
جہاں کہیں کھڑا ہو پانی
فوراً اس کی کریں روانی
جہاں پڑا ہو گند کا ڈھیر
پھیریں اس پر صفائی کا پھیر
یہ ڈینگی مچھر ہے نمرودی
ضروری اس کی ہے نابودی

غلام زادہ نعمان صابری۔لاہور

نعت شریف

یا نبیؐ ہیں دل بھی پتھر' آنکھ میں پانی نہیں
اس طرح بے خوف ہیں جیسے قضا آنی نہیں
رنج وغم کی دھوپ سے ہر دم بچایا آپؐ نے
آپؐ کی رحمت نے سر پر کب ردا تانی نہیں
دیکھ کر نعلین پا بے ساختہ دل کہہ اٹھا
اس سے بڑھ کر باخدا تختِ سلیمانی نہیں
لگ رہا ہے آپ کو جو میرا گھر مہکا ہوا
خوشبوئے ذکرِ نبیؐ ہے رات کی رانی نہیں
کام آئیں دور رہ کر بھی اویسی نسبتیں
جہل والوں نے نبیؐ کی قدر پہچانی نہیں
بے نیاز غم کیا ہے نسبتِ سرکارؐ نے
جب سے انؐ کا ہو گیا کوئی پریشانی نہیں
ظلم کی چکی میں انساں پس رہا ہے آج بھی
"لوگ فانی ہیں مگر لوگوں کے دکھ فانی نہیں"
نعت کے شاعر پہ سایہ ہے رفعنا کا مدام
اور اصنافِ سخن میں یہ فراوانی نہیں
لانبیؐ بعدی کا فرمان سرور ہے گواہ
وسعتِ کون و مکاں میں آپؐ کا ثانی نہیں

سرور حسین نقشبندی۔لاہور

نرالے ہیں انداز ہمارے

نوٹ

☆ صرف واضح تصاویر بھجوائیں۔
☆ پاسپورٹ سائز تصاویر یہاں شائع نہیں کی جاتیں۔
☆ ای میل سے بھجوائی گئی تصاویر شائع نہیں کی جائیں گی۔

پاکستان زندہ باد، کشمیر بنے گا پاکستان......ولی خاں مٹھا۔لندن

بادشاہی مسجد بھی خوبصورت ہے اور ہم دونوں بہن بھائی بھی۔عشاء اسد، عبداللہ، لاہور

بچوں کا سردار ہوں۔محمد طلال وقاص، نارووال

ڈاکٹر نوید انجم اور ڈاکٹر اسما سلیم کی صاحبزادی اربش انجم مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کی حالت پر فکر مند ہے۔

لیٹی رہتی ہوں مگر سب پر نظر رکھتی ہوں۔عائشہ ارسلان، لاہور

میرا تصویر اتروانے کا اسٹائل کیسا ہے؟انعم عدنان۔لاہور

جلدی تصویر بنالیں میری آنکھیں تھک گئی ہیں۔مرحا شعیب، کوئٹہ

انٹرنیشنل سکول آف جنیوا سوئزلینڈ میں میرا پہلا دن۔منہاعدن رحمٰن۔سوئٹزرلینڈ

کشمیر بنے گا پاکستان
زینب۔ایان۔مناہل۔لاہور

پانچ بہنوں کا ایک ہوں بھائی، سب پیار مجھ سے کرتے ہیں۔محمد علی مظہر؟

کون سی قوالی سناؤں؟
حسن بن راشد، فیصل آباد

مجھے کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے۔امامہ معظم، ہڑپ شہر

سرسبز پنجاب کا نعرہ ہمارا۔محمد اسامہ شاہد۔لاہور

لگتا ہے پانی بہت تتہ ہے سب ادھر آرہے ہیں۔
انیس رشید اینڈ حسنات ملک۔تتہ پانی

میں تو فوجی بنوں گا۔محمد حنظلہ شاہد۔لاہور

آہا۔ٹھنڈی ہوا۔ثمامہ شاہد۔لاہور

مسکراہٹیں

سحر ضیاء

خوف

فقیر: اللہ کے نام پر مجھے دس روپے دے دو باجی،
عورت: تمہیں شرم نہیں آتی مانگتے ہوئے۔!
فقیر: دے دو باجی ورنہ مجھے مجبوراً ایک ایسا خوفناک کام کرنا پڑے گا کہ جس کے خیال سے ہی میری روح کانپ جاتی ہے اور میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عورت نے خوفزدہ ہو کر دس روپے دے دیے اور ڈرتے ڈرتے پوچھا۔! کون سا کام؟۔
فقیر: محنت مزدوری۔

موت کے بعد زندگی

افسر کلرک سے: کیا تم موت کے بعد زندگی ملنے پر یقین رکھتے ہو......؟؟۔
کلرک: جی ہاں سر۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں......؟؟۔
افسر: کیونکہ کل جب تم دفتر سے چھٹی لے کر اپنے دادا کے جنازے میں شرکت کے لیے گئے تھے......!!
وہ تمہارا پوچھنے یہاں دفتر آئے تھے......

آزمودہ ٹوٹکا

بارش کا پانی
ایک سلور کی پتیلی میں جمع کر کے تین دن کھلے آسمان تلے رکھنے کے بعد اس پانی سے بال دھوئیں تو آپ کے بال گیلے ہو جائیں گے۔

بجلی

جب بجلی جائے......!!!
امریکی شہری پاور ہاؤس کال کرتے ہیں......
جاپانی فیوز چیک کرتے ہیں۔
اور
پاکستانی گلی میں جھانک کر کہتے ہیں۔ ہاں جی سب کی گئی ہے۔

ہم جیسا کوئی نہیں

ایک چائنیز پاکستان سے واپس گیا تو دوستوں نے پوچھا کیسا رہا پاکستان آنا جانا اور کیسے لگے وہاں کے لوگ......؟؟۔
چائنیز کا جواب بڑا ہی دلچسپ تھا:
کہنے لگا پاکستانیوں میں تین خاص باتیں مشترکہ محسوس کی ہیں۔
اول: کلائی میں گھڑی باندھتے ہیں......!!
اس بات سے اندازہ لگایا کہ یہ لوگ وقت کے بہت پابند ہیں۔
دوم: ان لوگوں نے ایک پرزہ ایجاد کیا ہے جس کا کوئی وجود تو نہیں ہے لیکن کام کرتا ہے۔

اور اس پرزے کا نام "جگاڑ" ہے۔
سوم: بہت پڑھے لکھے لوگ ہیں بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا ساری قوم ہی ڈاکٹر اور حکیم ہے۔
آپ وہاں کسی کو اپنا مرض بتا دیں وہ فوراً دوا تجویز کر دیتا ہے۔

مجبوری

دوست (آدمی سے): آج نیشنل جیوگرافک چینل پر 50 فٹ لمبا سانپ دکھانے لگے ہیں۔
آدمی (اداسی سے): وہ تو ٹھیک ہے یار، لیکن میں نہیں دیکھ سکتا۔
دوست: وہ کیوں؟۔
آدمی: ہمارا ٹیلی ویژن صرف 21 انچ کا ہے۔

تین لفظ

ٹیچر: وہ کونسے تین لفظ ہیں جو طالب علم سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں؟۔
شاگرد: مجھے نہیں پتا۔
ٹیچر: شاباش بیٹھ جاؤ۔

چوائس

ایئر ہوسٹس (مسافر سے): آپ کھانا کھائیں گے؟۔
مسافر: چوائسز میں کیا ہے؟۔
ایئر ہوسٹس: ہاں یا نہیں۔

سچا دوست

پہلا دوست: یار تم تو میرے سچے دوست ہو۔ اگر کبھی تمہارا دس سے پندرہ لوگوں سے جھگڑا ہو جائے تو گھبرانا مت......بس مجھے فون کر کے بلا لینا!
دوسرا دوست: وہ کیوں بھلا؟
پہلا دوست: کیونکہ میں نے کبھی کسی کو اتنے لوگوں سے مار کھاتے نہیں دیکھا......میری یہ حسرت پوری ہو جائے گی۔

بدلہ

ایک پڑوسن نے دوسری سے ایک کتاب پڑھنے کے لیے مانگی، پڑوسن نے کہا "بہن میں کتاب نہیں دیتی جب تک آپ کا جی چاہے یہیں بیٹھ کر پڑھ لو۔
چند دن بعد وہی پڑوسن پہلی کے گھر گئی اور جھاڑو مانگا۔
اس نے جواب دیا۔ بہن میں کسی کو جھاڑو نہیں دیتی آپ کو جتنا جھاڑو

دینا ہے۔ میرے گھر میں دے لو۔

دماغ لڑانا

استاد (دو لڑکوں سے): یہ تم دونوں آپس میں سر کیوں ٹکرا رہے ہو؟۔
لڑکا: جناب آپ ہی نے تو کہا تھا کہ ریاضی میں پاس ہونے کے لیے دماغ لڑانا ضروری ہے۔

مریض

ڈاکٹر (نوکر سے): دیکھو دروازے پر کون آیا ہے۔
نوکر: کوئی مریض ہوگا۔
ڈاکٹر: جاؤ معلوم کرو مریض نیا ہے یا پرانا۔
نوکر: نیا ہی ہوگا آپ کے پاس آ کر پرانا مریض تو مشکل سے ہی بچتا ہے۔

سکول

ایک لڑکا سڑک پر بھیک مانگ رہا تھا۔ ایک عورت نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی؟۔
تمہاری عمر کے لڑکے تو سکول جاتے ہیں۔
وہاں بھی گیا تھا لیکن کسی نے ایک پیسہ نہیں دیا۔ لڑکے نے معصومیت سے جواب دیا۔

شکاری

ایک شکاری دوستوں میں بیٹھا اپنے شکار کے قصے سنا رہا تھا کہ ایک صاحب نے پوچھا۔ کیا یہ درست ہے کہ اگر جنگل میں جا کر مشعل ہاتھ میں تھام لی جائے تو کوئی درندہ قریب نہیں آتا۔
بالکل۔ مگر اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ آپ مشعل تھام کر کتنی تیز بھاگ سکتے ہیں۔ شکاری نے جواب دیا۔

☆☆☆

Premium Quality Cereal

CEREAL BAR WITH
CENTER FILLED CHOCOLATE
CHOCOLATE FLAVOR

Energy Bar

Wheat Energy In Box Packing

پھول بڑا مقبول

انعامات کی برسات

صفحہ بتایئے

یہ ہیں صفحات کے نمبر:

1-............2-............3-............4-............5-............

نام .... ولدیت: ....

مکمل پتہ ....

فون نمبر ....

سائنس کی دنیا

سوال ....

....

....

نام .... ولدیت: ....

مکمل پتہ ....

فون نمبر ....

زبردست جملہ

جملہ ....

....

نام .... ولدیت: ....

مکمل پتہ ....

فون نمبر ....

پھول فورم

تصویر

نام ....

تاریخ پیدائش ....

مشاغل ....

مستقبل کے ارادے ....

''پھول'' نے آپ میں کیا تبدیلی پیدا کی ....

مکمل پتہ ....

فون نمبر ....

جوابات دار السلام کوئز

نام: .... ولدیت: ....

مکمل پتہ: ....

....

فون نمبر ....

(جوابات الگ کاغذ پر لکھ کر کوپن کے ہمراہ بھجوائیں)

بہترین کہانی

کہانی .... مصنف ....

نام: .... ولدیت: ....

مکمل پتہ: ....

فون نمبر ....

- ہر سلسلے کیلئے الگ الگ کوپن پُر کرنا اور ہر کوپن میں نام و مکمل پتہ لکھنا ضروری ہے۔ فون نمبر لکھنا ضروری نہیں۔
- کوپن کاٹ کر الگ الگ کر کے بھجوائیں البتہ تمام کوپن ایک ہی لفافے میں بھجوائے جا سکتے ہیں۔
- کوپن ہر ماہ کی 10 تاریخ تک مل جانے چاہئیں ورنہ قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیے جائیں گے۔
- جوابات کیلئے کوپن پر جگہ کم ہو تو الگ صفحہ استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن کوپن ہمراہ بھجوانا ضروری ہے۔

صوفی اور فلسفی

علامہ اقبالؒ نے صوفی اور فلسفہ میں فرق واضح کرنے کے لیے اپنی کتاب ''اسرارِ خودی'' میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ مولانا رومؒ طلباء کو درس دے رہے تھے کہ مشہور صوفی شمس تبریزؒ آ گئے اور ان کا درس سننے لگے۔ مولانا رومؒ علم کے دریا بہا رہے تھے اور ان کے ارد گرد کتابوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ شمس تبریزؒ نے کہا، یہ کیا شور ہنگامہ مچا رکھا ہے۔ مولانا رومؒ جو شمش تبریزؒ سے واقف نہیں تھے۔ کہنے لگے کہ چپ رہ، میری بات تیری سمجھ سے بالاتر ہے۔ شمش تبریزؒ نے خشمگیں نگاہوں سے رومی کی کتابوں کی طرف دیکھا۔ اور کتابوں کو تالاب میں پھینک دیا۔ مولانا رومؒ نے غصے کا اظہار کیا تو حضرت شمس تبریزؒ نے تالاب سے کتابیں نکالیں تو وہ بالکل خشک تھیں۔ مولانا روم بڑے حیران ہوئے اور پوچھا کہ یہ کیا؟ شمش تبریزؒ نے جواب دیا کہ بات تیری سمجھ سے بالاتر ہے۔ مولانا رومؒ درس تدریس چھوڑ کر شمش تبریزؒ کے پیچھے چلے گئے اور صوفیانہ زندگی اختیار کر لی۔

(بشارالسلام نواب، شکر گڑھ)

صفحہ بتایئے انعام پایئے — تہذین طاہر

جویریہ طاہر (لاہور)، نور فاطمہ (نارووال)، دعا خان (پشاور)، محمد احسن اقبال (میانوالی)، محمد علی عزیز (میانوالی)، حنا نذیر (اوکاڑہ)، محمد طارق عاصم (فیصل آباد)، عطیہ طارق (جڑانوالہ)، انیسہ طارق (جڑانوالہ)، نفیسہ طارق (جڑانوالہ)، ماہ نور وسیم (ڈنگہ سٹی)، ادینہ عزیز (میانوالی)، فیصل عباس (سیالکوٹ)، محمد ماجد رفیق (خانیوال)، مریم کاشف (فتح جنگ)، کاشف نعیم (فتح جنگ)، محمد بلال منشاء (لاہور)، سونیا کنول (لیہ)، نوشابہ عامر (سکھیکی)، محمد عماد (ساہیوال)، مقدس طاہر (کوٹ ادو)، سید محمد معین المصطفیٰ عزیز (وہاڑی)، تحریم سلمان (سیالکوٹ)، حافظ محمد عبدالصمد (ملتان)، عبداللہ خاں چغتائی (چیچہ وطنی)، عائشہ بانو (سیالکوٹ کینٹ)، مریم راؤ (خانیوال)، مسکان نواز (سکھیکی منڈی)، ملک محمد احسن (راولپنڈی)، مریم دُعا (شیخوپورہ)، محمد علی (میانوالی)، محمد سلیمان بٹ (راولپنڈی)، شاہ زیب احمد (راولپنڈی)، شفیق نور (راولپنڈی)، صائمہ بی بی (قصور)، احسن جاوید۔ مریم بنت کاشف (حیدرآباد)، نامعہ تحریم (کراچی)، ایم افضل (بورے والا)، عبدالباسط (کوٹ سلطان لیہ)، محمد سالار (راولپنڈی)، محمد حسان عبداللہ (چکوال)، حورین فاطمہ (راولپنڈی)، سیدہ حجاب فاطمہ (جمعہ جہلم)۔

انعامات کی برسات

صفحہ بتایئے

1۔ جویریہ طاہر......لاہور
2۔ نور فاطمہ......نارووال
3۔ دعا خان......پشاور
4۔ محمد احسن اقبال......میانوالی
5۔ محمد علی عزیز......میانوالی

صفحہ بتایئے درست جوابات

15 (i)......36 (ii)......(iii)
41......44 (iv)......52 (v)

دارالسلام کوئز

1۔ محمد عماد......ساہیوال
2۔ عبدالباسط......لیہ
3۔ زینب خان......پشاور
4۔ محمد وسیم......مری
5۔ انابیہ عمر......فیصل آباد

دارالسلام کوئز ۔ درست جوابات

(i) عبرانی زبان میں
(ii) حضرت آدمؑ کا (iii) قطب مینار (iv) برف کا (v) پنجاب کا دریائے ستلج

زبردست جملہ

1۔ فیصل عباس......سیالکوٹ
جھوٹے ہیں سب کے نعرے
میرے خدا تو ہی اک معجزہ دکھانا
2۔ احسن جاوید......جھنگ
انوکھا کام، وضع میں نرالی ہے
یہ تتلی یارب کون سی دنیا کی رہنے والی ہے
3۔ عبدالباسط......لیہ
تتلی ہوں میں تتلی ہوں
پھولوں سے میں نکلی ہوں
4۔ عبداللہ خاں چغتائی......چیچہ وطنی
نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
5۔ محمد سالار......راولپنڈی
ابھی تک پاؤں سے چمٹی ہیں زنجیریں غلامی کی
دن آ جاتا ہے آزادی کا، آزادی نہیں آتی

اکتوبر 2019ء میں شائع ہونے والے زبردست جملہ کی تصویر

اس ماہ کے جملے

1۔ انہوں نے مردِ مومن کو شاہین کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔
2۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور درود پاک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مانگتی رہی۔
3۔ جن سے محبت کی جاتی ہے ان کی ہر ادا سے عشق ہوتا ہے۔
4۔ اپنی اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔
5۔ بچے جذبے ہر چیز سے بیگانہ ہوتے ہیں۔

تین بہترین کہانیاں

اول کہانی: نایاب دھن، لکھاری: قراۃ العین خرم ہاشمی
دوم کہانی: ساشا کی بندوق، لکھاری: کوکب علی
سوم کہانی: کشمیر، لکھاری: عائشہ طارق

مقابلے میں حصہ لینے والے تمام لکھاری اپنی تحریروں کے شروع میں واضح طور پر مقابلے کا نام لکھا کریں اور تحریر کے آخر میں انعام یافتگان اپنا مکمل پتہ، والد کا نام اور فون نمبر بھجوائیں۔ نامکمل پتہ ہونے کی صورت میں انعامات نہیں بھجوائے جائیں گے۔ انعامات اعلان کے دو ماہ بعد بھجوائے جاتے ہیں۔

مسرت کلانچوی، نذیر انبالوی اور عارف عثمان اس مقابلے میں شامل نہیں ہوتے اس لئے ان کے نام نہ لکھا کریں

صفحہ بتایئے انعام پایئے

اوپر جو پانچ جملے دیے گئے ہیں وہ ''پھول'' کے مختلف صفحات پر موجود ہیں۔ وہ پانچ جملے تلاش کریں اور ''پھول'' میں موجود کوپن پر ان صفحات کے نمبر لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوا دیں اور بچوں کے لئے دلچسپ اور سبق آموز کہانیاں شائع کرنے والے ادارے ''بچوں کا کتاب گھر'' کی طرف سے قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ خوش نصیبوں کو ملیں گی 200 روپے کی کتب ہر ماہ۔

جوابات ماہنامہ ''پھول'' 23 کوئنز روڈ لاہور کے پتے پر بھجوائیں۔

سائبر کرائم سیریز

محمد حامد رانا

"خان صاحب، خان صاحب۔۔۔! براہ مہربانی آپ گاڑی تھوڑی سی آہستہ چلائیں۔ میرا فریج نہ گر جائے"۔ شکیل نے لوڈر کے ڈرائیور کو اپنے خدشات سے آگاہ کرتے ہوئے گاڑی آہستہ چلانے کی التجا کی۔ مگر خان صاحب کہاں ماننے والے تھے، قوالی کی دُھن میں مگن

ہیک شدہ واٹس ایپ کی درستگی!

،اور گاڑی کو بھی جیسے قوالی کی دُھن پر ہی چلانے کی کوشش کر رہے تھے اور ساتھ ہی گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ ابھی وہ اپنی دُھن میں مگن گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے کہ اچانک گاڑی کے سامنے کہیں سے ایک گدھا آ گیا، اور خان صاحب نے گدھے کو بچاتے ہوئے ایک دم بریک لگائی اور گاڑی جھٹکے سے رُک گئی۔ "یا اللہ خیر"۔۔ خان صاحب نے کہا اور اِس کے ساتھ ہی اُن کے موبائل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ٹون ٹون، ٹون۔۔۔!

"السلام علیکم!، خان صاحب! میں ہسپتال سے شریف حسین بات کر رہا ہوں، مجھے گھر والوں نے پیسے بھجوائے تھے جن کا کوڈ غلطی سے آپ کے موبائل پر آ گیا ہے، ،میرے والد آپریشن تھیٹر میں ہے، جلدی سے مجھے اپنے موبائل پر آنے والا کوڈ بتا دیں، تا کہ میں پیسے نکلوا کر جلدی سے اُن کا علاج کرواسکوں"۔

"اچھا میں ابھی آپ کو میسج سے دیکھ کر بتاتا ہوں۔ ۔۔۔562492"۔

"جی خان صاحب، بہت شکریہ!"۔

خان صاحب نے شکیل کو موبائل دیکھاتے ہوئے کہا۔" بیٹا میں نے اُنہیں بتا تو دیا ہے، مگر آپ ذرا چیک کر لیں کیا یہ واقعی اُن کے گھر والوں نے پیسے بھجوائے تھے یا کوئی اور معاملہ تھا"۔۔

شکیل نے جونہی میسج دیکھا تو کہا۔"انکل یہ تو آپ کے موبائل کے واٹس ایپ کا کوڈ تھا، جو آپ نے غلطی سے اُنہیں بتا دیا، اب تو آپ کا واٹس ایپ ہیک ہو جائے گا!"۔

"اوہ ماڑا!۔۔ یہ ہم نے کیا کر دیا۔۔ ہم ابھی اُس پاگل کو کال کرتا ہے"۔۔۔ خان صاحب نے یہ کہہ کر اُسی نمبر پر دوبارہ کال کرنا چاہی تو مگر وہ نمبر تو اٹینڈ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

"اچھا خان صاحب اپ اپنا واٹس ایپ تو ذرا چیک کریں"۔ جب خان صاحب نے اپنا واٹس ایپ چیک کرنا چاہا تو وہ کھل نہیں رہا تھا۔ ہیکر اپنا کام کر چکا تھا اور خان صاحب کا واٹس ایپ ہیک ہو چکا تھا اور وہ اُس پر اپنی دسترس کھو چکے تھے۔

☆☆☆

ماہ روش اپنے امتحانات دینے کے لیے اسکول وین سے کالج کی جانب رواں دواں تھی، آج اُس کا انگریزی کا پیپر تھا، اور وہ ٹیکسٹ بک پکڑے ہوئے انتہائی اہم پیرا گراف کو، جو اُس کو میڈم خدیجہ نے بتائے تھے دہرا رہی تھی۔ اُسے پوری اُمید تھی کہ جن پیرا گرافز پر میڈم نے نشانات لگوائے ہیں اُن میں سے کوئی نہ کوئی پیرا امتحان میں ضرور آئے گا، ابھی وہ دہرائی کر رہی تھی کہ اچانک اُس کے فون پر گھنٹی بجی تو وہ اچانک چونک اُٹھی۔ اُس نے آنے والی کال کو نظر انداز کیا، مگر دوبارہ اُس کے فون کی گھنٹی پھر بجنے لگی، اُس نے جب چند دفعہ فون پر بجنے والی گھنٹی کو نظر انداز کیا، وہ عام طور پر انجان نمبروں سے آنے والی کالز کو اٹینڈ نہیں کرتی تھی، مگر پھر اُس نے یہ سوچ کر فون کو اٹینڈ کر لیا کہ نہ جانے کوئی جاننے والا ہی اُسے کال نہ کر رہا ہو۔ "السلام وعلیکم! باجی میں فرزانہ بات کر رہی ہوں، میری والدہ شیخ زید ہسپتال میں داخل ہیں، اور میں نے اپنے ماموں جان سے اُن کے علاج کے لیے کچھ پیسے منگوائے تھے، مگر ایزی پیسہ کا کوڈ غلطی سے آپ کے نمبر پر آ چکا ہے، اور آپ سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی آپ مجھے وہ کوڈ لکھوا دیں تا کہ میں اپنی امی کا علاج کرواسکوں"۔ اُس لڑکی نے روتے ہوئے کہا، تو ماہ روش کا دل پسیج گیا، اور اُس نے کہا۔"اچھا، ہولڈ کرو، میں ابھی تمہیں بتاتی ہوں"۔ یہ کہہ کر اُس نے میسج میں آنے والا شارٹ کوڈ اُس کو لکھوا دیا۔

اُس نے اُس لڑکی کو کوڈ بتایا اور اپنی پڑھائی میں مشغول ہو گئی، اُس نے پھر سوچا کہ ماہم نے کہا تھا کہ وہ کچھ اہم نوٹس جو اُس نے تیار کیے تھے، میں تمہیں واٹس ایپ کر دوں گی، تم دیکھ لینا۔ جب اُس نے اُن نوٹس کو دیکھنے کے لیے واٹس ایپ آن کیا اور اُس کو کھولنا چاہا تو اُس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ اُس کا واٹس ایپ ہیک ہو گیا تھا۔ نا معلوم ہیکر اُس کے ساتھ بھی ہاتھ کر گیا تھا، اور اُس کا واٹس ایپ کا اکاونٹ بھی ہیک ہو چکا تھا۔ وہ بے حد پریشان ہو گئی۔

پورے ملک میں واٹس ایپ ہیکنگ کا گروہ سرگرم ہو چکا تھا، جس کی وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل چکا تھا، سہ پہر کو جب وہ کالج سے لوٹی تو اُس نے اپنے ابو سے بات کی اور اپنی اس پریشانی کا اظہار کیا۔

"بیٹا، آپ کو معلوم ہی ہے کہ آج کل ہیکنگ کرنے والوں کا گروہ بہت ہی سرگرم ہوا ہے، اس سے پہلے کہ آپ کا مزید نقصان نہ ہو جائے، آپ فوراً ہی ایف آئی اے، سائبر کرائم کی ویب سائٹ سے اُن کا نمبر لو، اور

اُن سے رابطہ کرو"۔

ماہ روش نے فوراً انٹرنیٹ سے نمبر نکالا اور ایف آئی اے ،سائبر کرائم کی ویب سائٹ پر رابطہ کیا۔۔"ہیلو،،، ہیلو ،،، جی کیا یہ ایف آئی اے کی سائبر کرائم کی ہیلپ لائن ہے،؟"۔

"جی، فرمایئے"۔اُسے دوسری جانب سے ایک خاتون نے فون اٹینڈ کیا۔

"میڈم میرا واٹس ایپ کا اکاؤنٹ ہیک ہو چکا ہے، میں کیا کروں؟"۔ماہ روش نے پوچھا۔

"آپ ایسا کریں، اپنے موبائل سے واٹس ایپ کو ڈیلیٹ کر دیں، اور اُس کے بعد دوبارہ انسٹال کریں، یہ پریکٹس بار بار کریں، اور جب آپ دیکھیں گی کہ آپ کے سامنے Banned لکھا ہوا آجائے گا، تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اب آپ کا اکاؤنٹ واٹس ایپ کی طرف سے بلاک ہو چکا ہے، اب نہ تو وہ ہیکر استعمال کر سکتا ہے اور نہ ہی آپ استعمال کر سکتی ہیں، اور اِس پیغام کے آنے کے 24 سے 48 گھنٹوں کے بعد آپ اپنا واٹس ایپ دوبارہ بنانے کی کوشش کریں، اور جب آپ اُس کو بنانے کی کوشش کریں گی تو آپ کو آپ کے اکاؤنٹس کی ویری فی کیشن کے لیے تصدیقی میسج وصول ہوگا، اب آپ اُس تصدیقی میسج کو استعمال کرتے ہوئے اپنا واٹس ایپ اکاؤنٹ دوبارہ بنا لیں۔لیجیے آپ کا اکاؤنٹ فعال ہوگیا۔مگر آئیندہ کے لیے کسی بھی تصدیقی میسج کو کسی کو بھی نہ بتائیں۔جب بھی ہیکر کوئی ایسی کوشش کرتے ہیں تو آپ سے تصدیقی کوڈ مانگتے ہیں، آپ نے وہ کوڈ کسی کو بھی نہیں بتانا۔اور فوری طور پر اُس پر ٹو وے ویری فی کیشن بھی فعال کریں۔اور اگر آپ اس کی درخواست بھی دے سکتے ہیں، درخواست دینے کے لیے helpdesk@nr3c.gov.pk پہ آپ کو اپنی درخواست دینے پڑے گی، جس میں اپنی تمام تر تفصیلات، نام پتہ، شناختی کارڈ نمبر، فون نمبر اور شہر کا نام لکھیں، آپ کی درخواست آپ کے متعلقہ دفتر میں بھیج دی جاتی ہے"۔

"یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا واٹس ایپ کا اکاؤنٹ فعال ہوگیا ہے"۔ماہ روش نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا۔

☆☆☆

پھول قطعہ کاریاں

سچے بچے

خواہ مخواہ تنقید کا کیا فائدہ
کیا برائی ہے اگر اچھے ہیں سب
چوٹ پر ڈنکے کی کہتے ہیں یہ بات
بولتے ہیں سچ کہ ہم بچے ہیں سب

ظفر علی راجا

ماہنامہ "پھول" نے بچوں کے رسائل میں نئی روایات قائم کی ہے اور ہر ماہ قطعہ شائع کیا جاتا ہے۔معروف شاعر دانشور اور وکیل ظفر علی راجا ہر ماہ قطعہ کاریاں کرتے ہیں۔(مدیر)

مکڑی

مکڑی ایک عجیب الخلقت جانور ہے۔اس کے آٹھ پاؤں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں۔یہ بہت ہی قناعت پسند جانور ہے۔مگر خدا کی شان کے سب سے حریص جانور یعنی مکھی اور مچھر اس کی غذائیں ہیں۔مکڑی کئی کئی دنوں تک بھوکی اور پیاسی بیٹھی رہتی ہے۔مگر اپنے جالے سے نکل کر غذا تلاش نہیں کرتی۔جب جالے کے اندر کوئی مکھی یا مچھر پھنس جاتا ہے تو یہ اس کو کھا لیتی ہے، ورنہ صبر وقناعت کر کے پڑی رہتی ہے۔مکڑی کی فضیلت یہ ہے کہ جب ہجرت کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار ثور میں تشریف فرما تھے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تن دیا تھا اور کبوتری نے انڈے دے دیے تھے۔جس کو دیکھ کر کفار واپس چلے گئے کہ اگر غار میں کوئی گیا ہوتا تو مکڑی کا جالا اور انڈا ٹوٹ گیا ہوتا۔

(مصباح فاطمہ۔درانی چھانگا مانگا)

☆☆☆

معلومات عامہ

فرحان اشرف

☆دنیا میں سب سے زیادہ ٹیکنالوجی امریکہ میں ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ جوہری توانائی امریکہ میں پیدا کی جاتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ تمباکو آسٹریلیا میں پیدا ہوتا ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ قدرتی ربر چین میں پیدا ہوتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ کافی برازیل میں پیدا ہوتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ کپاس چین میں پیدا ہوتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ گنا برازیل میں پیدا ہوتا ہے۔
☆دنیا میں سب سے زیادہ گندم چین میں پیدا ہوتی ہے۔
☆دنیا میں سب سے لمبا بندر یا گریٹ ایپ، ارجنٹائن ہے۔
☆دنیا میں سب سے لمبی پلیٹ فارم کھڑک پور، بھارت ہے۔
☆دنیا میں سب سے لمبا جانور زرافہ (6.5 میٹر) ہے۔
☆دنیا میں سب سے لمبا دریا نیل (4180 میل) ہے۔
☆دنیا میں سب سے لمبا دن 22 جون کا ہے۔

پھول کتاب گھر

تبصرے کے لئے دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

مدثر مرزا

نام کتاب: صحیح نماز نبوی۔ ادھار کے معاملات
تالیف: حافظ زبیر علی زئی۔ شیخ محمد بن صالح

قیمت: درج نہیں۔ ناشر: مکتبہ اسلامیہ۔ ہادیہ حلیمہ سنٹر۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار، لاہور فون 37232369

ہمارے ہاں بہت سے مسلمان نماز تو ادا کرتے ہیں لیکن اپنی لاعلمی اور نماز کے صحیح طریقہ ادائیگی سے لاعلمی کی وجہ سے اپنی نمازیں ضائع کر لیتے ہیں۔ اس مختصر کتاب میں نماز کا صحیح طریقہ تکبیر تحریمہ سے سلام تک بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وضو کرنے کا صحیح طریقہ، دعائے قنوت، نماز کے بعد کے اذکار، اور نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ بچوں اور بڑوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔
ادھار شہید کو بھی معاف نہیں ہے۔ ہمارے ہاں لوگ ادھار لے کر واپس نہیں کرتے۔ بعض لوگ اس کو عادت بنا لیتے ہیں اور اسے اپنی ہوشیاری سمجھتے ہیں۔ لیکن ادھار واپس کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اس کا سخت عذاب ہے۔ اس مختصر کتاب میں قرض کے آداب و حقوق، ادھار کے معاملات اور ان کی اقسام بیان کی گئی ہیں۔ ہر شخص خاص طور پر کاروباری افراد کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

نام کتاب: کشمیر ہمارا ہے، کشمیر ہمارا ہے
مرتب: ناصر زیدی

قیمت: 1500 روپے۔ ناشر: قلم فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، یثرب کالونی، بینک سٹاپ، والٹن روڈ، لاہور کینٹ۔ فون 0300-0515101
خطہ کشمیر جنت نظیر کہلاتا ہے۔ کشمیر کی خوبصورتی، اس کی وادیوں، ندی نالوں، سرسبز کھیتوں کے چرچے ہیں لیکن قیام پاکستان سے اب تک کشمیر کے ایک حصے پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ اور معصوم کشمیریوں پر ظلم و ستم نے اس خوبصورت خطے کو درد کی تصویر بنا دیا ہے۔ قائداعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ کشمیری عوام اپنی مرضی سے زندگی گزاریں۔ علالت کے دنوں میں بھی ان کی زبان پر کشمیر کا نام رہا۔ کشمیر کے حسن اور یہاں ہونے والے ظلم و جبر کو شاعروں نے موضوع سخن بنایا بے شمار نظمیں لکھی گئیں۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے کشمیر کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر
کل جسے اہل نظر کہتے تھے ایران صغیر

کشمیر کے حسن، کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی فوجیوں کے ظلم و ستم، شہادتوں اور تحریک آزادی کشمیر کے حوالے سے لکھی گئی نظموں کو ایک کتاب میں جمع کر کے نامور شاعر ناصر زیدی نے قابل قدر کام کیا ہے۔ اس وقت جب کشمیر کی آزادی کی تحریک زوروں پر ہے یہ کتاب ان کے جذبے کو توانائی بخشے گی اور محققین کے لیے بھی مفید ثابت ہوگی۔ کتاب میں نامور شعراء کی 127 نظمیں شامل ہیں۔

نام کتاب: سوچ کی طاقت
ترجمہ: یاسر سرفراز

قیمت: 500 روپے۔ ناشر: سیونتھ سکائی پبلی کیشنز، علم و عرفان پبلشرز، الحمد مارکیٹ، 40 اردو بازار، لاہور۔ فون 0300-9450911
موجودہ دور میں مقابلے کا رجحان ہے۔ ہر کوئی جلد از جلد کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لیے دنیا بھر کے مصنفین نے کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں اپنے اور دیگر کامیاب لوگوں کے تجربات بیان کیے ہیں۔ ایسے کتابوں کی مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ اس کتاب میں بنیادی طور پر بتایا گیا ہے کہ آپ کس طرح اپنی توجہ اور سوچ سے کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے آپ پر اعتماد کریں۔ اس کتاب میں 80 کے قریب ایسے نکتے بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل کر کے آپ اپنی ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل سکتے ہیں۔ اپنے اہداف پر توجہ مرکوز رکھیں اور ان تمام امکانات کا جائزہ لیں جو اہداف کے حصول میں آپ کے معاون ثابت ہو سکتے ہیں اور عمل شروع کر دیں۔ ناپسندیدہ لوگوں اور رکاوٹوں کو دور کرتے جائیں منزل آپ کے سامنے ہوگی۔ وہ لوگ جو ناکامیوں کے خوف میں مبتلا ہیں یا ان کا شکار ہیں تو اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ یہ کتاب آپ کو کامیابی کا راستہ دکھائے گی۔

نام کتاب: آؤ تحریر سیکھیں
مصنف: محمد اسامہ سرسری

قیمت: 600 روپے۔ ناشر: دار المصحف، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، فون 0300-4611953
لکھنے کا شوق ہر نوجوان کو ہوتا ہے۔ کچھ نوجوان اپنی قدرتی صلاحیتوں، اساتذہ کی رہنمائی اور مسلسل مشق کی وجہ سے اپنی صلاحیتوں کو پروان چڑھاتے ہیں اور بطور ادیب اپنا مقام بنا لیتے ہیں لیکن نوجوانوں کی زیادہ تر تعداد درست رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے ہمت ہار بیٹھتی ہے اور لکھنا چھوڑ دیتے ہیں۔
یہ بات تو طے ہے کہ ہر شخص کامیاب ادیب نہیں بن سکتا لیکن اگر اس کو صحیح رہنمائی مل جائے اور وہ مسلسل کوشش اور محنت کرتا رہے تو وہ اچھی کہانی یا مضمون لکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ قابلیت ادب میں ہی نہیں امتحانات میں بھی اس کے کام آتی ہے۔ زیادہ تر نوجوان سینئر ادیبوں سے مشاورت یا رہنمائی لینے سے ہچکچاتے ہیں۔ سینئر ادیب بھی اپنی مصروفیت یا مزاج کی وجہ سے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ ”آؤ تحریر سیکھیں“ ایک ایسی کتاب ہے جو گھر بیٹھے نوجوانوں کو ادیب بنا سکتی ہے۔ قلمی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے یہ ایک مفید کتاب ہے۔ اس میں رہنمائی کے ساتھ ساتھ مشقیں بھی دی گئی ہیں جن کے ذریعے آپ اپنی تحریروں میں نکھار پیدا کر سکتے ہیں۔ بیس اسباق پر مشتمل اس کتاب کے مطالعے اور مشقیں حل کرنے کے بعد مضمون نگاری، کہانی نویسی اور کالم نگاری وغیرہ پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے۔

نام کتاب: وفائے پاکستان کے ادبی ستارے
مرتب: حاجی محمد لطیف کھوکھر

قیمت: 300 روپے۔ ناشر: وفائے پاکستان پبلشرز، مکان نمبر 25 گلی نمبر 13 کاردار پارک، مومنی روڈ لاہور۔ فون 0321-4142662
پاکستان میں ادب اور ادیبوں کو وہ مقام نہیں مل سکا جس کے وہ حقدار ہیں۔ کچھ تنظیمیں اپنے طور پر ادب کے فروغ اور ادیبوں کی حوصلہ افزائی کے لیے کوشاں ہیں۔ وفائے پاکستان ادبی فورم بھی گزشتہ کچھ عرصے سے مختلف ادبی پروگراموں کا انعقاد کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ کتابیں بھی

شائع ہو رہی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ادیبوں کی ڈائریکٹری ہے جس میں ادیبوں کے نام، ولدیت، عمر یا تاریخ پیدائش، تعلیم، مکمل پتہ، فون نمبر، ای میل، لکھنے کی ابتداء کب کی اور شائع شدہ کتابوں کی تعداد اور نام شامل کیے گئے ہیں۔ یوں ادیبوں کے مکمل تعارف ایک ہی کتاب میں جمع ہو گئے ہیں۔ اس سے نہ صرف ادیبوں کی حوصلہ افزائی اور تعارف ہوگا بلکہ رسائل ادیبوں سے تحریریں لکھوانے کے لیے ان ادیبوں سے رابطہ بھی کر سکتے ہیں۔ ڈائریکٹری میں زیادہ تر بچوں کے لیے لکھنے والے ادیبوں کے تعارف شامل ہیں۔ ادیبوں کی رنگین تصاویر بھی شائع کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کے رسائل کی ڈائریکٹری بھی شامل ہے۔
حال ہی اس کتاب کی تعارفی تقریب بھی منعقد کی گئی ہے جس میں مشاعرہ بھی رکھا گیا تھا۔

نام کتاب: ربورٹ بوبی
مصنفہ: تسنیم جعفری

قیمت:260 روپے۔ ناشر: ابابیل پبلشرز، تعمیر پاکستان پبلی کیشنز، کمرہ نمبر16، سیکنڈ فلور، ڈیوس ہائٹس، 38 ڈیوس روڈ، لاہور، فون0300-4137820
تسنیم جعفری ایوارڈ یافتہ معروف ادیبہ ہیں۔ ان کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ سائنسی موضوعات پر دلچسپ کہانیاں اور ناول لکھتی ہیں خاص طور پر بچوں کے لیے...... بچوں کے لیے سائنسی موضوعات پر کم لکھا جاتا ہے سو وہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ اس سے قبل بھی ان کی کئی کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔ ان میں مریخ سے ایک پیغام۔ میرے وطن کی یہ بیٹیاں، لے سانس بھی آہستہ، پریوں کی الف لیلیٰ، ماحول سے دوستی کیجئے۔ مریخ کے مسافر، لڑکیوں کی الف لیلیٰ، جانوروں کی الف لیلیٰ، بچوں کی الف لیلیٰ شامل ہیں۔ اس کتاب میں تیرہ کہانیاں اور چار مضامین شامل ہیں۔ مضامین ان شخصیات کے بارے میں جنہوں نے سائنس کے شعبے میں شہرت حاصل کی ہے۔ ان کی لکھی ہوئی کہانیاں دلچسپ ہوتی ہیں۔ کہانی میں وہ سائنس کے دلچسپ راز کھولتی ہیں اور پڑھنے والوں کو فطرت اور سائنس کے قریب کر دیتی ہیں۔ ان کی کہانیاں سائنسی موضوعات پر ہونے کے باوجود خشک نہیں ہوتیں بلکہ ان میں دلچسپی، تجسس، اتار چڑھاؤ یعنی کہانی کے تمام لوازمات موجود ہوتے ہیں۔ نئی نسل کو اس طرح سائنس کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے۔ امید ہے وہ اپنا سفر جاری رکھیں گی اور سائنسی موضوعات پر ان کی مزید کتابیں منظرِ عام پر آئیں گی۔

نام کتاب: پچھلی رات دا تارا
شاعر: آزاد حسین گجراتی

قیمت: 400 روپے۔ ناشر: آزاد حسین گجراتی، مکان نمبر B/14/812 محلہ بخشو پورہ، گجرات فون...... 0301-3097115
آزاد حسین کا تعلق گجرات سے ہے اس لیے اپنے نام کے ساتھ گجراتی لکھتے ہیں۔ اس سے پہلے ان کی کتاب ''چار سو'' شائع ہوئی تو اس کی رونمائی کی کئی تقاریب منعقد ہوئیں اور کتاب کی پذیرائی کے ساتھ ساتھ ان کو کئی ایوارڈز بھی ملے۔ جو کتاب کی مقبولیت اور ان کی شاعری کی پختگی اور اعلیٰ معیار کا ثبوت ہے۔ امید ہے ان کی کتاب ''پچھلی رات دا تارا'' کو بھی اسی طرح مقبولیت حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ ان کی دو کتابیں ''یادیں ستا رہی ہیں'' اور ''ڈونگھیاں سوچاں'' بھی مقبول ہو چکی ہیں۔ ان کی شاعری میں زندگی کی حقیقتیں، عشق حقیقی اور زمانے کی بے ثباتی کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کی شاعری احساس و جذبات کی شاعری ہے۔ وہ قاری کو سیدھے راستے اور نیکی کی طرف مائل کرتے ہیں۔

سدھی راہ تے چلیا کر
کم کوئی چنگا بھلیا کر
در [illegible] جھکیا کھا
اک ٹھکانہ ملیا کر
پڑھ کر صبح شام درود
پاک نبیؐ تے کھلیا کر

نام کتاب: عشق گمشدہ
شاعر: کائنات احمد

قیمت:300 روپے۔ ناشر: سنگری پبلشرز، گلی نمبر2، ماڈل ٹاؤن، کوتوالی روڈ، فیصل آباد، فون0322-4381192
کائنات احمد کی شاعری کے حوالے سے معروف شاعر و کالم نویس اور مزاح نگار عطاء الحق قاسمی لکھتے ہیں۔ ''کائنات احمد کی شاعری میری توقع سے کہیں زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ جذبات و احساسات اور تخیل کو لفظوں میں ڈھالنے کے فن سے بخوبی آشنا ہیں۔ ان کی شاعری ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتی دکھائی دیتی ہے۔ شکوؤں کی رو میں بہتے ہوئے امید کے دامن کو چھوڑنا انہیں گوارا نہیں، یہی باہمت لوگوں کا خاصا ہے۔ وہ معاشرتی ناہمواریوں کی تخلیقی سطح پر نشاندہی تو کرتی ہیں مگر خود کو حالات کے حوالے کر کے شکست خوردہ کہلانے پر تیار نہیں۔ وہ محض دعاؤں کے سہارے منزل کے حصول پر یقین نہیں رکھتیں بلکہ عزم بالجزم اور جہد مسلسل کو ہی راہ منزل سمجھتی ہیں۔ ان کی بیشتر نظمیں اور غزلیں بار بار پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ ان کا یہ شعری مجموعہ باب ادب میں خوبصورت اضافہ ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان کے علم و ہنر میں مزید نکھار پیدا کرے۔ اس خوبصورت تصنیف پر وہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔''

نام کتاب: بھنور اپنی ذات کے
شاعرہ: اقصیٰ صابرہ

قیمت:-/300 روپے۔ ناشر: رحمانیہ کتاب مرکز، 289 الحمرا ٹاؤن رائے ونڈ روڈ لاہور۔ فون 7086051 - 0307
اقصیٰ صابر کی شاعری کے حوالے سے ڈائریکٹر جنرل ''پلاک'' ڈاکٹر صغریٰ صدف کی رائے ہی معتبر ہے۔ لکھتی ہیں: ''اقصیٰ صابر کی شاعری پڑھ کر عجیب دل گدازی اور سحر کا احساس ہوا۔ یہ ان کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔ مگر ان کی فکر، احساس اور بیان کا تیکھا پن کتاب کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہنے کو تو ذات کا بھنور ایک انوکھی بات محسوس ہوتی ہے مگر سچ یہی ہے کہ انسان اپنی تمام عمر اپنی ذات کے بھنور میں ہی سرگرداں رہتا ہے...... شاعری میں اس نے ثقیل الفاظ کی بجائے آسان اور عام فہم زبان کے ساتھ چھوٹی اور مترنم بحروں کا انتخاب کیا ہے جس کی وجہ سے اس کی شاعری دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے۔ دعا گو ہوں کہ اقصیٰ اسی طرح لفظوں کے قلم کو دلنشین جذبات کے رنگوں میں بھگو کر محبت کی تصویریں بناتی رہے اور خیر کے راستے پر آگے بڑھتی رہے۔''

نام کتاب: حدیثِ دل
شاعر: صدیق مجاہد کنجاہی

قیمت:-/400 روپے۔ ناشر: صدیق مجاہد وارڈ نمبر 6 محلہ زیلداراں کنجاہ ضلع گجرات۔ فون 6488063 -0346
اس کتاب کے بارے منیر صابر کنجاہی کی رائے ملاحظہ فرمائیں:
''کچھ شاعر ایسے بھی ہوتے ہیں جو نام و نمود داد و ستائش کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں صدیق مجاہد صاحب ایسے ہی قبیلے کے فرد ہیں حالانکہ زیرِ نظر مسودے میں آسان دلکش اور جاذبِ قلب و نظر شعر پڑھنے کو ملے۔ مجھے پچھلے آٹھ دس سالوں میں ایسی شاعری بھی دیکھنے کو ملی ہے جو وقت کی دھند میں دھندلا کے رہ گئی ہے۔ موصوف اس دور کے جدید ترین لہجے کے دعویداروں میں نہیں۔ سادگی غنائیت موسیقیت سے تعلق شعر گوئی استوار کیے ہوئے ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ مجاہد صاحب کی یہ کاوش ان کے بامقصد رتجگوں کا ثمر ہے۔ مسودے کی ورق گردانی کرتے ہوئے ایسا لگا کہ مجاہد صاحب کا ہر مصرع، ہر شعر ان کے اندر کی یاترا کر کے نوکِ قلم سے کاغذ پر براجمان ہوا۔ میرے ذاتی خیال میں فن کی مکمل تفہیم کے لئے فنکار کی ذات کو پروان چڑھانے والے عوامل سے آگاہی بے حد ضروری ہے اور اچھی شاعری کے لئے مطالعہ اور ریاضت''۔

کبھی آپ نے کھیلے ایسے کھیل؟

ببرک کارل جمالی

دادی اماں کے گرد رات کے وقت سب گھر کے بچے اکٹھے ہو گئے۔

''دادی جان آج کہانی ہم نے نہیں سننی۔۔۔بلکہ آج آپ ہمیں بلوچستان کے روایتی کھیل بتائیں''۔۔۔ابیہ نے دادی اماں کا پلو پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

''اچھا بچو تو ٹھیک ہے۔۔۔پہلے میری چائے جا کر باورچی خانے سے لے کر آئیں پھر میں آپ کو بلوچستان کے وہ کھیل بتاؤں گی جو حیران کن ہیں''۔۔۔علی نے چارپائی سے چھلانگ لگائی اور باورچی خانے کی طرف بھاگ پڑا۔۔۔چند لمحوں بعد علی کے ہاتھ میں ایک گرما گرم چائے کا کپ تھا۔۔۔دادی جان کی طرف کپ بڑھاتے ہوئے علی نے کہا۔۔۔''دادی جان اب بتائیں بچپن کے کون سے کھیل آپ کے دور میں کھیلے گئے تھے؟''۔

دادی جان نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''پیارے بچو!

بچپن ہو کھیل نہ ہو تو زندگی ادھوری ہوتی ہے۔۔۔بلوچستان میں بچے ہمیشہ نئے نئے کھیل بہت شوق سے کھیلتے آرہے ہیں۔کیا کبھی آپ نے ایسے کھیل کھیلے ہیں جو میں آپ کو آج بتاؤں گی؟۔

جب ہم چھوٹے بچے ہوتے تھے تو مختلف کھیل کھیلتے تھے۔۔۔ہر کھیل کھیلنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا تھا۔۔۔ہم جب سکول میں ہوتے تھے تو ہماری استانی ایک کرسی میدان میں رکھتی تھیں جس کے گرد ہم چاروں طرف تیز تیز چکر تین منٹ تک لگاتے تھے۔۔۔پھر اچانک گھنٹی بجتی تھی۔۔۔جو سب سے پہلے کرسی پہ بیٹھ جاتی تھی۔۔۔تو وہ انعام جیت جاتی تھی۔۔۔۔پتا ہے بچو اس کھیل کا انعام کیا ہوتا تھا؟۔ایک نئی نویلی تختی جسے ہم حاصل کرنے کے بعد ایسے محسوس کرتے تھے کہ گویا ہم نے جنگ جیت لی۔

ابیہ چلائی دادی جان یہ کھیل میں نے کبھی سکول میں کھیلتے کسی کو نہیں دیکھا ہے۔پہلی بار ایسا کھیل سنا ہے۔

ابیہ بیٹی ابھی ٹھہرا اور بھی بہت سے کھیل باقی ہیں۔اس روز ہمارے سکول کی استانی نے دس بوریاں دکان سے منگوائی تھیں۔سکول کے دس بچے بوریوں میں ہاتھوں تک ڈال دیئے جاتے تھے پھر کچھ فاصلے پہ ایک نشان

پیارے بچو! ہمارے زمانے میں ایک مشہور کھیل پنجہ آزمائی بھی ہوتا تھا۔یہ طاقت کا کھیل ہوتا تھا۔اس کھیل میں ایک بچے کا ہاتھ پیچھے لگا دیا جاتا تو دوسرا جیت جاتا تھا۔آج کل پنجہ آزمائی کا بھی دور ختم ہو رہا ہے۔

ہمارے زمانے میں ایک مشہور کھیل غباروں کے ساتھ کھیلا جاتا تھا''۔

ابیہ چلائی۔۔۔''دادی جان! غبارے کس کھیل میں کام آتے ہیں۔۔۔وہ تو شادی بیاہ کی تقریبات اور سالگرہ کے دن خوب کام آجاتے ہیں''۔

''نہیں ابیہ بیٹی نہیں''۔۔۔ابیہ کے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے دادی جان نے کہا۔۔۔''ہمارے زمانے میں مشہور کھیل غبارے میں ہوا بھرنا ہوتا تھا۔۔۔۔جو طالب علم سب سے زیادہ غباروں میں ہوا بھرتا وہ کھیل جیت جاتا تھا''۔۔۔۔

علی نے دادی اماں کی اپنی جانب توجہ مبذول کرواتے لگایا جاتا تھا جو بچہ اس بوری سمیت اس نشان کو عبور کرتا تو وہ کھیل جیت جاتا تھا حتیٰ کہ اس کھیل میں کچھ بچے دو قدم بھی بہ مشکل چل پاتے تھے اور منہ کے بل گر جاتے تھے۔دس بچوں میں بہ مشکل ایک یا دو بچے اس لائن کو عبور کرتے تھے جو انعام کے حقدار ٹھہرتے تھے''۔

حنان چلایا۔۔۔''دادی جان۔۔۔۔دادی جی۔وہ کونسا کھیل تھا جس کی وجہ سے بچہ بہت زیادہ زخمی ہوتا تھا''۔

''ارے حنان بیٹا گلی ڈنڈا ایسا کھیل ہے جس کی وجہ سے اکثر بچے زخمی ہو جاتے تھے۔کبھی کسی بچے کے منہ کے دانت گر جاتے تھے تو کبھی گلی کا ڈنڈا ہاتھ سے پھسل جاتا تو ہاتھ یا پاؤں کی خیر نہ ہوتی تھی۔اس لیے بلوچستان کے سکولوں میں گلی ڈنڈے پہ پابندی لگی ہوئی ہے تاکہ کوئی بچہ زخمی نہ ہو''۔

علی نے جلدی سے کہا۔''دادی جان ٹائر کو دوڑانے والا کھیل آپ کے زمانے میں ہوتا تھا یا نہیں؟''۔

''ارے علی بیٹا۔۔۔موٹر سائیکل ہمارے زمانے میں کسی امیر کے پاس بھی بہ مشکل ہوتی تھی۔۔۔۔تو پرانے ٹائر کہاں سے دوڑائے جاتے۔یہ آج کل کے زمانے کا کھیل بن گیا ہے جس میں جو بچہ اپنے ٹائر کے ساتھ لکیر کو عبور کرے گا وہ جیت جائے گا۔

ہوئے کہا۔۔۔۔۔ ''دادی۔۔۔۔ دادی جان کوئی انوکھا اور مشکل کھیل بتائیں''۔۔۔

''ارے علی بیٹا ہر کھیل مشکل ہوتا ہے کیونکہ کھیل میں ہمیشہ جیت ایک کی ہوتی ہے۔ سب سے مشکل کھیل ایک چمچ میں کانچ کے شیشے کو اٹھا کر چند قدم کے فاصلے تک پہنچانا ہوتا ہے۔ جو سب سے زیادہ کانچ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ تک پہنچاتا ہے۔

پیارے بچو!

رسی کودنا بھی پرانے زمانے کے کھیلوں میں سے ایک کھیل ہے۔۔۔۔۔ رسی کودنا بڑا پرانا کھیل ہے۔ یہ وہ واحد کھیل ہے، جس میں آج تک کوئی تبدیلی نہیں آئی''۔

''دادی جان! کوئی ایسا کھیل بتائیں جس میں طاقت کا استعمال زیادہ ہوتا ہے''۔۔۔ علی نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے بلند آواز میں دادی جان سے کہا۔۔۔۔

''ارے بیٹا آج کل جو دنیا میں فٹ بال کھیلا جا رہا ہے پہلے یہ گیم صرف کک لگا کر دور گیند کو پھینکا جاتا تھا اس کھیل میں تمام سکول کے بچے فٹ بال کو پوری طاقت سے پاؤں سے کک لگاتے تھے جس کی وجہ سے بال بہت دور جاتا تھا اس کو انعام دیا جاتا تھا۔

ایک بہت پرانا کھیل چھلانگ لگانا بھی شامل ہے۔ ایک لکیر کھینچی جاتی ہے جس پہ سب بچے چھلانگ لگاتے ہیں۔۔۔۔۔۔ جس کا پاؤں دور تک جاتا تھا وہ سب سے جیت جاتا تھا۔۔۔۔ اس کھیل میں بچوں کو لمبی چھلانگ لگانے پہ انعامات سے بھی نوازا جاتا تھا۔ یہ کھیل نرم مٹی پہ کھیلا جاتا تھا۔ تاکہ کسی کو چوٹ نہ لگے''۔

دادی جان! وہ کون سا کھیل ہے جس میں سب سے زیادہ بچے شریک ہوتے ہیں؟''۔ ابیہ نے جلدی میں سوال کر ڈالا۔

''ارے میری بیٹی ابیہ! سب سے زائد افراد رسی کھینچنے میں شامل ہوتے ہیں۔ اس کھیل میں دونوں طرف سے بچے شریک ہوتے ہیں۔ پھر خوب زور لگا کر رسی کھینچتے ہیں پھر جو لکیر سے دوسری جانب چلا جاتا ہے تو وہ ٹیم ہار جاتی ہے۔

پیارے بچو!

اب سب بچے جا کر سو جائیں۔ رات کے دس بج چکے ہیں۔ کل سکول بھی جانا ہے''۔

اس وقت تمام بچے دادی جان کی چارپائی سے اٹھ کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے اور آرام سے سو گئے۔

☆......☆......☆

حیرت کی بات

قافلہ ابھی شہر سے دور ہی تھا کہ بارش شروع ہوگئی۔ شہر تک پہنچتے پہنچتے سامان تجارت بھیگ گیا۔ منڈی میں پہنچ کر سب تاجروں نے اپنا اپنا سامان اونٹوں سے اتار کر فروخت کرنے کے لئے سجا دیا۔ قافلے میں ایک خوب رو نوجوان بھی تھا۔ اس نے بھی اپنا سامان بیچنے کے لئے سجا دیا۔ اس نے گیلا اناج الگ رکھ دیا اور سوکھا اناج الگ رکھ دیا۔ وہ گیلے اناج کے کم بھاؤ بتاتا اور سوکھے اناج کا پورا بھاؤ بتاتا۔ لوگوں کے لئے یہ بڑی حیران کن بات تھی کہ ایک چیز کے دو بھاؤ۔ وہ نوجوان بتاتا کہ بارش کی وجہ سے اناج گیلا ہو گیا۔ اس لئے اس کی قیمت کم ہے۔ کیونکہ اس کا وزن زیادہ ہے اور سوکھ جانے پر اس کا وزن کم ہو جائے گا۔ یہ بے ایمانی اور بددیانتی ہے کہ گیلے اناج کا بھی پورا بھاؤ لیا جائے۔

اس دور کے لوگوں کے لیے یہ بڑی حیرت کی بات تھی کیونکہ اس دور میں اچھے برے کی تمیز نہ تھی لوگ اس نوجوان کی ایمانداری اور دیانتداری سے بہت متاثر ہوئے۔ لوگ اس سے سامان خریدنے لگے اور جلد ہی اس نوجوان کی ایمانداری اور دیانتداری کا چرچا سارے علاقے میں پھیل گیا۔ وہ نوجوان کوئی اور نہیں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم کھانے سے مال تو بک جاتا ہے لیکن اس میں برکت نہیں رہتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غلہ کے ڈھیر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اندر اپنا ہاتھ داخل کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں تر ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اے غلہ والے! یہ کیا معاملہ ہے؟'' اس نے عرض کیا۔ ''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بارش سے بھیگ گیا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اسے اوپر کیوں نہیں کر دیا۔ تاکہ لوگ دیکھ سکیں''۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔

(اشفاق چترانوی۔ شکرگڑھ)

☆☆☆

مفکرِ پاکستان......ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ

شاہ بہرام انصاری

بلاشبہ دنیا میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو پوری زندگی خاص مقاصد اور حصول منزل کی خاطر جدوجہد میں گزار دیتے ہیں۔ مفکرِ پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کا شمار بھی انہی خوش قسمت لوگوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا تصور دیا۔ اقبال کی شخصیت بہت سحر انگیز تھی۔ ان کی گفتگو میں نرمی اور مقصدیت ہوتا تھا۔ ان کی باتوں کی مٹھاس اور حساس طبیعت، لوگوں کے دلوں میں انفرادی مقام حاصل کر لیتی تھی۔ ان کے کلام کی تاثیر ایسی ہوتی کہ لوگ ان کے گرویدہ ہو جاتے۔

قیامِ پاکستان سے قبل اقبالؒ کے روح پرور کلام نے مسلمانوں کی زندگی میں انقلاب کی ایک نئی لہر دوڑا دی۔ ان کی جرأت مند آواز نے مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر راہِ حق کی طرف مائل کر دیا۔ مفکرِ پاکستان انصاف کی جیت پر اس قدر یقین رکھتے تھے کہ انہوں نے کسی چراغ کو جلتے دیکھے بغیر اندھیری راتوں میں سفر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ان کی سوچ کی بدولت پاکستان کی عملی شکل ظاہر ہوئی اور برسہا برس سے غلامی کی حیات بسر کرنے والے مسلمان ایک آزاد وطن کے مالک بن گئے۔

علامہ اقبالؒ اور ان کے ہم نشینوں نے مسلم عوام کو ایک روشن صبح کا عندیہ دیا۔ اندھیرے سے اُجالے کی طرف رواں ہونے میں پتہ نہیں کتنے نفس لحد کی گہرائی میں جا گرے۔ بہادر مسلم اُمہ کا یہ ایثار بھی بے سبب نہیں کہ آزادی کی عمارت قربانی کی اینٹوں سے تعمیر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے خون سے تعمیر ہونے والی یہ دیوار دنیا کے سامنے مضبوطی سے کھڑی ہے اور آج تک کوئی اسے باوجود کوشش کے نہیں گرا پایا۔

شاعرِ مشرق نے تاریخِ اسلام کے عظیم مؤرخ کے اس قول کو بھی باور کرایا کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ غلامی کی زندگی گزارنے سے اچھا ہے کہ آزادی کا ایک دن گزارا جائے۔ ان کی آواز عدل نے مسلمانوں کو غیر قوتوں سے اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کا درس دیا' انہیں باہم متفق اور یکجہتی کی مثال بنے رہنے کا سبق دیا۔ ان کے کلام کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں نے ہندوؤں اور انگریزوں کو چاروں شانے چت کر دیا۔ اقبال کے جذبۂ جواں نے انہیں غلامی کی سیاہ لمبی راتوں سے نکال کر ایک منور سحر کے چمکتے سورج کے طلوع ہونے کی خوشخبری دی۔ ان کی سحر گری کو تحریک پاکستان کے تمام حامیوں نے سراہا اور ان کے مخلصانہ جذبات کو تقویت اور جلا بخشی۔ ان کی شاعری نے اہلیانِ اسلام کے قلوب کو گرما دیا جنہوں نے چند سالوں میں پاکستان حاصل کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔

آج بھی ان کی جلائی ہوئی شمع کئی بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ دکھا رہی ہے۔ آج پاکستان کا ستارہ آزادی کے افق پر پورے جلال سے چمک رہا ہے اور دنیا کو ایک عظیم پیغام دے رہا ہے۔

☆☆☆

پریشان بالکل نہ ہوں۔۔۔

محبوب احمد چودھری

* کچھ لوگ *اپنی تعلیم 22 سال کی عمر میں مکمل کر لیتے ہیں۔ مگر ان کو پانچ پانچ سال تک کوئی اچھی نوکری نہیں ملتی۔
* کچھ لوگ *25 سال کی عمر میں کسی کمپنی کے CEO بن جاتے ہیں اور 50 سال کی عمر میں ہمیں پتہ چلتا ہے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔
* کچھ لوگ *50 سال کی عمر میں CEO بنتے ہیں اور نوے سال تک حیات رہتے ہیں۔ بہترین روزگار ہونے کے باوجود * کچھ لوگ *ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں اور * کچھ لوگ *بغیر روزگار کے بھی شادی کر چکے ہیں اور روزگار والوں سے زیادہ خوش ہیں۔

*اوبامہ *55 سال کی عمر میں ریٹائر ہو گیا جبکہ *ٹرمپ *70 سال کی عمر میں حکومت کا آغاز کرتا ہے۔

* کچھ لیجنڈ *امتحان میں فیل ہونے پر بھی مسکرا دیتے ہیں اور * کچھ لوگ *1 نمبر کم آنے پر بھی رو دیتے ہیں۔

* کسی کو *بغیر کوشش کے بھی بہت کچھ مل گیا اور کچھ ساری زندگی بس ایڑیاں ہی رگڑتے رہے۔

*اس دنیا میں ہر شخص *اپنے مقررہ وقت کی بنیاد پر کام کر رہا ہے۔ ظاہری طور پر ہمیں ایسا لگتا ہے کچھ لوگ ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں اور شاید ایسا بھی لگتا ہو کچھ ہم سے ابھی تک پیچھے ہیں۔ لیکن ہر شخص اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہے اپنے اپنے وقت کے مطابق۔ ان سے حسد مت کیجئے۔ اپنے اپنے *TIME ZONE* میں رہیں۔

*انتظار کیجئے اور اطمینان رکھیے۔ *

نہ ہی آپ کو دیر ہوئی ہے اور نہ ہی جلدی۔

*اللہ رب العزت *جو کائنات کا سب سے عظیم الشان خالق ہے اس نے ہم سب کو اپنے حساب سے بنایا ہے۔ وہ جانتا ہے کون کتنا بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ کس کو کس وقت کیا دینا ہے۔

*اپنے آپ کو رب کی رضا کے ساتھ باندھ دیجئے *اور یقین رکھیئے کہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے جو فیصلہ اُتارا جاتا ہے وہ ہی ہمارے لئے بہترین فیصلہ ہے۔

☆......☆......☆

بکھرے موتی

☆......بہت شدید خواہش اور خلوص سے مانگنے کے بعد بھی اگر آپ محروم رہ جائیں، تو اس محرومی کو اپنی ذات پر بوجھ مت بنائیں اور یاد رکھیں کہ وہ اللہ جانتا ہے کہ آپ کے لئے کیا بہتر ہے اور کیا نہیں۔

☆......اگر کوئی آپ کا اپنا آپ کو کوئی دکھ دے اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں تو اس یقین سے صاف کر لیں کہ اس پل وہ آپ سے زیادہ دکھی ہو گا!

☆......اگر انسان کا سب کچھ کھو جائے تو اس کا مایوس ہونا بے کار ہے کیونکہ پھر کھونے کے لئے کچھ نہیں ہوتا لیکن پانے کے لئے بہت کچھ ہوتا ہے۔

(حمنہ زاہد صدیقی، گوجرانوالہ)

اکریلک

اکریلک کیمیائی اجزاء سے بنایا گیا مصنوعی مادہ ہے۔ اسے پلاسٹک کی ایک قسم بھی کہا جا سکتا ہے۔ اکریلک ایسے مادوں سے بنایا جاتا ہے جن میں اکریلک ایسڈ موجود ہو۔ اس کے اجزاء آپس میں براہ راست جڑے ہوتے ہیں یا انہیں جوڑنے کے لیے بعض دوسرے مادے استعمال ہوتے ہیں۔ اکریلک کے ریشے مختلف قسم کے کپڑوں مثلاً کمبلوں، قالینوں، انڈر ویئر اور گرم موزوں یا سویٹروں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اکریلک ریشوں کے عام تجارتی نام اکریلان، کریزلان، زیفران اور اورلان ہیں۔ پولی میتھائل میتھا کرائیلیٹ وسیع پیمانے پر استعمال ہونے والا اکریلک پلاسٹک ہے۔ اس مادے سے تیار کیے گئے پلاسٹک پلیکسی گلاس اور لیوسائٹ کے نام سے معروف ہیں۔ یہ شفاف ہونے کی وجہ سے کھڑکیوں، ٹیلی ویژن کی حفاظتی سکرینوں، سائن بورڈوں، موٹر گاڑیوں کی عقبی روشنیوں، برتنوں، آلات جراحی اور لباس پر ٹانکنے والی آرائشی جیولری میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اکریلک اشیاء پر خراب موسمی حالات اثر انداز نہیں ہوتے، تاہم یہ شیشے سے نرم ہوتی ہیں اور ان پر باآسانی خراش آ جاتی ہے۔

اقبال حسن

پاکستانی فلمی صنعت کے مایہ ناز اداکار اقبال حسن نے اپنی فنی زندگی میں 285 فلموں میں کام کیا تھا۔ وہ پاکستان کے مقبول اداکاروں میں شمار ہوتے تھے۔ اقبال حسن کی فلمی زندگی کا آغاز ہدایت کار ریاض احمد کی پنجابی فلم ستی پنوں سے ہوا تھا۔ انہوں نے کچھ اردو فلموں میں بھی کام کیا لیکن ان کی وجہ شہرت پنجابی فلمیں ہی بنیں۔ ان کی مشہور فلموں میں یار مستانے، سر دھڑ دی بازی، وحشی جٹ، طوفان، گوگا شیر، وحشی گجر، شیر تے دلیر، دو نشان، سراپے سرداراں دے، میری غیرت تیری عزت، ہتھکڑی، ایمان تے فرنگی، بغاوت، جوانی دی ہوا، ڈاکو تے انسان، دس نمبری، جوڑ برابر دا، خانو دادا، جوان تے میدان، سجن دشمن، مرزا جٹ، دادا استاد اور بدلے دی آگ کے نام سر فہرست ہیں۔ 14 نومبر 1984ء کو اقبال حسن فلم جھورا کی عکس بندی کے بعد فیروز پور روڈ لاہور سے اپنے گھر کو واپس جا رہے تھے کہ ان کی کار کا ایک ویگن سے تصادم ہو گیا۔ اس تصادم کے نتیجے میں اقبال حسن جائے حادثہ پر ہی جاں بحق ہو گئے۔

الجبرا

الجبرا ریاضیات کی ایک شاخ ہے جس میں اعداد، اعداد کے سیٹ اور مختلف اقسام کی رقموں کے حروف علامات کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ الجبرے میں مساواتیں اور لامساواتیں حسابی مسائل کے حل کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اس میں منفی اور فرضی اعداد بھی استعمال ہوتے ہیں۔ لفظ 'الجبرا' عربی زبان کی ترکیب 'الجبر والمقابلۃ' سے ماخوذ ہے۔ مشہور عرب ریاضی دان محمد ابن موسیٰ الخوارزمی نے نویں صدی عیسوی میں لکھی اپنی کتابوں میں سے ایک کا نام 'الجبر والمقابلۃ' رکھا تھا۔ اس میں یہ لفظ مساواتوں والے مسائل کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ الجبرے میں جمع اور تفریق کے لیے عام علامات '+' اور '-' استعمال کی جاتی ہیں۔ ایک عدد کو کسی دوسرے عدد سے ضرب دینے کے لیے ضرب کا نشان '×' استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات دو اعداد یا علامات ایک دوسرے کے آگے لکھی جاتی ہیں۔ بعض اوقات ضرب کے نشان کے طور پر دو اعداد کے درمیان ایک نقطہ (.) ڈال دیا جاتا ہے۔
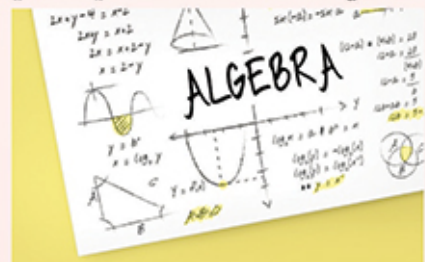
الجزائر

الجزائر، شمالی افریقہ میں واقع ایک ملک ہے۔ رقبے کے اعتبار سے بحیرہ روم پر واقع سب سے بڑا، عرب دنیا اور افریقی براعظم میں سوڈان کے بعد سب سے بڑا ملک ہے۔ الجزائر کے شمال مشرق میں تونس، مغرب میں مراکو، جنوب مغرب میں مغربی صحارا، ماریطانیہ اور مالی ہیں۔ جنوب مشرق میں نائجر جبکہ شمال میں بحیرہ روم واقع ہیں۔ اس کا رقبہ تقریباً 24 لاکھ مربع میل جبکہ آبادی 3 کروڑ 57 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ الجزائر کے دارالحکومت کا نام بھی الجزائر ہے۔ الجزائر عرب لیگ، اقوام متحدہ اور اوپیک کا رکن ہے۔ الجزائر کا موسم عموماً سال بھر گرم رہتا ہے۔ بارش زیادہ تر ساحلی علاقوں پر ہوتی ہے اور بارش کی مقدار مغرب سے مشرق کو زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ شمال مشرقی الجزائر میں سب سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ الجزائر میں ریت کی پہاڑیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ صدر ملک کا سربراہ ہوتا ہے جو پانچ سال کے لئے چنا جاتا ہے۔ الجیریا کی پارلیمان دو ایوانوں پر مشتمل ہے، ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا جسے کونسل آف نیشن کہتے ہیں۔

الجی

الجی بنیادی طور پر سادہ ترین آبی نباتی جانداروں پر مشتمل ایک وسیع اور متنوع گروہ ہے۔ ان میں کلوروفل موجود ہوتا ہے اور یہ ضیائی تالیف کے عمل میں اپنی خوراک تیار کرتے ہیں۔ یہ سمندروں، جھیلوں، دریاؤں اور خشکی پر غرضیکہ کرۂ ارض پر ہر کہیں موجود ہیں۔ یہ یک خلوی بھی ہوتی ہیں اور کثیر خلوی بھی۔ طویل تر الجی 61 میٹر تک لمبی ہو سکتی ہیں۔ ان کی افزائش کئی طریقوں سے ہوتی ہے۔ یک خلوی الجی پودے عموماً ایک سے دو مکمل خلیوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اکثر الجی پودے سمندروں کے پانیوں میں ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ دریاؤں اور جوہڑوں میں بھی ملتے ہیں۔ الجی کی کچھ اقسام نمدار جگہوں پر بھی پائی جاتی ہیں۔ قطبی خطوں میں برف پر الجی ملتی ہے۔ امریکا کے ییلوسٹون نیشنل پارک میں گرم پانی کے چشموں میں الجی پائی جاتی ہے۔ الجی کی مشہور و معروف قسم بحری کائی ہے جو ساحلوں پر ملتی ہے۔ مچھلیاں خوراک کے لیے الجی پر انحصار کرتی ہیں۔ الجی کو بطور خوراک بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ الجی کی مخصوص اقسام مثلاً ڈلس، نوری اور آئرش ماس کھاتے ہیں۔ کئی کھانوں میں الجی سے بنی ہوئی چیزیں بھی استعمال کرتے ہیں۔ جن میں آئس کریم، چاکلیٹ ملک، جیلیٹن اور بہت سی دیگر اشیاء شامل ہیں۔

☆☆☆

حرا طارق

خواب اور فوسلز

اس کے خواب ٹوٹ رہے تھے اور.........

کیا آپ فوسلز کے بارے میں جانتے ہیں؟؟

چلیے میں بتاتا ہوں۔ ہماری سائنس کی ٹیچر کہا کرتی تھیں کہ پودوں اور جانوروں کے مردہ اجسام جب مٹی میں دفن ہو جاتے ہیں تو گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ ان پہ لگنے والی مٹی کی تہوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ تہہ در تہہ......تہہ در تہہ۔

پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ان کے اوپر پڑی منوں، ٹنوں مٹی کی تہوں کے دباؤ کی بدولت وہ اجسام پتھر میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جنھیں ہم فوسلز کہتے ہیں۔

پودوں اور جانوروں کے مردہ اجسام کے پتھر میں تبدیل ہونے کا یہ عمل زمین پر بھی جاری ہے اور سمندروں کی تہوں میں بھی۔ اور اس عمل کو مکمل ہونے میں صدیاں بیت جایا کرتی ہیں۔ یوں کہنے کو تو وہ پتھر ہی ہوں، جن میں زندگی کی ذرہ برابر رمق نہیں ہوتی، لیکن جب کبھی ان سے ایندھن حاصل ہوتا ہے، کوئلہ، چاک بنتا ہے، تو ان پتھروں کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔

مجھے لگتا ہے......میرے خواب بھی فوسلز کی طرح ہیں۔ میں نے بہت سے خواب دیکھے تھے۔ بلکہ اب تک کی زندگی کا زیادہ حصہ میں نے خواب دیکھنے میں ہی تو گزارا ہے۔

جیسے......آسمان کی بلندیوں سے پیراشوٹ باندھ کر فضا میں کود جانے کا خواب (پیراشوٹ اس لیے کہ میں مزید خواب دیکھنے اور پورے کرنے کے لیے زندہ رہ سکوں)۔

جیسے......سمندر کی بپھری لہروں پہ سرفنگ کرنے کا خواب!! برفیلے پہاڑیوں کی چوٹیوں پر خوش رنگ پرچم لہرانے کی حسرت اور ان بلندیوں پر زندگی سے بھرپور، پرمسرت نعرہ لگانے کا خواب، ہر ملک، ہر ڈھابے پہ......خیر!!!

غرض یہ کہ میں نے اپنی زندگی میں نہایت خوبصورت خواب بنے تھے۔ ہر دلکش تجربے کا خواب دیکھا تھا۔ لیکن ان تمام میں سب سے رنگین اور پرمسرت خواب تھا گلوکار بننے کا خواب!!۔

پہلی مرتبہ، میں نے یہ خواب دیکھنا تب شروع کیا جب بچپن میں سکول میں چوٹ لگ جانے پر میری ٹیچر نے دوسری ٹیچر سے کہا تھا ''یہ تو روتا بھی سروں میں ہے''!!۔ ان کا یہ تبصرہ میرے دماغ میں کہیں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس دن گھر آ کر میں باتھ روم میں بند ہو کر دیر تک رونے کی آوازیں نکال کر یہی دیکھنے کی کوشش کرتا رہا کہ میں کیسے روتا ہوں......اور رونے کی ان آوازوں میں سُر ہیں بھی یا نہیں!۔

بہت جلد مجھے اس بات کا احساس، بلکہ یقین ہو گیا کہ میری آواز اچھی ہے۔ بس میں نے پھر طے کر لیا کہ میں بڑا ہو کر گلوکار بنوں گا۔ تھوڑا اور وقت گزر گیا اور میں جماعت نہم میں آ گیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ سُر اور شوق کی شدت بڑھنے لگی۔ مجھے ساز بے پناہ پسند تھے۔ انہی دنوں مجھے ایک دم گٹار بجانے کا بے انتہا جنون چڑھا۔ لگا بندھا جیب خرچ ملتا تھا۔ میں نے سوچا اب اسے فضول خرچی میں اڑانے کی بجائے جمع کیا جائے اور ایک گٹار خریدا جائے۔

ڈیڑھ سال......ڈیڑھ سال صبر کے بعد اتنے پیسے جمع ہوئے کہ میں نے گٹار خرید ہی لیا۔ اور وہ بے حد خوبصورت تھا۔

پہلی مرتبہ اس کی تاروں کو چھیڑا......تن، تنا، تن وہ آواز۔ اف!! مجھے لگا میرے اندر زندگی کی لہریں دوڑنے لگی ہیں۔

بس پھر کیا تھا۔ جب بھی فارغ وقت ملتا، میں اسے بجانے بیٹھ جاتا۔ مصروف بھی ہوتا تو دل چاہتا تھا سب کام جلدی جلدی ختم کروں کسی طرح وقت ملے، اور گٹار بجاؤں۔ وہ ایسے دن تھے، جب مجھے یقین تھا میں بہت اچھا گلوکار بنوں گا۔

ایف ایس سی مکمل ہونے کے بعد میں نے اپنی خواہش بہت آرام سے بابا تک پہنچادی۔

دھچکا تب لگا، جب میں نے اپنی خواہش پہ ان کا ردعمل دیکھا۔ سرخ چہرہ، ماتھے پہ ابھرتی رگیں، ضبط سے بھینچے ہوئے جبڑے، غماز تھے کہ انہیں میری گوہرفشانی پہ کتنا غصہ آیا ہے۔

تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تمہیں اس فضول شوق کو کیریئر بنانے کی اجازت دوں گا!؟''۔ وہ لفظ چبا چبا کر بولے۔

''بابا، اس میں برائی ہی کیا ہے۔ آپ بھی تو جانتے ہیں مجھے کتنا شوق ہے''۔ میری بے بسی انتہا پہ تھی۔

''میں کچھ نہیں جانتا۔ گھر کی حد تک ٹھیک ہے لیکن میں تمہیں ساری زندگی اس فضول کام کو اپنانے میں نہیں لگانے دوں گا''۔ ان کی آواز بلند ہونے لگی تھی۔

''پلیز مجھے پسند ہے یہ میرا خواب رہا ہے''۔ میں روہانسا ہی تو ہو گیا۔

''میری بات کان کھول کر سن لو صاحب زادے۔ تم کسی میراثی کے ہاں پیدا نہیں ہوئے ہو۔ ہماری خاندانی روایات کبھی اس بات کی اجازت نہیں دیں گی کہ نام و نسب مٹی میں ملا کر تم وہ پیپے بجاتے پھرو!!''۔

''میراثی؟؟'' میں بھونچکا رہ گیا۔ ''بابا، وہ آرٹسٹ ہوتے ہیں''۔

''ہاں میراثیوں کو آج کی زبان میں یہی نام دیا جاتا ہے''۔ انہوں نے ٹھنڈے اور بے لچک لہجے میں کہہ کر مجھے بڑی اچھی طرح باور کرا دیا کہ مجھے کبھی گلوکار بننے کی

اجازت نہیں ملے گی۔ اس پیارے سے خواب کو، بڑی بے دردی کے ساتھ خاندانی روایات نے روند دیا۔

میں خاموش ہو گیا......

میں کبھی بھی بابا کے خلاف نہیں جانا چاہتا تھا۔ خواب کا کیا ہے۔ وہ تو اکثر سراب بھی ہوا کرتے ہیں۔

شامیں رات میں ڈھلتی رہیں اور راتیں صبح کے اجالوں میں۔ لیکن اس دن کے بعد، میں نے کبھی گٹار کو ہاتھ نہیں لگایا۔ کبھی گنگنا کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ میری آواز کیسی ہے۔ کبھی ڈھابوں پہ ملنگ بن کر کھانا کھانے نہیں گیا۔ اور اس دن کے بعد کبھی راتوں کو تنہا سڑک پر چلتے ہوئے زندگی سے بھرپور چیخیں نہیں ماریں۔ یقین جانیں، جیسے دنیا پہ کوئی گھمبیر سناٹا سا چھا گیا ہو۔ ایک خواب کی موت نے باقی سارے خواب چکنا چور کر دیے۔

پڑھائی مکمل ہونے کے بعد میں نے بابا کا کاروبار سنبھال لیا۔ اعلیٰ حسب و نسب اور خاندانی روایات کے شان شایان۔

بابا مجھ سے بہت خوش تھے، لیکن میں اپنے آپ سے خوش نہیں تھا۔ نجانے کیوں...... مجھے لگتا تھا جیسے میرے اندر خوابوں کا ایک انبار جمع ہو گیا ہے۔ خستہ، ٹوٹے پھوٹے اور مکمل مردہ خواب!!۔

ان مردہ خوابوں کے ڈھیر پہ دھیرے دھیرے گزرتے وقت کی تہیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ تہہ در تہہ...... تہہ در تہہ۔ مجھے شدت سے احساس ہوا کرتا تھا کہ وقت کی تہوں کے بڑھتے دباؤ نے میرے اندر خوابوں کی فوسلائزیشن کا عمل تیز کر دیا ہے۔

''بابا؟!''۔ میں ایک معصوم آواز پہ اپنے خیالات سے چونکا!۔

''جی بابا کی جان!؟''۔ میں نے پیار سے ہانیہ کا ننھا سا ہاتھ تھاما۔ جسے ہلا ہلا کر وہ مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ میری بارہ سالہ بیٹی، جو مجھے بے حد عزیز ہے۔

''یہ دیکھیں بابا!''۔ اس نے جلدی سے میرے سامنے اخبار پھیلایا۔ میں نے اس صفحے پہ نظر دوڑائی جہاں اس نے انگلی رکھی تھی۔

''نوشین خان، پاکستان کی پہلی سکوبا ڈائیونگ انسٹرکٹر!!''۔

میں نے سوالیہ نظروں سے ہانیہ کو دیکھا۔ ''مجھے بھی سکوبا ڈائیو بننا ہے۔''

اس کی آنکھوں میں چھوٹے چھوٹے جگنو چمک رہے تھے......

''میں بن سکتی ہوں نا بابا؟؟''۔

میں نے اس کے دمکتے چہرے کو دیکھا۔ میرے ذہن میں شاندار خاندانی روایات گھوم رہی تھیں۔ میرا دماغ مجھے چیخ چیخ کر صلاح دینے لگا کہ میں اسے جھڑک دوں۔ واضح کر دوں درشت الفاظ میں ''ہمارے خاندان میں لڑکیاں سکوبا ڈائیور نہیں بنتیں''۔

لیکن دل میں ہلکی ہلکی حرارت پیدا ہو رہی تھی۔ چشم زدن میں ایک بار پھر سے وہ نوعمر لڑکا آن کھڑا ہوا جس نے بچپن سے بارہا ریاض کیا تھا۔ جسے گٹار کا جنون تھا۔ جس کا خواب اعلیٰ خاندانی روایات کے بوجھ تلے دب کر ایک فوسل بن کر رہ گیا تھا۔

پھر میں نے اپنے سامنے کھڑی ساڑھے چار فٹ کی حقیقت کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں امید کے ویسے ہی دیپ جل رہے تھے جو چودہ سال پہلے میری آنکھوں میں تھے۔ ایک لمبے عرصے کے بعد میں نے اپنے سینے میں دل کو دھڑکتے ہوئے محسوس کیا جہاں پہلے گہرا سناٹا طاری رہتا تھا۔

''بتائیے نا بابا!!'' ہانیہ نے میرا ہاتھ پھر ہلایا۔

میں نے ایک لمبا سانس بھر کر خارج کیا۔

''جی۔۔۔ آپ بن سکتی ہیں! اور آپ ضرور بنیں گی!!''

یہ کہہ کر میں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

اس کی آنکھوں میں سجے خواب آنکھوں سے نکل کر کمرے میں پھیلنے لگے تھے۔ روشنی۔ تاریک کمرے میں ایک دم روشنی ہوئی۔

نہیں۔ میں نے خاندانی روایات کو پاؤں تلے نہیں روندا!!۔

بلکہ میں تو ایک نئی روایت بنا رہا تھا...... جو یہ تھی کہ خواب پورے کرنے چاہئیں۔ اگر اپنا پورا نہ ہو سکے تو کسی دوسرے کے خواب پورا کرنے میں مدد کرنی چاہیے۔

میں نے آپ کو بتایا تھا نا' کہ فوسلائزیشن کے نتیجے میں ایندھن بھی حاصل ہوتا ہے۔ جس میں حرارت ہے۔ انرجی ہے۔ نئی آگ' نئی زندگی ہے؟؟۔

بالکل ایسے ہی۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ میرے وہ تمام خواب جو پورا ہونے سے رہ گئے' مردہ ہو کر فوسل بنتے چلے گئے۔ ان کا تیل میرے مستقبل کے اس ننھے سے چراغ کو روشن ہونے میں مدد کرے گا۔

خواب اپنا پورا نہ ہو تو کیا' کسی کا تو پورا ہو' کبھی تو روشنی ہو اور مزاحف کا کیا ہی خوبصورت شعر ہے کہ:

شب کی خوشی تلخی میں بدلے' آگاہی کا سویرا ہو!
خواب تو خواب ہوا کرتا ہے' تیرا ہو یا میرا ہو!

آپ کا کیا خیال ہے؟؟۔

☆......☆......☆

پھول وظائف

پیارے پھول ساتھیو! اندرون و بیرون ملک مقیم پھول کے تمام قارئین ایک خاندان کی طرح ہیں اور ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ دکھ سکھ سانجھے ہیں۔ دنیا میں تمام پھول ساتھی ایک خاص شناخت رکھتے ہیں۔ اس تعلق اور شناخت کو ابدی حیثیت دینے کے لئے تمام پھول ساتھی روزانہ ان وظائف کا کم از کم دس دس مرتبہ ورد کریں تاکہ نہ صرف ہماری نیکیوں میں اضافہ ہو بلکہ روز قیامت بھی یہ شناخت برقرار رہے۔

1- سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کلمات ہیں۔ زبان پر ہلکے مگر میزان پر بھاری ہوں گے۔ صرف ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے ہی بے انتہا ثواب ملتا ہے۔

2- کوئی بھی درود شریف۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بھی مکمل درود ہے۔ یہ درود شریف پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ دس گناہ جھڑتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ درود شریف پڑھنا ایسی عبادت ہے جو کبھی رد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل محبوب ہے جو خواہ مختصر ہو مگر مستقل ہو۔ ان وظائف کو روزانہ کا معمول بنائیے...... اور...... اپنے دلوں کو معطر پھول بنائیے۔

کھٹے میٹھے خطوط

السلام علیکم

میں حرا ہوں (تو میں کیا کروں؟)۔ نہیں میں کوئی خاموش قاری نہیں ہوں (کوئی لڑکی خاموش ہو ہی نہیں سکتی)۔ میں نے اکثر خط لکھے تھے اپنی رائے کے ساتھ' لیکن وہ پوسٹ باکس میں ہی رہ جایا کرتے تھے (خط پر ڈاک ٹکٹ بھی لگانے پڑتے ہیں)۔ ہمارے گھر میں بچپن سے پھول آتا رہا ہے۔ اتنا پہلے سے کہ میں ''ٹنڈو کے کارنامے'' دیکھنے کی عمر سے کہانیاں پڑھنے کی عمر تک پہنچی اور کہانیوں کے بعد اداریہ سمجھنے کی عمر تک بڑی ہو گئی ہوں (اداریہ ہوتا ہے کوئی الجبرا تو نہیں)۔ میری بڑی خواہش رہی کہ کبھی میرا خط چھپے اور آپ نے جواب بھی دیا ہو جو چھوٹے فقرے آپ لکھا کرتے ہیں...... (اب تسلی ہو گئی؟)۔ بہت عرصے کے بعد ایک اور ہمت (آپ کی یہ ہمت) اچھا پھر میں اپنی رائے دے سکتی ہوں نا؟؟ (شائع تو کر دی ہے)۔ نعت اور اداریہ اچھے لگے اور ایک عنوان نے جلدی ہی توجہ کھینچ لی ''جناح سچا تھا'' اور نائمہ راضیہ کی تحریر ''خرگوش کی دعوت'' مجھے خرگوش پسند ہیں (تاکہ وہ آپ کو اپنی دعوت میں آپ کو ساتھ لے جایا کریں)۔ ان پہ لکھی ہر کہانی میں بہت شوق سے پڑھتی ہوں۔ کہکشاں میں ''پانی پلانے کا انوکھا انداز'' اچھی تھی اور ہاں میں بس سائبر کرائم سیریز کا شدت سے انتظار کرتی ہوں۔ یا اگر ٹنڈو کے کارنامے کبھی مستقبل میں ملیں۔ (اب اس کے بال اُگ آئے ہیں۔) میں بھی پھول کے لکھاریوں میں آنا چاہتی ہوں (رہنے ہی دیں)...... ایک عرصے تک تو میں بھیج ہی نہیں سکی کہ میرے کبھی خط نہیں چھپے۔ تحریر کیا چھپے گی (اب بھی وہی صورتحال ہے)۔ بندے کو تھوڑا بہت یقین ہونا چاہئے خود پہ (بندے کو ہونا چاہئے بندی کو نہیں)۔ مجھے وہ یقین آنے میں بہت وقت لگا ہے۔ آپ اسے ردی کی ٹوکری میں تو نہیں پھینک دیں گے؟ (ہم نے نہیں پھینکی ٹوکری نے میز سے اُٹھا کر کھا لی)۔ بس یونہی بتا دیا کریں ایک سطر میں کہ نہیں ہے یہ لائق (نہیں ہے لائق بلکہ ہے نالائق)۔ آپ اداریے میں اتنے اچھے موضوع پر لکھتے ہیں۔ کیا آپ کبھی خواجہ سراء لوگوں پہ لکھیں گے؟؟ (کہیں آپ بھی تو......) وہ سب بُرے نہیں ہوا کرتے۔ (ہم نے کب کہا ہے)۔ اچھا ٹھیک ہے' انہیں دور رکھیں۔ لیکن انہیں دھکے دینا، گالیاں دینا یہ تو کوئی اچھی بات نہیں۔ نہیں ہے نا؟؟ (احترام سب کا ضروری ہے)۔ سب آپ کی بات دھیان سے پڑھتے ہیں۔ آپ ان کے بارے میں لکھیں گے؟ (ہم دونوں نے لکھ تو دیا ہے)۔ آخری بات یہ کہ...... اگر آپ کو خط ملے تو جگہ نہ بھی ہو کہیں ایک کونے میں کوئی سطر لکھ کر بتائیے گا ''مل گیا خط'' (اب تو آپ کو بتا دیا کہ ''مل گیا خط'') آپ خود خوش رہیں۔ ردی کی ٹوکری کو میز سے دور رکھا کریں۔ (کوشش کرتے ہیں لیکن اپنی پسندیدہ چیزیں دیکھ کر جھپٹ پڑتی ہے) دوسروں کو بھی خوش رکھیں۔ خدا پھر آپ کو بھی خوش رکھے۔ (آپ کو بھی)۔ دعاؤں کے ساتھ!!! (کوئی تحفہ نہیں ہے)۔ جہلم کے کسی بہت دور دراز علاقے سے! (یعنی دریائے جہلم سے؟)۔
(حرا طارق۔ جہلم)

امید ہے کہ آپ خوش ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو ڈھیروں خوشیاں عطا فرمائے آمین۔ پیارے بھیا آپ نے مجھے محبت سے اپنی تحریر وغیرہ کو بھیجنے کا کہا تھا۔ (غلطی ہو گئی)۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے آپ کو SMS کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اپنی تحریر وغیرہ بھیج دیا کریں۔ میں اپنی تحریر کے ساتھ ایک عدد فوٹو بھی بھیج رہا ہوں۔ (فوٹو بھجوانے کا نہیں کہا تھا)۔ میری تصویر اپنے پاس محفوظ کر لینا۔ (ردی کی ٹوکری نے محفوظ کر لی ہے) اور اگر ہو سکے تو میری تصویر کو سروق پر جگہ ضرور دینا۔ (یہ بچوں کا رسالہ ہے انکل جی)۔ (دریا خان' بھکر)

ماہنامہ پھول کی اکثر تعریفیں سنی تھیں۔ پھر پڑھ کر بھی دیکھا بہت اچھا ہے۔ ماہنامہ پھول سے بہت علم حاصل ہوتا ہے۔ (زینب خان۔ ٹمن)

لاہور، بہاولنگر اور ملتان کے بچے سرورق کی زینت بنے بے حد خوشی ہوئی۔ اکتوبر کا مہینہ لیاقت علی خان شہید اور حکیم محمد سعیدؒ شہید کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ ''پھول'' ان کی تصاویر سرورق پر سجا کر سب کو ان کی یاد دلا دیتا ہے۔

5 اکتوبر اساتذہ کے عالمی دن کے حوالے سے ڈاکٹر فوزیہ سعید نے خوب لکھا۔ ماں کا تحفہ ندا یاسمین کی اچھی تحریر ہے۔ آزادی کی برکتیں حکیم محمد سعید کی تحریر شامل کر کے آپ نے نئی نسل پر احسان کیا ہے (آپ جیسی بزرگ نسل پر نہیں کیا؟)۔ ڈاکٹر عبدالعزیز نے لیاقت علی خاں کے حوالے سے خوب لکھا۔ انعم توصیف کی سچی خوشی پسند آئی۔ بچوں کا ادب اور ہم، ڈاکٹر عبدالعزیز کی اچھی تحریر ہے۔ خطرناک شرارت بھی پسند آئی۔ محمد عارف عثمان کی تحریر ''پرکاش بابو لال'' نمبر ون تحریر ہے سب سے زیادہ متاثر کن۔

تایا ناتواں نے کھیلی کرکٹ، مزہ آ گیا۔ واہ واہ کیا انداز ہے کھیلنے کا۔ گیند پھینکنا ملاحظہ کریں اور بیٹنگ!!! خیر تایا ناتواں تو پھر تایا ناتواں ہیں نا ان کا کوئی ثانی نہیں...... (آپ کا بھی کوئی ثانی نہیں)۔ (یاسمین کنول۔ پسرور)

بسم اللہ سے ابتداء کرتے ہیں سدا خوش رہیں۔ ہم یہی دعا کرتے ہیں۔

آج کے دور میں انٹرنیٹ کی بھرمار میں، کیبل اور موبائل کے شوق نے ہر شخص کو گرویدہ بنا رکھا ہے دنیا کے کسی کونے میں بھی مسلمان امن اور سکون کی زندگی نہیں گزار رہے۔ کشمیر، فلسطین ہو یا شام، برما غیر مسلم مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ لیکن افسوس سب مسلمان اکٹھے کیوں نہیں ہو رہے؟ (سب اپنے اپنے مفادات میں الجھے ہوئے ہیں)۔ ڈھائی مہینوں سے کشمیری لاک ڈاؤن کا شکار ہیں۔ کیا اقوام متحدہ کشمیریوں کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔ (صرف کشمیریوں نہیں تمام مسلمانوں کے ختم ہونے کا) نہیں ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ جلد کشمیر آزاد ہوگا۔ لیکن مجھے سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ کیوں ہم اپنی ہی زندگیوں میں مگن ہیں۔ کم از کم نوجوان نسل کو تیار کرنا چاہیے۔ بچوں کے والدین کو چاہیے کہ وہ ان سے موبائل چھین لیں (اب والدین میں اتنی ہمت کہاں ہے)۔ یا کم از کم سارے لوگ نماز کے پابند ہو جائیں اور اپنے مقبوضہ بھائیوں کے لیے دعا کریں۔ اتنے مشکل وقت میں بھی ہمارا پھول اس بارے میں آواز اٹھا رہا ہے اور بچوں میں مثبت تبدیلیاں پیدا کر رہا ہے۔ پھول اور اس میں لکھنے والے تمام اسٹاف اور پڑھنے والے قارئین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ کچھ سیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور آپ پھول کو اس سے بھی زیادہ بہترین بنا سکیں۔ (آمین)۔ (طاہرہ افتخار، گوجرانوالہ)

☆...... حمد اور نعت زبردست تھیں۔ کرنیں پڑھ کر دل تازہ ہوا۔ انوکھا بھوت' اینٹ کی واپسی' گدھے کی واپسی غرض ہر کہانی زبردست تھی۔ (حافظ محمد الصمد' ملتان)

☆...... میرا نام محمد ثقلین میراج ہے اور میں جماعت آٹھویں میں پڑھتا ہوں۔ میں تقریباً پانچ سال سے پھول کا قاری ہوں لیکن کبھی اس کے لئے کچھ نہیں لکھا اور نہ ہی کسی سلسلے میں حصہ لیا ہے (اس کے لیے ہم آپ کے شکر گزار ہیں)۔ لیکن پھول رسالہ اتنا انمول ہے کہ اب میں اس کے لکھنے والوں کو شکریہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پھول کی پوری ٹیم کا بہت شکریہ جس نے یہ انمول تحفہ دنیا کے بچوں میں بانٹا۔ پھول کی تعریف کیسے کی جائے اس کا تو ہر لفظ ہی تعریف کے قابل ہے (شکریہ)۔

(مہر محمد ثقلین میراج، ممووالہ)

☆......سروق ہمیشہ کی طرح دلکش لگا۔ کہانیاں، مضمون اور نظمیں بے حد بھلی لگیں (آپ کی نظم جو شامل تھی)۔ ہماری نظم بھی شامل پھول ہوئی جس کے لئے ممنون ہیں۔ بے حد شکریہ!!۔ (یاسمین کنول، پسرور)

☆...... اس ماہ کا شمارہ پڑھ کر بہت اچھا لگا (پچھلے شمارے پڑھ کر کیا لگا تھا؟)۔ ساری کہانیاں بہت اچھی تھیں اور زبردست بھی۔ میں نے اپنا پھول پڑھ کر دوستوں کو دے دیا ہے۔ تاکہ وہ بھی پڑھ سکیں۔ اللہ آپ کو خوش رکھے (آپ کو بھی)۔ (محمد علی، میانوالی)

☆......پھول کا شاندار شمارہ یکم اکتوبر کو ہی مل گیا۔ تمام کہانیاں ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ حمد نے بھی دل کو منور کیا۔ نیکی کا بدلہ، ماں کا تحفہ، ہائے میری سہیلیاں، سچی خوشیاں سب کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ مجھے ماہنامہ پھول بہت پسند ہے (پھول خوش ہوا)۔ آرٹ گیلری، پھول فورم، مسکراہٹیں، ہمارے پھول کی پہچان ہیں۔ ہمارا پھول اسی طرح ترقی کرتا رہے (آپ بھی)۔ (جویریہ تقدس، ثمن)

☆...... سروق ہمیشہ کی طرح لاجواب تھا۔ حمد، نعت، کرنیں بھی بہت اچھی تھیں۔ اداریہ بہت زبردست تھا۔ نذیر انبالوی نے ہمیشہ کی طرح اس بار بھی میدان مار لیا (کاش وہ کرکٹ بھی کھیلتے)۔ تمام نظمیں بہت خوب تھیں۔ سائبر کرائم سیریز بھی بہت اچھا سلسلہ ہے اسے پڑھ کر میری معلومات میں اضافہ ہوا۔ ''کہکشاں''، ''چٹخارے''، ''کرنیں'' اور ''اداریہ'' میرے پسندیدہ مضامین ہیں۔ ''نرالے ہیں انداز ہمارے'' واقعی نرالے تھے۔ ''مسکراہٹیں'' بھی اچھا سلسلہ ہے۔

(بشریٰ عبداللہ، عائشہ عبداللہ، مانسہرہ)

☆......پھول ایک ایسا رسالہ ہے جس کی تعریف کے لیے موزوں الفاظ نہیں مل رہے ہیں (کسی سے مانگ لیں)۔ دس سال سے پھول کی خاموش قاری ہوں مگر پھر قلم اٹھانے کی جسارت کر ڈالی (کس کا اٹھا لیا؟ واپس کریں اس کو؟)۔ پھول واقعی ہی پھول ہے جو اپنی خوشبو چاروں طرف پھیلا دیتا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو مزید ترقی دے اور پھول آسمان کی وسعتوں کو چھونے لگے۔ اللہ تعالیٰ پھول سے وابستہ اور اس کے لئے کام کرنے والوں کو کامیابیاں عطا کرے (آمین)۔ (اقراء عرفات کنول)

☆...... میں پھول رسالے کو ہمیشہ دل سے پڑھتا ہوں (کبھی آنکھوں سے بھی پڑھ لیا کریں)۔ اس رسالے میں سب سے بہترین تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول ہوتے ہیں۔ ''تایا ناتواں نے کی ون ویلنگ'' سب سے بہترین کہانی ہے۔ سائنس کی دنیا کے بہت اچھے سوالات ہوتے ہیں (اور جوابات؟)۔ (مقدس پشیہ، بھکر)

☆...... اکتوبر کا رسالہ بھی اعلیٰ تھا۔ سب کہانیاں اعلیٰ تھیں اور آخر میں تایا ناتواں کے کارنامے پڑھ کے یقین ہوگیا کہ تایا ناتواں کبھی سدھرنے والے نہیں (آپ جیسے ہی ہیں)۔ 9 نومبر، 1877ء کو سیالکوٹ کے شہر میں محمد اقبالؒ پیدا ہوئے۔ جنھوں نے پاکستانی قوم کو جھنجھوڑا۔ آزادی کی نعمت کا احساس دلایا۔ علامہ اقبالؒ نے الگ ملک کے حصول کو مسلمانوں کے لئے چاہا۔ لوگوں کو احساس دلایا، آزادی ہوتی کیا ہے بتایا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے ہمیں آزاد ملک دیا۔ اس لئے کسی نے کہا ہے کہ اونچے خواب دیکھنا آپ کا فرض ہے ضرور دیکھو، پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اگر آپ پورا نہ کر سکے تو قائد جیسا کوئی آپ کا خواب پورا کر دے گا اور آپ بھی قوم و ملک کے ہیرو بن جائیں گے۔ اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

(عائشہ بانو، سیالکوٹ کینٹ)

☆...... آپ نے بالکل صحیح فرمایا (میری تقریر سنی تھی؟)۔ آج کل رسائل اور ڈائجسٹ کی حالت یوں سمجھیں نزاع میں ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ پہلی تو الیکٹرانک میڈیا، پی ڈی ایف۔ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، واٹس ایپ چیٹنگ اور اسی طرح کی اور بہت سی چیزوں نے رسائل اور ڈائجسٹ کو نگل لیا ہے۔ جو چھپ رہے ہیں وہ سسک رہے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ دوسرے ممالک میں تو آج بھی ناول رسائل اس شدت کے ساتھ چھپ رہے ہیں (یہاں چھپ رہے ہیں)۔ یہاں ایسی کیوں آفت آئی ہوئی ہے۔؟؟ کیا وہاں کا الیکٹرانک میڈیا پاورفل نہیں ہے جبکہ یہ سب وہیں سے ہی تو ہمارے ہاں نازل ہوا ہے۔ پھول اپنی خوشبو بکھیرتا رہے گا انشااللہ۔ پھول تو ہے میرے بچپن کا ساتھی۔ جب اس کے ''پھول بڑا مقبول'' میں خط بھیجتی تھی، کبھی چھپتا کبھی نہیں، لیکن پھول تو پھول ہے۔ میرا بچپن۔ اللہ آپ کو خوش رکھے آمین۔ (نائمہ راضیہ، کراچی)

☆...... ماہ اکتوبر کا رسالہ اپنی آب و تاب کے ساتھ جگمگاتا ہوا حاصل ہوا۔ ہم یہ رسالہ ''پھول'' تقریباً چھ سے آٹھ سال سے پڑھ رہے ہیں۔ سرورق پر بنی تصاویر دل کو چھو گئیں۔ چنار کے پتے کو دیکھ کر بے اختیار دل پکار اٹھا کہ انشاء اللہ کشمیر بہت جلد پاکستان کا حصہ ہوگا۔ حمد و نعت بھی بہت خوب تھیں۔ اداریہ پڑھ کر دل نے اس بات کی گواہی دی کہ کسی انسان کے ساتھ ذرا سی رحمدلی کا اللہ تعالیٰ بہت اجر و ثواب دیتا ہے۔ نذیر انبالوی کی کہانی 'اینٹ کی واپسی' تسنیم جعفری کی ''خطرناک شرارت'' (بہت شرارتی ہیں وہ) بے انتہا سبق آموز تھیں (سبق سکھایا آپ کو؟)۔ پرکاش اور بابو لال کی کہانی واقعی میں حقیقت پر مبنی ہے۔ اکثر بھارتی فوجیوں کے دل و دماغ مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے بے انتہا مظالم کو دیکھ نہیں پاتے مگر وہ اپنی حکومت کی دھن میں مدہوش ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں۔ انوکھا بھوت بھی ایک انوکھی کہانی تھی۔ کہکشاں بھی مزیدار تھا۔ ''بزرگ کی نصیحت'' واقعی عمدہ تھی۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اوروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک پورا مسلم نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔'' (بخاری و مسلم)

چٹخارے دیکھ کر یوں محسوس ہونے لگا جیسے یہ شمارہ (لوکی نامہ) ہے۔ لوکی واقعی ایک لذیذ سبزی ہے اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب غذا بھی۔ امہ حفصہ کی مزیدار بریانی، میرے دل کو خوب بھائی۔ کیونکہ مجھے بھی نت نئے پکوان بنانے کا بے حد شوق ہے (کبھی کچھ پکا کر بھجوائیں)۔ نیکی کا بدلہ بھی خوب کہانی تھی اور یہ نظام زندگی بھی ہے کہ انسان اوروں کے ساتھ جو کرتا ہے اسے اس کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے اچھائی ہو یا برائی آخرت کی بات تو بعد کی ہے۔ الغرض تمام شمارہ نہایت ہی مزیدار تھا (آپ کے کھانوں کی طرح)۔

(ربیعہ سہیل، لاہور)

☆...... سرورق پر شہید ملت لیاقت علی خانؒ اور شہید پاکستان حکیم محمد سعیدؒ کی تصاویر دیکھ کر فخر ہوا کہ ہمارا تعلق ایک ایسی سرزمین سے ہے جہاں ایسے بہادر لوگ بستے ہیں۔ جو اپنی زندگیوں کی پروا کیے بغیر قوم کا سر فخر سے بلند کر جاتے ہیں۔ انتساب جو بہادر کشمیریوں کے نام تھا میں کشمیریوں کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور یہی کہوں گی کہ جدوجہد جاری رکھیں کیونکہ کوشش کرنے والے کی کبھی ہار نہیں ہوتی۔ حمد و نعت تو پھول کی خوشبو ہیں جبکہ کرنیں پھول کا روشن چہرہ ہے اور اداریہ اس شفاف آئینے کی طرح ہے جس سے پھول کی عکاسی ہوتی ہے۔ بھیا اداریے میں لکھے الفاظ نہ صرف پڑھنے میں خوشگوار بلکہ دل میں سما جاتے ہیں۔ ڈاکٹر فوزیہ سعید کا لکھا مضمون اساتذہ کا عالمی دن پڑھا۔ اساتذہ ہمارے معاشرے کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن پتہ نہیں آج کل طلبا اساتذہ کی وہ عزت نہیں کرتے جیسے پہلے کیا کرتے تھے۔ میں آج بھی اپنے ٹیچرز سے جب کبھی ملتی ہوں تو نگاہیں جھک جاتی ہیں (کیونکہ کام جو نہیں کیا ہوتا)۔ کہکشاں میں اپنی تحریر پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ میں اس قابل نہیں لیکن پھر بھی آپ جب بھی میری تحریر کو پھول کا حصہ بناتے ہیں تو خوشی کے آنسو میری آنکھوں سے چھلک پڑتے ہیں (اوہو۔ آئندہ آپ کو نہیں رلائیں گے)۔ پھول سے ایک خاص رشتہ قائم ہو گیا۔ اللہ کرے یہ رشتہ ہمیشہ قائم رہے اور پھول کی

ساری رعنائیاں ہمیشہ برقرار رہے۔ پھول انسائیکلو پیڈیا ایک لاجواب سلسلہ ہے ۔ اس بار اس میں چار عظیم شخصیات کے بارے میں پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، مجھے ویسے بھی عظیم لوگوں کے بارے میں پڑھنا بہت پسند ہے اور اس طرح شاندار شخصیات سے بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انعم فاطمہ ایوارڈ کے بارے میں پڑھا تو دل سے بہت دعائیں نکلیں۔ آپ کے لئے اور اکادمی ادبیات اطفال کے لئے۔ یہ آپ لوگوں کا بڑا پن ہے کہ آپ نئے لکھنے والوں کو سراہتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ چٹخارے تو واقع چٹخارے دار سلسلہ ہے ،ہر کہانی اپنی مثال آپ تھی۔
خدا پھول کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے اور اسی طرح پھول نونہالوں کی تربیت کرتا رہے (آمین)۔(حنا نذیر، اوکاڑہ)

☆...... ماہ اکتوبر کا شمارہ جیسے ہی آیا حسب توقع چھا گیا۔ بے مثال اداریہ اپنی پوری آب و تاب سے روشن تھا' تمام سلسلے شعور و آگہی کا مرقع تھے' کرنیں کی روشنی نے آنکھوں کو جلا بخشی تو اداریے نے بھی درس دیا کہ وہ بزرگ و برتر نیت کو دیکھتا ہے۔ پھول آج بھی اسی آب و تاب سے روشن ہے جیسا کہ آج سے پہلے تھا۔ ہم تو پھول کے اسیر ہو گئے ہیں۔ ہر ماہ شدت سے پھول کا انتظار رہتا ہے اور اس کے ملتے ہی چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں (جب کسی کی پٹائی ہوتی ہے تو اس کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں)۔ ہر سلسلہ داد و تحسین و آفرین کا مستحق ہے۔ تحریر ''بیٹوں کی اقسام'' دل پر لگی۔ بہت اصلاح کن تھی اور شمارے میں تمام نظمیں سپر ہٹ تھی۔ مجھے ننھی پری علوینہ زہرا کی نظم بہت پسند آئی۔ اللہ اسے اور علم عطا کرے۔ بلاشبہ یہ ننھی پری مستقبل کی عظیم شاعرہ بنے گی اور غلام مصطفیٰ اور محمد عیسیٰ بھی بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ پھول رسالہ بہت بہترین ہے اور دعا ہے کہ یہ مزید ترقی کے منازل طے کرے (آمین)۔
(سونیا کنول۔ چوک اعظم)

☆......ہم پھول کے مستقل قاری ہیں۔ ہر ماہ پھول رسالہ پابندی سے پڑھتے ہیں۔ ہمارے مدرسے میں اور گھر میں کسی قسم کا نیٹ' موبائل یا ٹیلی ویژن کی سہولت نہیں ہے (آپ نے تو کمال کر دیا) بس روزنامہ نوائے وقت اور ماہانہ پھول ہی ہمارے گھر میں عرصہ دراز سے آ رہے ہیں۔ ہمارے دادا ابو جان مولانا علامہ محمد خان فریدی روزنامہ نوائے وقت کے مستقبل قاری تھے اور ہمارے ابو جان محمد طارق عاصم پہلے شمارے سے لے کر آج تک پھول پڑھ رہے ہیں (ان کو ہمارا سلام کہیں)۔ پھول بہت ہی پیارا اور بہترین رسالہ ہے۔ تمام کہانیاں سبق آموز اور سلسلہ بھی زبردست ہوتا ہے۔ پھول واقعی بڑا مقبول!۔
(انیسہ طارق' نفیسہ طارق' محمد احمد طارق' جڑانوالہ)

☆...... اس دفعہ کا رسالہ بہت اچھا تھا۔ خطرناک شرارت' نایاب دھن' انٹرنیٹ کا دھوکہ (اس کے دھوکے میں نہ آئیں) بہت اچھی تحریریں تھیں۔ کہکشاں سے معلومات میں اضافہ ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھول کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے (آمین)۔
(محمد سلمان بٹ' گوجر خان)

☆......اس ماہ کے شمارے کی ابتدا میں ہی اساتذہ کا عالمی دن منایا جا رہا تھا۔ جسے پاکستان بھر میں بھی باقاعدہ طور پر نہایت محترم انداز میں منایا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی بھی قوم کا سرمایہ اس قوم کے اساتذہ ہی ہوتے ہیں۔ لیکن صرف پانچ اکتوبر ہی اساتذہ کا دن نہیں بلکہ سارا سال ہی اساتذہ کے لیے ہوتا ہے (صحیح فرمایا)۔
نذیر انبالوی کی تحریر اینٹ کی واپسی میں اس معاشرے کے ایک نوجوان کا ذکر کیا گیا۔ جو کہ اس قوم اور اس کے سرمائے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ میر انور بصیرت عام کر دے بذریعہ بصیرت دل کی گہرائیوں تک اتر گیا۔ کاش! کہ ہم اپنے آپ کو پہچان لیں اور ایک خوددار اور زندہ دل قوم بن کر دنیا میں ابھریں۔ اللہ تعالیٰ اس نور ہدایت کو عام کر دیں اور ہمیں ہماری پہچان مل جائے۔
کشمیر کی دکھ بھری درد بھری آہ وزاری سن کر، پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اللہ کرے اب امام مہدی کا ظہور ہو اور عالم اسلام کے مظلوم مسلمان ظلم سے خلاصی پا لیں۔ اب دنیا کے محکوم اور مظلوم مسلمانوں کو کسی صلاح الدین ایوبی کی ضرورت ہے (ہمیں خود بھی ہمت کرنی چاہیے)۔ جس کے دل میں اپنے اسلامی بھائیوں کے لیے تڑپ ہو۔ اللہ کرے!۔
تسنیم جعفری کی تحریر خطرناک شرارت میں ایک ساتھ کئی سبق موجود تھے۔ اس کے بعد پرکاش اور بابو لال کی کہانی ایک فکر انگریز تحریر ثابت ہوئی۔ انٹرنیٹ کا دھوکہ حقیقت میں بہت حسین دھوکہ ہے۔ اللہ کرے ہماری نوجوان نسل اس حسین فریب کو پہچان سکے اور اس سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔
اس کے علاوہ سائبر کرائم سیریز بھی ایک اچھوتا موضوع ہے۔ جو کہ ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور خطاط رشید بٹ صاحب تو واقعی فخر پاکستان ہیں۔
ام حفصہ کی مزیدار بریانی (کھا کر مزہ آ گیا) دل کو چھو جانے والی تحریر تھی۔ کیونکہ خاص طور پر اس میں میرے دل کی ترجمانی کی گئی تھی۔ نیکی کا بدلہ بہت ہی خوبصورت دلکش اور خلاف توقع بدلہ تھا۔ بے شک کسی بھی نیکی کو چھوٹا یا بڑا نہیں سمجھنا چاہیے۔ نہ جانے کون سا عمل ہماری نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔
(عبداللہ خان چغتائی، چیچہ وطنی)

☆......تازہ شمارہ سامنے ہے۔ سرورق حسب معمول رنگوں سے بھرپور ہے۔ اداریہ زبردست ہے۔ کرنیں خیر کی ترغیب دے رہی ہیں۔ اینٹ کی واپسی سے ایمانداری کا درس ملا (آئندہ ہر کام ایمانداری سے کریں)۔ سائنسی کہانی خطرناک شرارت بہت پسند آئی (شرارتی لوگوں کو شرارتیں پسند آتی ہیں)۔ دیگر کہانیوں میں ہمیں رنگ بھری کہانی، نایاب دھن اچھی لگی۔ مریدار بریانی سے یہ سبق ملا کہ وقت کو قیمتی کیسے بنایا جائے۔ کوئی بھی کام چھوٹا بڑا نہیں ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ خود کو بھی دوسروں کے لیے قیمتی بنانا چاہیے۔ بیٹوں کی اقسام، زبردست انتخاب ہے۔ ہم بیٹیاں بھی خود کو ان اقسام میں تلاش کر سکتی ہیں۔ سب سے پہلی تنخواہ، بزرگ کی نصیحت مختصر پراثر تحریریں ہیں۔ انٹرنیٹ کا دھوکہ، ماں کا تحفہ، ساشا کی بندوق، سچی خوشی، نیکی کا بدلہ، گدھے کی واپسی، ایک وجہ تمام کہانیاں سبق آموز ہیں۔ ایک باپ کی نصیحت نے بھی بہت متاثر کیا (عمل بھی کیا کہ نہیں؟)۔
تایا ناتواں اس بار کرکٹ کے میدان میں نظر آئے۔ اولوالعزمی اور ثابت قدمی کی صفات تایا جی پر ختم ہیں لیکن یہ بے ہوشی کا روگ بھی تایا جی کی جان کو لگ چکا ہے۔ خدا ہی انہیں بچائے (تایا جی آپ کو دعائیں دے رہے ہیں)۔(عشرت جہاں، لاہور)

☆......اکتوبر کا شمارہ بہت ہی اچھا تھا۔ کرنیں پڑھیں، اداریہ بھی سبق آموز تھا۔ ''بھوت'' والی کہانی بہت مزاحیہ تھی۔ اس مرتبہ عارف عثمان صاحب کی کہانی ''پرکاش اور بابو لال'' پڑھ کر میرے اندر موجود جوش کا سمندر ابل پڑا (صرف ابل پڑا یا کشمیر کی طرف بھی چل پڑا؟)۔ پورے رسالے کی شان و شوکت ''نایاب دھن'' نے بڑھائی۔ اُف میرے خدایا...... کیا کمال کی تحریر تھی (کمال کی نہیں قراۃ العین کی تھی)۔ چٹخارے پڑھ کر میرے منہ میں سے تو پورے 5 لیٹر پانی بہہ نکلا (آپ کا منہ ہے یا پانی کی ٹینکی؟)۔ فوزیہ سعید بہت اچھا لکھتی ہیں۔ رسالہ...... بہت اچھا ہے۔ یہ ہمارا بہترین دوست ہے۔ جب رنج و الم کے بادل ہمارے جذبات کو ویران اور زندگی کو تاریک کر دیتے ہیں تو یہ میٹھے دوست کی طرح ساتھ دیتا ہے۔ زندگی میں پریشانیاں ہی ہیں مگر ان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ پھول ماشاءاللہ بہت ہی اچھا رسالہ ہے۔
(رحمان جاوید، کنزہ جاوید احسن جاوید...... روڈو سلطان، جھنگ)

☆☆☆

بے لوث

بچے کے الفاظ میرے ذہن میں گونج رہے تھے......

مریم اعجاز

میں صبح کی سیر کے لیے کمرے سے نکلنے کو تھا کہ میرا موبائل بج اٹھا۔ میں ناگواری سے پلٹا اور میز پر پڑا موبائل کان سے لگالیا۔

''السلام علیکم... ارسلان! کیسے ہو...؟''فون سے آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہوں... خیریت تھی جو اس وقت فون کیا؟''۔

میرے چہرے پر ناگواری بڑھتی جارہی تھی۔ صبح کی سیر کے اوقات میں، میں کسی قسم کی خلل اندازی برداشت نہیں کرتا تھا۔

''وہ... ارسلان! تمہیں بتایا تو تھا... فیس کی ادائیگی کا آج آخری دن ہے... تم کچھ رقم دے دو... بہت پریشان ہوں... جلد ہی لوٹا دوں گا! یونیورسٹی جانے سے پہلے تمہارے ہاسٹل آجاؤں''۔

''فرقان! یار... تم پچھلے ایک ہفتے سے یہی بات کہنے کے لیے فون کر رہے ہو... اور ہر بار کی طرح تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا... پھر کیوں بار بار فون کرتے ہو... کسی اور سے پوچھ لو!''۔ میں نے تنگ کر سخت لہجے میں جواب دیا۔

''میرے پاس اب اتنا وقت نہیں ہے... تم تو میرے کزن ہو... اس شہر میں تو اور کوئی ہے بھی نہیں جو قرض دے... پنڈی جا کر کسی رشتہ دار سے درخواست کرنے کا موقع نہیں... میری مشکل سمجھو... ملازمت ملتے ہی تمہیں پیسے واپس کر دوں گا''... دوسری طرف سے لاچارگی سے کہا گیا۔

''معذرت فرقان! یہی ایک ہفتہ تم کسی رشتہ دار سے مدد لینے میں لگاتے تو اب تک تمہیں پیسے مل بھی جاتے...''

''ارسلان... میرے پیپرز تھے... اور......''۔

''اللہ حافظ... مجھے دیر ہو رہی ہے...''۔ میں نے جواب سنے بغیر ہی فون پٹخا اور باہر نکل گیا۔

صبح صبح ہی میرا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ سڑک کنارے ہلکی ہلکی چہل قدمی کرتے ہوئے میں خود کو پُرسکون کر رہا تھا۔ مخصوص فاصلہ طے کرنے کے بعد میں ہر خیال جھٹک کر ہشاش بشاش سا مخصوص بینچ پر بیٹھ کر تازہ ہوا میں گہرے سانس کھینچنے لگا۔ میرا پورا جسم یکدم پُرسکون ہو گیا تھا۔

آج مجھے یونیورسٹی سے چھٹی تھی۔ میں فرصت کے ساتھ بیٹھا، سامنے سڑک پر گاڑیوں کو آگے پیچھے جاتے

دیکھ رہا تھا۔ جبکہ پوری طرح، اپنی خیالوں کی دنیا میں کھو چکا تھا۔

میں ارسلان قیصر...... ایم بی اے کے آخری سمسٹر میں پڑھ رہا تھا۔ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ میرا گھر جہلم کی کچی آبادی میں تھا... جہاں گرمیوں کی چھٹیاں گزارتا تھا مگر والدین کی وفات کے بعد شہر کا ہو کر رہ گیا۔ میں یونیورسٹی کے ہاسٹل میں رہتا تھا۔ شام کے اوقات میں جزوقتی ملازمت کر کے اپنے اخراجات اٹھا رہا تھا''۔

میں اپنے خوابوں کی تکمیل میں آگے سے آگے بڑھ رہا تھا۔ قسمت مجھ پر مہربان رہی تھی۔ مجھے رفاہی کام کا بہت شوق تھا۔ چند ایک بار امدادی ٹیموں کے ساتھ بھی بطور رضا کار کام کر چکا تھا۔ میرے اندر ہمدردی کے جذبات کافی عرصے سے پروان چڑھنے لگے تھے... میں ایک غریب والد کا بیٹا تھا اور غربت کی حالت میں ان کی وفات کے بعد یہ جذبہ اور بھی بڑھ گیا تھا۔ جس کے زبانی اظہار نے یونیورسٹی میں مشہور کر ڈالا تھا۔ میرے دوست میرے جذبوں اور دوسرے لوگ میری تقریروں سے بہت متاثر تھے اور یہ سب باتیں میرا اطمینان بحال رکھتی تھیں۔ میں ایک کامیاب تاجر بننے کے ساتھ ساتھ ایک این جی او بنانے کا خواب بھی دیکھتا تھا۔ ملک کی زبوں حالی کی وجہ سے میری یہ سوچ پختہ ہوتی جارہی تھی یہاں تک کہ میں نے اسے زندگی کا اہم اور اولین مقصد بنالیا اور جلد از جلد اپنے خیال کو حقیقت کا روپ دینے کے لیے محنت کرنے لگا۔ چھوٹی چھوٹی کامیابیوں نے مجھے مستقبل کے حوالے سے مطمئن کر دیا تھا۔

چھٹی کے روز... صبح کی سیر کے بعد بینچ پر بیٹھ کر اپنے مستقبل کے اہداف ذہن میں دہراتا اور از سرنو ترتیب دینا... میرا معمول تھا۔ جس کے بعد پورا ہفتہ میں سوچے گئے منصوبے کے مطابق اطمینان سے گزارتا تھا۔

سورج کی چمکتی کرنیں میرے چہرے پر پڑیں۔ میں نے گہرا سانس خارج کیا اور واپسی کے راستے پر چل پڑا۔ میری جیب میں پانچ سو کا نوٹ تھا۔ میں بیکری سے اپنی پسندیدہ آئس کریم اور ناشتے کا سامان لینا چاہتا تھا۔ بیکری سے کچھ دور یکدم تیز آواز نے ایک لمحے کے لیے دل دہلا دیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔ ایک چنگ چی والے کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا۔ چنگ چی والا پریشانی کے عالم میں ٹائر کو دیکھ رہا تھا۔ میری طرح ایک دو لوگوں نے بھی دیکھ کر اپنی راہ لی۔ چنگ چی اور میرے درمیان چند قدموں کا ہی فاصلہ تھا۔ میں آگے بڑھا تھا کہ بے دھیانی کی وجہ سے راستے میں پڑی اینٹ سے بری طرح لڑکھڑا گیا۔ ٹھوکر لگنے کی وجہ سے میرا انگوٹھا دکھنے لگا تھا۔ میں نے جھک کر پاؤں سہلانے کی کوشش کی۔ پھر جوتے کے تسمے باندھنے لگا۔

"انکل! کیا ہوا؟..." میرے عقب سے بچے کی آواز ابھری۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔ وہ بارہ تیرہ سالہ بچہ میری بجائے چنگ چی والے سے مخاطب تھا۔ اس کے کپڑے میلے اور پھٹے پرانے تھے اور حلیے سے غریب اور ان پڑھ نظر آرہا تھا۔

"بیٹا! ٹائر پنکچر ہو گیا ہے..."۔

"اوہ اچھا! تو پنکچر لگوا لیں... یہ آگے ہی منا بھائی کی دکان ہے..."۔

"بیٹا! میرے پاس پیسے نہیں ہیں... دو دن سبزی نہیں بیچ سکا... میں بیمار تھا... گھر میں سب کچھ ختم ہو گیا ہے... بچے بھوک سے رو رہے تھے... ابھی بھی جسم دکھ رہا ہے... مگر نکلنا پڑا... کرائے پر چنگ چی لیا ہے... دوپہر تک کرایہ بھی دینا ہے..."۔ آدمی نے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔

میں تب تک کھڑا ہو چکا تھا۔ میں نے ایک نظر دونوں پر ڈالی پھر آگے بڑھنے لگا۔

"انکل! یہ لے لو... آپ کا پنکچر لگ جائے گا..."۔

بچے کی بات پر میں نے مڑ کر اسے دیکھا جو اپنی پھٹی قمیص کی جیب سے سکے اور مڑے تڑے نوٹ نکال رہا تھا۔

بچہ کچھ دیر میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جبکہ میرے قدم وہیں جم گئے۔ بچے کا چہرہ اور اس کے الفاظ میرے دماغ میں گھومنے لگے تھے۔ وہ بارہ تیرہ سالہ بچہ میرے سارے خواب اور ترتیب شدہ خیالات بکھیر گیا تھا۔ میں جو کام آج سے چند سال بعد اہتمام کے ساتھ کرنا چاہتا تھا... وہ بچہ پہلے ہی کر گیا تھا۔ اس نے وقت، موقع اور وسائل کا انتظار نہیں کیا تھا جس کے انتظار میں، میں تھا۔ اس بچے نے مجھے بتا دیا تھا کہ "ہمدردی" اور "احساس" وہ جذبے ہیں جن کے اظہار کے لیے خاص وقت، موقع اور وسائل یا کسی ادارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ نہ ہی تعلیم یا اچھی ملازمت درکار ہوتی ہے۔ انسانیت تو بے لوث ہوتی ہے۔ سچے جذبے ہر چیز سے بیگانہ ہوتے ہیں۔ اور کوئی چیز بھی انہیں متاثر نہیں کر سکتی۔

میں نے جیب میں پڑے پانچ سو کے نوٹ کو افسوس سے دیکھا جو میری ضرورت سے زائد تھا۔ میں سر جھکائے ہاسٹل کی طرف بڑھنے لگا۔ اچانک کسی خیال کے تحت میرے قدم تیز ہو گئے۔ میرے چہرے پر ندامت کی جگہ خوشی در آئی۔ میرے جذبے سچے تھے اور میں نے ان کی حقیقت جان لی تھی۔ مجھے جلد از جلد ہاسٹل سے اپنی جمع شدہ رقم لے کر فرقان کے پاس جانا تھا کہ میرے ارادوں اور سچے جذبوں کے بہترین اظہار کا یہی ایک موقع تھا۔

کیا آپ کو بھی ایسا موقع ملا ہے؟؟؟؟۔

☆......☆......☆

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر مومن اللہ کے عذاب کو جان لیتا تو جہنم سے بے خوف نہ رہتا۔

(صحیح البخاری، حدیث 6469، صفحہ 543)

حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ والا شان ہے:

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے!

تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر میں قسم کھاتا تو ان پر کھاتا:

(۱) صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا پس صدقہ کیا کرو۔

(۲) کوئی شخص کسی دوسرے کی زیادتی کو اللہ عزّ وجلّ کی رضا جوئی کے لئے معاف کر دے تو بروزِ قیامت اللہ عزّ وجلّ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا اور

(۳) جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھول لیتا ہے اللہ عزّ وجلّ اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(جامع الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء مثل الدنیا مثل نفر، الحدیث ۲۳۳۲، ص ۱۸۸۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کو تین چیزیں منہدم کرتی ہیں۔

☆ عالم کا پھسل جانا۔

☆ منافق کا قرآن پڑھ کر بحث کرنا۔

☆ گمراہ حکمرانوں کی حکومت۔

(سنن الدارمی رقم الحدیث 220)

درس حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کے پوشیدہ عیبوں کے پیچھے پڑا کرو کیونکہ جو کسی کی عزت کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اللہ اس کی عزت کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور جس کی عزت کے پیچھے اللہ پڑ جائے تو وہ اس کو گھر میں رسوا کر دیتا ہے۔

(ابوداؤد، حدیث #4880، کتاب الادب، باب: غیبت کا بیان، راوی: ابو برزہ اسلمی رض)

☆☆☆

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب میں مبعوث ہوتے؟۔

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضع تمام تر وحی الٰہی کی تابع تھی۔ قوم اور وطن کے اتباع میں نہ تھی۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بالفرض والتقدیر لندن یا جرمن میں بھی مبعوث ہوتے تو وہاں بھی لندن کے وحشیوں کی وہی اصلاح فرماتے جو کہ مکہ کے شہریوں کی فرمائی۔ ان کی دنیاوی لذتوں کی چاہت کو خدا تعالیٰ کی محبت و چاہت سے اور ان کی بے پردگی کو پردہ سے اور ان کی بے حیائی کو عفت اور عصمت اور شرم و حیا سے بدل ڈالتے۔ لہٰذا کسی نادان کا یہ گمان اور یہ خیال کرنا کہ معاذ اللہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لندن یا جرمن میں مبعوث ہوتے تو مغربی رسم و رواج کے تابع ہوتے تو یہ ایک مرغوبانہ اور محکومانہ اور غلامانہ اور احمقانہ ذہنیت کا کرشمہ ہے۔ جس کی حقیقت ایک مجنوں کی بڑ سے زیادہ کچھ نہیں۔ نبی اللہ کی وحی کے تابع ہوتا ہے نہ کہ معاذ اللہ قوم اور وطن کے تابع۔ بلکہ قوم کو اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے اور صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) میں ان کو رنگتا ہے۔

اللہ کے رنگ میں مسلمانوں کی زندگی کا رنگ جانا بنیادی طور پر اس پر موقوف ہوتا ہے کہ اللہ کے دشمنوں کے طور طریقوں، وضع قطع اور لباس سے پرہیز کیا جائے، تاکہ زندگی کے ہر شعبے میں کفر سے بیزاری اور کافروں سے علیحدگی ظاہر ہو اور ایمانی رنگ مومن کی زندگی میں جھلکتا نظر آئے۔ (مراسلہ: عمدۃ النساء۔ ساہیوال)

☆☆☆

نام......حامزہ خان (حمزہ تو سنا تھا.....)۔تاریخ پیدائش ......05-11-2010 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......ڈرائنگ کرنا۔ارادے ...... ڈاکٹر بننا۔تبدیلی ...... مطالعہ۔پتہ......جڑانوالہ۔

☆☆☆

نام ...... ذیشان اشرف۔تاریخ پیدائش ...... 07-11-2002 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... جاسوسی؟)۔ارادے ...... CSS کرنا۔تبدیلی ......اردو بہتر کی۔پتہ......راجن پور۔

☆☆☆

نام......زاہد علی راؤ۔تاریخ پیدائش......11-11-2003 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......کتب پڑھنا۔ارادے ...... انجینئر بننا۔تبدیلی......پتا نہیں (آئی ہی کوئی نہیں)۔پتہ......پاکپتن شریف۔

......وکیل بنوں گی، انصاف دلاؤں گی (پہلے ڈاکٹر بن کر مریض ماریں گی؟)۔پتہ......مظفر گڑھ۔

☆☆☆

نام ......ابو بکر حامد اعوان۔تاریخ پیدائش ......09-11-2007 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......کرکٹ کھیلنا۔ارادے ...... آرمی میں جانا۔تبدیلی ......لفظ درست کیے (پڑھتے رہیں آپ کو بھی درست کر دیں گے)۔پتہ......لنڈن۔

☆☆☆

نام......شاہ زیب۔تاریخ پیدائش......16-11-2005 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......آخرت کی فکر کرنا۔ارادے......فوجی بننا اور پیارے وطن کی خدمت کرنا۔تبدیلی......مطالعہ کا شوق بڑھا (اور بڑھائیں)۔پتہ...... پیر محل ٹوبہ۔

☆☆☆

نام......محمد عمر۔تاریخ پیدائش......11-11-2010 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... کرکٹ کھیلنا۔ارادے ...... ڈاکٹر بننا۔تبدیلی......وقت کی پابندی (ڈاکٹر بن کر ہسپتال بھی وقت پر چلے جایا کرنا)۔پتہ......پاکپتن شریف۔

☆☆☆

حامزہ خان

ذیشان اشرف

آپ "پھول" پڑھتے ہیں۔آپ ہمارے لئے اہم ہیں۔آپ بھی "پھول فورم" میں شریک ہو سکتے ہیں۔اپنا تعارف اور تصویر شائع کرنے کے لئے کوپن پُر کر کے اپنی پاسپورٹ سائز تصویر کے ہمراہ بھجوادیں اور آپ کو کرنا ہوگا۔۔۔ صرف اپنی باری کا انتظار۔باری آنے پر آپ کا تعارف ضرور شائع ہوگا۔"پھول" پڑھتے رہیے۔اس کے آئندہ کسی بھی شمارے میں آپ کے لئے ہوگا سرپرائز

☆☆☆

نوٹ

پھول ساتھیوں! پھول فورم کے لئے صاف، واضح اور پاسپورٹ سائز تصویر بھجوائیں۔ ورنہ آپ کا کوپن شائع نہیں کیا جائے گا۔

پھول فورم

کتابیں اور کرکٹ کھیلنا (کتابیں کھیلنے کے لیے نہیں پڑھنے کے لیے ہوتی ہیں)۔ارادے ...... ڈپٹی کمشنر بننا۔تبدیلی ...... پابندی وقت سیکھایا۔پتہ......کبیر والہ ضلع خانیوال۔

☆☆☆

نام ...... حسنین علی چوہان۔تاریخ پیدائش ...... 09-11-2002 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... اپنے سے بڑے کام کرنا (ابا جی کا جوتا پہن کر گلی میں پھیریں)۔ارادے......فوجی بنوں گا، سیاستدان بنوں گا۔تبدیلی ...... جذبہ وطن کا۔پتہ ......کھاریاں، ضلع گجرات۔

☆☆☆

نام ...... تیمور حسن گورچانی۔تاریخ پیدائش ...... 14-11-2007 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... نئی نئی معلومات حاصل کرنا (سی ایس ایس کرنا ہے یا

☆☆☆

نام ...... ساجدہ مشتاق۔تاریخ پیدائش ...... 09-11-1998 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......نعتیں سننا، کتابیں پڑھنا۔ارادے ...... عالمہ بننا (اچھے ارادے ہیں۔اللہ کامیاب کرے)۔تبدیلی ......وقت کا پابند بنایا۔پتہ......شجاع آباد۔

☆☆☆

نام......احمد سعید۔تاریخ پیدائش......14-11-2009 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......لوگوں کی مدد کرنا۔ارادے......فوجی بننا۔تبدیلی......بہت اچھی (ہمیں بھی بتائیں)۔پتہ......جاوید کوٹ۔

☆☆☆

نام......سیدہ ذریت فاطمہ نقوی۔تاریخ پیدائش ...... 21-11-2006 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... کہانیاں پڑھنا۔ارادے ......ڈاکٹر بنوں گی۔تبدیلی

نام ...... زینب زہرا۔تاریخ پیدائش ...... 06-11-2016 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... امی کو تنگ کرنا۔ارادے......ڈاکٹر بننا۔تبدیلی......ابھی تک کچھ نہیں (کوئی تبدیلی آئی ہوتی تو امی کو تنگ نہ کرتیں گڑیا)۔پتہ......اٹک۔

☆☆☆

نام ...... سعدیہ ضیاء۔تاریخ پیدائش ...... 11-11-2003 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ...... مطالعہ۔ارادے ...... آرمی ڈاکٹر۔تبدیلی ...... کہانیاں لکھنے کا شوق (اب لکھ بھی دیں)۔پتہ......سرگودھا۔

☆☆☆

نام ...... سیمعہ عرفان۔تاریخ پیدائش ......08-11-2005 (سالگرہ مبارک ہو)۔مشاغل ......تصاویر بنوانا (سیلفی کا دور ہے خود ہی بنا لیا کریں)۔ارادے ...... انجینئر بننا۔تبدیلی ......میری پڑھائی میں اضافہ کیا۔پتہ......گڑھی شاہو، لاہور۔

☆☆☆

مریم نعیم

''امی جان۔ میں جا رہا ہوں۔دروازہ بند کر لیجیے گا۔'' برہان نے موٹر سائیکل باہر نکالتے ہوئے کہا۔امی جان نے باورچی خانے کی جالی دار کھڑکی سے اسے فکر مندی سے جاتے ہوئے دیکھا۔جب بھی ان کی امیدوں کا مرکز ان کا لاڈلا سپوت گھر کی چار دیواری سے باہر قدم رکھتا تھا تو ان کا دل دھڑک دھڑک جاتا تھا۔''فی امان اللہ۔اے اللہ اس کی حفاظت کرنا۔''

برہان سڑک پر تیزی سے موٹر سائیکل دوڑا رہا تھا۔آج موسم نہایت خوشگوار تھا۔برہان زیر لب کوئی گیت گا رہا تھا۔وہ بہت خوش تھا۔اور کیوں نہ ہوتا۔آخر آج ہی تو اس کا ایف ایس ای کا نتیجہ آیا تھا۔پورے سرینگر میں اس نے پہلی پوزیشن حاصل کر لی تھی۔اس کے والدین تو خوش تھے ہی اس کے دوستوں کا بھی خوشی سے کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔سب دوستوں ہی نے اعلیٰ نمبر حاصل کیے تھے۔بدر نے تو اس خوشی میں سب کو چائے پر بلایا تھا۔برہان کو اس بات کی بہت خوشی تھی کہ سب دوست اکھٹے ہوں گے اور بچپن کے ان دنوں کی یاد تازہ ہو جائے گی جب وہ اکھٹے کھیلا کرتے تھے۔برہان نے بدر کے گھر کے سامنے پہنچ کر اپنی موٹر سائیکل اور سوچوں کو بریک لگائی۔گھر کے باہر طلحہ بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔اس نے برہان کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔''جتنا مرضی پڑھ لکھ لو وقت کی پابندی کبھی نہیں کر سکتے تم۔میرے پیٹ میں مارے بھوک کے گیدڑ دوڑ رہے ہیں''طلحہ کا بس نہیں چل رہا تھا برہان ہی کو کھا جائے۔''ایسا بھی کیا غصہ ہے کہ محاورے کی ٹانگ ہی توڑ دی'' برہان نے اپنے سر کو ہیلمٹ سے آزاد کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اندر کی طرف بڑھ گئے۔

پانچوں دوست بڑی بے تکلفی سے چائے سے دو دو ہاتھ کر رہے تھے۔چائے کے ساتھ دیگر لوازمات بھی بڑی کثرت سے تھے۔کھانے کے ساتھ ہنسنے ہنسانے کا شغل بھی زور و شور سے جاری تھا۔وہ بچپن اور کالج میں کی جانے والی شرارتیں یاد کر کے خوب ہنس رہے تھے۔پورا کمرا قہقہوں سے گونج رہا تھا۔فراز خلافِ معمول چپ تھا۔حالانکہ عام طور پر وہ اتنا بولتا تھا کہ وہ اپنے دوستوں میں 'بولتی مشین' کے نام سے جانا جاتا تھا۔''لگتا ہے فراز کا پٹرول ختم ہو گیا ہے۔'' برہان نے طلحہ کو کہنی مار کر کہا تو سارے دوست ہنس دیے۔فراز بدستور خاموش تھا۔''کیا ہوا یار کچھ تو بتاؤ'' کامران نے فراز کو سنجیدہ دیکھ کر کہا۔''ہونا کیا ہے آج پھر خبریں دیکھ کر آیا ہوگا۔اور اب بھارت کے خلاف تقریریں کرے گا'' برہان نے منہ بنا کر کہا۔''لائیو دیکھ کر آیا ہوں۔تم لوگوں نے نہیں دیکھا۔سرینگر چوک پر پھر آج ایک نوجوان پر تشدد ہو رہا تھا''۔فراز نے دھیمی آواز میں بتایا۔وہ واقعی بہت رنجیدہ تھا۔ماحول پر افسردگی سی چھا گئی۔

''اچھا اب رونے مت لگ جانا۔یہ تو روز کا معمول ہے'' برہان نے ماحول کو ہلکا کرنے کی غرض سے کہا۔''اگر یہ روز کا معمول ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اس ظلم کو قبول کر لیں گے۔جب تک یہ ظلم چلے گا ہم اس کے خلاف بولیں گے۔پتھر ہی سے سہی مگر لڑیں گے۔'' فراز کی تقریر شروع ہو چکی تھی۔''میں تم سے متفق ہوں'' طلحہ نے فراز کا ساتھ دیا۔''اگر بھارت سمجھتا ہے کہ وہ اپنے ظلم سے ہماری زبانیں بند کر سکتا ہے تو یہ اس کی خام خیالی ہے۔ہم خون کے آخری قطرے اور آخری سانس تک لڑیں گے۔'' طلحہ نے پر جوش آواز میں کہا تو سب نے ہاں میں ہاں ملائی۔پھر سب نے ملتے جلتے خیالات کا اظہار کیا۔

برہان اس گفتگو سے خوش نظر نہیں آ رہا تھا۔وہ اپنے آپ کو بہت روشن خیال سمجھتا تھا۔وہ اپنے دوستوں کے خیالات سے بالکل متفق نہیں تھا۔''آخر تم لوگ بھارت کے خلاف اتنا جذباتی کیوں ہو جاتے ہو؟۔'' برہان سے مزید برداشت نہ ہوا تو وہ بول پڑا۔''مانا کہ وہ ہم پر بہت ظلم کرتے ہیں مگر اس ظلم کی وجہ ہم خود ہیں۔ہم بلاوجہ ان کے خلاف نعرے بازی کرتے ہیں۔کہیں سے کوئی فوجی گاڑی گزرے تو اس پر پتھراؤ کرتے ہیں۔بات بات پر جلسے جلوس نکالتے ہیں۔اب ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ وہ چپ چاپ مار کھائیں۔وہ ہماری حرکتوں کا ہی جواب دیتے ہیں۔اگر ہم ان کے ساتھ سمجھوتا کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ نا صرف وہ ظلم روک دیں گے بلکہ ہمیں ہمارے حقوق بھی دیں گے۔ویسے بھی پاکستان کے پاس کیا رکھا ہے۔بھارت ہر معاملے میں پاکستان سے کہیں آگے ہے۔'' برہان بولتا چلا گیا۔

''بات صرف وسائل کی نہیں میرے دوست، پاکستان کے ساتھ الحاق کر کے کم از کم اپنی پہچان تو برقرار رکھ سکتے ہیں۔مسلمانوں کی طرح جی تو سکتے ہیں۔بھارت کے ساتھ الحاق کرنے کا مطلب ہے اچھوتوں والی زندگی گزارنا۔بھارت میں بھی مسلمانوں کی عزت محفوظ نہیں۔'' طلحہ نے برہان کے خیالات کی تردید کی۔

''برہان تمہیں اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ تم آزادی کی خاطر بہنے والے خون کی بے حرمتی کر رہے ہو۔'' بدر نے دکھ سے کہا۔کمرے میں مکمل سیاسی فضا پیدا ہو چکی تھی۔

''میرا خیال ہے ہم اس گفتگو کو یہیں ختم کر دیں'' طلحہ نے چائے کا کپ میز پر دھرتے ہوئے کہا تو سب نے اتفاق کیا۔تھوڑی دیر میں کمرا پھر قہقہوں سے گونج رہا تھا۔

برہان کو پڑھتے ہوئے تین گھنٹے ہونے کو آئے تھے۔اب

وہ تھکن کا شکار ہونے لگا تھا۔وہ کتاب کو بند کر کے بستر پر نیم دراز ہو گیا۔اچانک اسے کچھ یاد آیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور موٹر سائیکل کی چابی اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔امی جان باورچی خانے میں کھانا پکا رہی تھیں۔''امی جان مجھے طلحہ سے نوٹس لینے ہیں، میں اس کے گھر جا رہا ہوں۔'' برہان نے ہیلمٹ پہنتے ہوئے کہا۔''بیٹا سیدھے جانا اور سیدھے واپس آنا، تمہیں تو پتا ہے نا آج کل کے حالات کا۔'' امی جان نے فکر مندی سے کہا۔

''امی جان آپ اتنا ڈرتی کیوں ہیں، میں کون سا بھارتی فوجیوں کے خلاف نعرے لگاتا پھرتا ہوں جو وہ مجھے اٹھا کر لے جائیں گے'' برہان نے ہنستے ہوئے لاپرواہی سے کہا اور باہر نکل گیا۔

موسم نہایت خوشگوار تھا۔ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔اچانک تیز بارش شروع ہو گئی ۔ برہان بھیگنے لگا ۔اس نے بارش سے بچنے کی خاطر ایک شیڈ کے نیچے موٹر سائیکل کھڑی کر دی اور بارش کے رکنے کا انتظار کرنے لگا۔بارش تیز تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔ برہان نے فکر مندی سے آسمان کی جانب دیکھا۔''اگر دیر ہو گئی تو امی جان پریشان ہوں گی'' برہان نے فکر مندی سے سوچا۔

بارش سے بچنے کے لئے کچھ بھارتی فوجی بھی شیڈ کے نیچے آ کھڑے ہوئے تھے۔برہان بغور ان کی حرکات کا جائزہ لے رہا تھا۔آن کی آن میں دو تین اور بھارتی فوجی شیڈ کے نیچے آ کھڑے ہوئے۔شیڈ کے نیچے جگہ کم پڑنے لگی۔ایک بھارتی فوجی نے اسے دھکیل کر باہر کر دیا اور وہ بارش میں بھیگنے لگا۔وہ بے بسی سے چپ چاپ کھڑا تھا۔

اچانک ایک زوردار دھماکے کی آواز آئی اور برہان سمیت سب نے چونک کر اس طرف دیکھا۔کچھ ہی فاصلے پر ایک مکان زیر تعمیر تھا۔اس کی کمزور دیواریں تیز بارش کی بدولت زمین بوس ہو گئی تھیں۔کافی سارے لوگ وہاں جمع ہونے لگے تھے۔برہان بھی صورتحال کا جائزہ لینے کی خاطر وہاں چلا گیا۔اسے معلوم ہوا کہ ایک مزدور بھی اینٹوں کے اندر کہیں پھنس گیا ہے۔''خدا کے لئے مجھے باہر نکالو، میرا سانس بند ہو رہا ہے، اینٹیں پیچھے کرو۔''لوگوں کے شور کے باوجود مزدور کی چیخ و پکار کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔لوگ دیوانہ وار اینٹیں ہٹا رہے تھے۔اچانک وہاں موجود بھارتی فوجیوں نے اپنی اپنی بندوقیں نکال لیں۔''خبردار، کوئی کچھ نہیں کرے گا۔سب پیچھے ہٹ جاؤ'' ایک فوجی کڑاکے دار آواز میں بولا۔وہ سب لوگوں کو بندوقوں کی مدد سے دھکیل کر پیچھے کرنے لگے۔لوگوں میں خوف پھیل گیا مگر وہ اپنے ایک بھائی کو مصیبت میں چھوڑ کر کس طرح جا سکتے تھے۔''بھائی وہاں ایک آدمی پھنس گیا ہے۔اسے تو نکالنے دو'' برہان نے ایک فوجی سے ملتجیانہ انداز میں کہا۔''اوئے سنا نہیں تم نے، میں نے کہا ہٹو یہاں سے'' فوجی نے برہان کو دھکا دیا تو وہ گر پڑا۔مزدور بدستو چیخ و پکار کر رہا تھا۔فوجی اینٹوں پر چڑھ کر قہقہے لگانے لگے جس سے پھنسے ہوئے مزدور پر اور وزن پڑنے لگا۔اس کی چیخ و پکار میں اضافہ ہونے لگا۔وہ جتنا چیختا بھارتی فوجیوں کے قہقہوں میں اضافہ ہوتا جاتا۔برہان غم و غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔''خدا کے لئے اسے اور تکلیف مت دو وہ پہلے ہی تکلیف میں ہے۔'' برہان نے ایک فوجی کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔اس نے برہان کے سر پر بندوق کا بٹ مارا اور وہ تیورا کر زمین پر گرا۔اس کے سر میں درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔اچانک ایک منظر دیکھ کر وہ اپنا درد بھول گیا۔فوجی اینٹیں اٹھا رہے تھے۔برہان دم بخود انہیں دیکھنے لگا۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ درندے اس مزدور کی مدد کر رہے ہیں۔مگر اسے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ ساتھ ساتھ قہقہے کیوں لگا رہے ہیں۔کچھ ہی دیر میں ایک خلا سی بن گئی۔اینٹوں کے درمیان گھرا ہوا مزدور صاف نظر آ رہا تھا۔وہ بری طرح خون میں لت پت تھا۔''مجھے باہر نکالو، مجھے یہاں سے آزاد کرو۔'' مزدور بھارتی فوجیوں پر نظر پڑتے ہی التجا کرنے لگا۔''تمہیں آزادی چاہیے، ابھی کرتا ہوں تمہیں آزاد'' ایک بھارتی فوجی نے معنی خیز انداز میں کہا۔اس نے اپنے ساتھیوں پر ایک نظر ڈالی اور بندوق کا دہانہ خلا کے اندر ڈال دیا۔برہان سمیت سب لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔فضا تڑ تڑاہٹ سے گونج اٹھی۔زخمی مزدور کو آزادی مل چکی تھی۔ابدی آزادی۔برہان یہ منظر دیکھ کر پاگل ہو چکا تھا۔اس نے اپنے قریب کھڑے ایک بھارتی فوجی کی بندوق چھیننے کی کوشش کی۔انہوں نے اس کی حرکت کو بھانپ لیا اور مار مار کر برہان کو ادھ موا کر دیا۔برہان کا سر پھٹ گیا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔خون اس کے سر سے ہوتا ہوا اس کے کپڑے رنگین کر رہا تھا۔برہان کے اردگرد پھیلا ہوا لہو اس کے سابقہ خیالات کی تردید کر رہا تھا۔

☆☆☆

کشمیر میں ظلم وستم

خدایا یہ کیسا ستم ہو رہا ہے
یہ کیا ظلم ہر ہر قدم ہو رہا ہے
لٹے جا رہے ہیں کیوں کشمیر والے
یہ کیوں چھن رہے ہیں نظر کے اجالے
کہ دامن لہو سے بھی نم ہو رہا ہے
خدایا یہ کیسا ستم ہو رہا ہے
یہ بے کس مسلسل مرے جا رہے ہیں
یہ سولی پہ دیکھو چڑھے جا رہے ہیں
کہ جنت نظارا بھی کم ہو رہا ہے
خدایا یہ کیسا ستم ہو رہا ہے
نظر آ رہی ہے قیامت ہی قیامت
یہ کس نے مچائی یہاں بربریت
کہ بندہ بیچارہ بے دم ہو رہا ہے
خدایا یہ کیسا ستم ہو رہا ہے
ذرا بے سکوں کی تو امداد کر اب
کہ اجڑے نگر کو بھی آباد کر اب
کہ برباد اپنا بھرم ہو رہا ہے
خدایا یہ کیسا ستم ہو رہا ہے

ایوب ساگر۔لاہور

☆☆☆

زبردست جملہ آپ کا اور شاندار انعام بھی آپ کا

اس تصویر کے حوالے سے زبردست جملہ "پھول" میں شائع کردہ کوپن پر
اپنے نام و پتہ کے ساتھ لکھ کر 10 تاریخ تک بھجوائیں۔
سب سے بہترین جملہ لکھنے پر ایک انعام دیا جائے گا۔

راستہ تلاش کریں

رنگ بھرئیے

دونوں تصویروں میں پانچ جگہ فرق ہے۔ ذرا ڈھونڈ کر تو بتایئے۔

الہدیٰ انٹرنیشنل اور النور انٹرنیشنل کی مکمل ورائٹی

7Days Open

بچوں کی دینی تعلیم وتربیت اور اصلاح کے لیے بے شمار مواد ایک ہی چھت تلے دستیاب ہے

بچوں کے لیے اُردو اور انگلش میں
بے شمار دلچسپ، سبق آموز کہانیاں
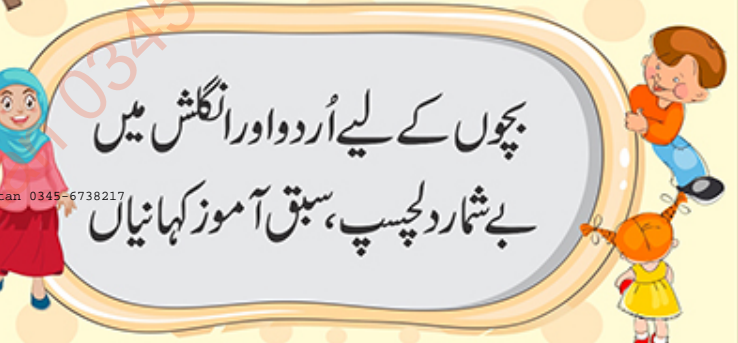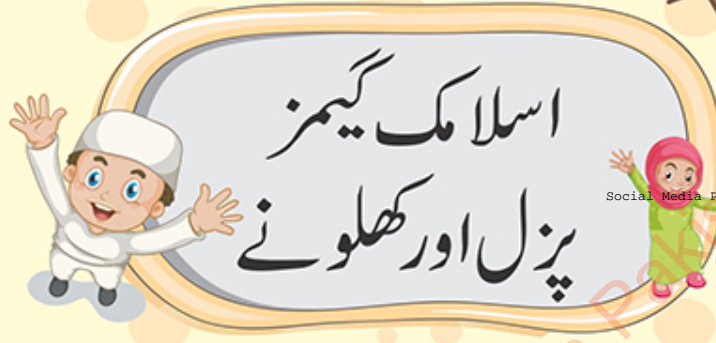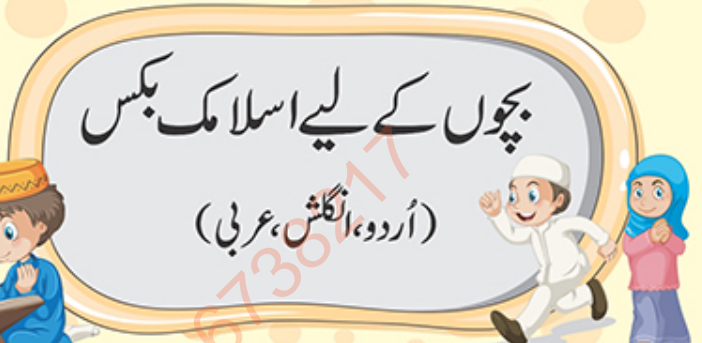
اسلامی طرز زندگی سے متعلقہ ہر موضوع پر شاندار مواد ایک ہی چھت تلے دستیاب ہے

اور اس کے علاوہ بہت کچھ

Cell: 0300-5205060 0300-8880450 0321-5942233 0321-5208080

Lahore
- Jail Road 042-35717842-3
- Model Town 042-35942233

Islamabad
- G-10 Markaz 051-2350045-6
- F-8 Markaz 051-2281420

Rawalpindi	051-4850100
Multan	061-6223316-7
Gujranwala	055-3735100
Sargodha	048-3252885

اسلام آباد لاہور راولپنڈی ملتان سرگودھا گوجرانوالہ

سوشل میڈیا پاکستان

گروپ کے قوانین

واٹس ایپ گروپ سوشل میڈیا پاکستان کے مندرجہ ذیل قوانین ہیں

۱۔ گروپ میں نمبر تبدیل کی اجازت نہیں ہے۔ جو بھی نمبر تبدیل کریگا اسی وقت ریموو کر دیا جائے گا۔

۲۔ نمبر تبدیلی کی وجہ سے **ریموو میمبر** کو دوبارہ ایڈ ہونے کیلیے دوبارہ فیس دینا ہوگی۔

۳۔ غلطی سے لیفٹ کرنے والا **میمبر** کو بھی دوبارہ ایڈ ہونے کیلیے دوبارہ فیس دینا ہوگی۔

۴۔ کوئی اسپیشل ڈیمانڈ پوری نہیں کی جائے گی۔ ایڈمن پینل جو مواد بتا چکا ہے، وہی مواد گروپ میں ملے گا

۵۔ جن ممبران کو **وائی فائی یا موبائل ڈیٹا** آف رکھنے پر گروپ کی پوسٹنگ نہیں ملتی۔ ایسے ممبران اپنا **وائی فائی یا موبائل ڈیٹا** آن رکھیں تاکہ آپکی پوسٹ مس نہ ہو۔ کیونکہ ایڈمن پینل بتایا گیا تمام مواد روزانہ کی بنیاد پر بھیجتا ہے۔

۶۔ **ایڈمنز** کے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کرنے والا بندہ ہی گروپ میں فیس ادا کرنے کے بعد ایڈ ہو سکتا ہے

۷۔ فیس ادائیگی کے بعد **24** گھنٹے کے اندر آپکو ایڈ کر دیا جائے گا، لہذا ایڈمن کو زیادہ تنگ نہ کریں۔

۸۔ جس تاریخ کو آپ فیس ادا کریں گے۔ اگلے ماہ کی فیس بھی اسی تاریخ کو جمع کروانا ہوگی۔

۹۔ گروپ میں ایڈ ہونے سے پہلے گروپ کے قوانین اور گروپ کے بھیجے جانے والے مواد کی تفصیل لازمی پڑھیں

Group Admin’s

Usman Bhatti **Khaliq Hassan**
Bilal Rajput **Sharif Khan**
Saif ur Rehman